قواعد اُردو

مرتبہ

جناب مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے (علیگ)

صدر مہتمم تعلیمات اورنگ آباد دکن

سکریٹری انجمن ترقی اُردو

سنہ ۱۹۱۴ء

الناظر پریس واقع خیالی گنج لکھنؤ میں طبع ہوئی

قیمت عمہ ا

باراول (۲۵۰۰)

النّاظر

جامعیت جہاں نما ہے ہر صفحہ دریں

۱۳ ھ ۲۷

اُردو علمی ادبی رسالے جس کس مپرسی کے عالم میں ہیں اُسکا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۹ء سے، جبکہ النّاظر کا پہلا پرچہ شایع ہُوا تھا اس وقت تک بہت سے پرچے جاری ہوئے اور بالآخر پبلک کی بدمذاقی کا شکار ہو گئے۔

لسان العصر (لکھنؤ) پنجاب ریویو (لاہور) ادیب (الہ آباد) خلاصہ (علی گڑھ)

اُردو (جالندھر) مشورہ (جبل پور) انسان (امرت سر) صبح بہار (میسور)

شاہد سخن (حیدرآباد) ادب (لاہور) استبصار (رائے بریلی) مرصع (آگرہ)

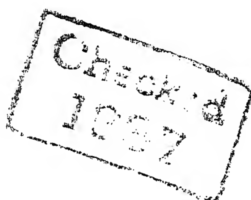
یہ ایک درجن رسالے کس آب و تاب کے ساتھ نکلے اور چند روز اپنی بہار دکھا کر بند ہو گئے۔ اُردو دان پبلک کے اس رسالہ کُش رجحان کے باوجود اور ان سب دشواریوں۔ ناکامیوں اور مصیبتوں کے علی الرغم جن کا تمام علمی و ادبی تحریکات کو سامنا کرنا پڑتا ہے یہ محض تائید ایزدی تھی کہ النّاظر نے کُل حوادث و آفات کا مقابلہ کر کے نہ صرف یہ کہ اپنی کشتیِ شکستہ کو بادہائے مخالف کے تھپیڑوں سے بچا لیا بلکہ اس تمام مدت میں اپنی عزت و منزلت کو قائم رکھ کر نہایت کامیابی اور پابندیِ وقت کے ساتھ اربابِ ذوق کی صداہائے العطش کو ہمیشہ لبیک کہتا رہا اور خدا کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ آیندہ بھی علم و ادب کے پیاسوں کے لیے یہ سبیل لگی رہے گی۔

فلسفہ۔ سائنس۔ اقتصادیات۔ تاریخ۔ ادب اور معاشرت کے متعلق النّاظر میں نہایت اعلیٰ درجے کے مضامین شایع ہوتے رہتے ہیں اور پرچہ ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ پابندی کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ حجم ۶۰ صفحے اور قیمت سالانہ صرف عہ/ ہے۔

نوٹ:۔ جو شائقین علم و ادب خریداری سے پہلے نمونہ دیکھنا چاہیں وہ ۴/ کے ٹکٹ ارسال فرما کر ایک پرچہ طلب کریں۔

خاکسار۔ **منیجر النّاظر**۔ لکھنؤ

فہرست مضامین



فصل اوّل

فصل دوم

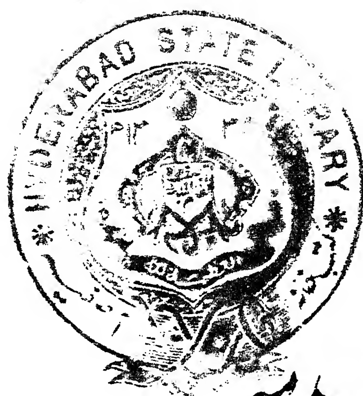
فصل سوم

فصل چہارم

الناظر پریس

کی عمدہ لکھائی چھپائی کا ایک معمولی نمونہ یہ قواعد اردو ہے۔ شکر ہے
کہ اس پریس میں انگریزی، اردو، فارسی، عربی، ہندی کی چھپائی
بہت خوبی کیساتھ بکفایت ہوتی ہے۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کام
عین وقت پر بپابندی عہد کیساتھ تیار کر دیا جاتا ہے۔ رسالہ الناظر
ساڑھے چار سال سے اسی پریس میں چھپتا ہے کبھی بے وقت شائع نہیں ہوا
عمدہ اور جلد کام کرنا پھر دام کم لینا ہمارا اصول ہے کیونکہ صرف
رفاہ عام کی غرض سے یہ پریس جاری کیا گیا ہے نہ ذاتی منفعت
کے لیے۔ ایک دفعہ کوئی چیز عمدہ سے عمدہ چھپوا کر دیکھیے یقیناً آپکی
مرضی کے موافق تیار ہوگی۔ خشک و تر رنگین و سادہ غرض ہر قسم کی
چھپائی کا معقول انتظام ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنی یا اپنے کسی دوست
کی کوئی کتاب چھپوا کر ہمکو شکرگزاری کا موقع دینگے۔

خاکسار منیجر الناظر پریس لکھنؤ



مقدمہ

اردو زبان دنیا کی جدید زبانون مین سے ہے اور ابھی ابھی اس نے اپنے بل بوتے پر کھڑا ہونا سیکھا ہے۔ زبان نہ کسی کی ایجاد ہوتی ہے اور نہ کوئی اُسے ایجاد کرسکتا ہے۔ جس اصول پر بیج سے کونپل پھوٹتی، پتے نکلتے، شاخین پھیلتی، پھل پھول لگتے ہین اور ایک دن وہی ننھا سا پودا ایک تناور درخت ہوجاتا ہے، اُسی اصول کے مطابق زبان پیدا ہوتی، بڑھتی اور پھلتی پھولتی ہے۔ اُردو اس زمانے کی یادگار ہے، جب مسلمان فاتح ہندوستان مین داخل ہوے اور اہل ہند سے اُنکا میل جول روز بروز بڑھتا گیا۔ اُس وقت ملک کی زبان مین خفیف سا تغیر پیدا ہوتا چلا جس نے آخر ایک نئی صورت اختیار کی جس کا اُنہین سے کسی کو سان گمان بھی نہ تھا۔ مسلمان فارسی بولتے آئے تھے اور ایک زمانہ تک اُنکی زبان فارسی ہی رہی۔ دربار و دفاتر مین بھی اُسی کا سکہ جاری تھا۔ ہندوون نے بھی اسے شوق سے سیکھا۔ اُس زمانے مین فارسی لکھنا پڑھنا تہذیب مین داخل تھا۔ فارسی کے علاوہ عربی مسلمانون کی مذہبی اور علمی زبان تھی۔ دستار فضیلت کا ملنا بغیر تحصیل زبان عربی ناممکن تھا کیونکہ مسلمانون کے علوم و فنون کا خزانہ

اسی زبان مین مدوّن ہے۔ اِدھر ملک مین جو زبان (قدیم ہندی یا پراکرت) رائج تھی اُسے بھی مسلمانون نے سیکھا، عوام وہی زبان بولتے تھے۔ چنانچہ اس مخلوط زبان مین بڑے بڑے شاعر ہوے۔ مسلمان شاہی درباریون اور علما اور شعرانے بھی یہ زبان سیکھی اور اسمین تالیف و تصنیف بھی (جو زیادہ تر نظم تھی) کی۔ غرض ہندو مسلمانون کے اس میل جول اور خلا ملا سے ایک نئی زبان نے جنم لیا، جس کا نام بعد مین اردو رکھا گیا۔ اُردو کے معنی لشکر کے ہین اور لشکری زبان جیسی ہوتی ہے ظاہر ہے، یعنے آدھا تیتر آدھا بٹیرا اسلیے اول اول ثقہ لوگ اسکے استعمال سے بچتے رہے اور اسکے لکھنے پڑھنے کو عار سمجھتے رہے۔ لیکن رفتہ رفتہ اس کے قدم جمتے گئے اور مغلیہ سلطنت کے آخری دور مین شعرانے اس بچّے کو اپنے سایۂ عاطفت مین لیا اور پال پوس بڑا کیا، بہت کچھ صفائی پیدا کی اور نئی تراش خراش سے آراستہ کیا۔ مغلیہ سلطنت کے زوال پر سمندر کے راستے ایک نئی قوم ہندوستان پر مسلط ہوئی جو ہندو مسلمانون سے بالکل غیر تھی۔ اُس قوم نے اِسکی اُنگلی پکڑی۔ اِس نے اُنگلی پکڑتے اُنکا پہنچا پکڑا اور دربار سرکار مین اسکی رسائی ہوئی اور رفتہ رفتہ دفاتر سے فارسی کو نکال باہر کیا اور خود اسکی کرسی پر جلوہ گر ہوئی۔ آخر ہندوستان کی قدیم راجدھانی اسکا جنم بھوم اور دوابہ اسکا وطن ہوا۔ اب دور دور پھیل چلی ہے اور ہندوستان کے اس سرے سے اُس سرے تک چلے جائیے ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے؛ بلکہ ہندوستان کے باہر تک جا پہنچی ہے۔ اب سب سے بڑھی چڑھی بات یہ ہے کہ تین مختلف جلیل القدر قومون کی یعنی ہندو مسلمانون اور انگریزون کی چہیتی ہے اور ان تینون کی متفقہ کوششون کی عظیم الشان یادگار ہے۔ تینون نے اسے سیکھا، پڑھا، لکھا؛ تینون نے اسکی ترقی مین مقدور بھر کوشش کی؛ اور اب تینون کی بدولت اس رتبہ کو پہنچی کہ دنیا کی جدید زبانون مین شمار کیے جانے کے قابل ہوئی۔

اردو ہندی نژاد ہے اور قدیم ہندی یا پراکرت کی آخری اور سب سے شایستہ صورت ہے۔ برج بھاشا اور فارسی کے میل سے بنی ہے۔ اسمین جو سنسکرت اور پراکرت کے الفاظ ہین وہ زمانۂ دراز کے استعمال اور زبانون پر چڑھ جانے سے ایسے ڈھل گئے ہین کہ اصل الفاظ مین جو بھدا پن اور کرختگی اور تلفظ اور لہجہ کی دقت تھی بالکل جاتی رہی، اور چھٹ چھٹا کر پاک صاف سیدھے سادے رہ گئے، جس سے زبان مین لوچ گھلاوٹ اور صفائی پیدا ہو گئی۔ اُردو کے ہندی نژاد ہونے مین کچھ شبہہ نہین ہے کیونکہ بیرونی زبانون کا اثر صرف اسما و صفات مین ہوا ہے ورنہ زبان کی بنیاد ہندی پر ہے، تمام حروف فاعلی، مفعولی، اضافت، نسبت، ربط وغیرہ ہندی ہین ضمیرین سب کی سب ہندی ہین۔ افعال سب ہندی ہین۔ لیکن عربی فارسی الفاظ کے اضافہ نے مختلف صورتون مین اسکی اصل خوبی مین اضافہ کر دیا ہے۔ ہندی الفاظ مین دلفریبی کا خاص اثر ہے اور عربی فارسی الفاظ مین شان و شوکت اور زبان کے لیے ان دونون عنصرون کا ہونا ضروری ہے۔ عربی فارسی الفاظ نے نہ صرف لغت مین بلکہ خیالات مین بھی وسعت پیدا کر دی ہے۔ جس سے اسکا حُسن دو بالا ہو گیا اور وہ زیادہ وسیع اور کار آمد بن گئی مگر اصل بنیاد جسپر وہ قائم ہے ہندی ہی ہے محض غیر زبانون کے اسما و صفات کے اضافہ سے اسکے ہندی ہونے مین مطلق فرق نہین آ سکتا۔ مثلاً آجکل بہت سے انگریزی لفظ داخل ہوتے جاتے ہین۔ لیکن اس سے زبان کی اصلیت و ماہیت پر کچھ اثر نہین پڑ سکتا۔ ایک دوسری بات اُردو زبان مین یہ ہے کہ وہ اس اصول پر قائم ہے جو تمام جدید زبانون مین اسوقت پایا جاتا ہے۔ یعنے صورت ترکیبی سے حالتِ تفصیلی کی طرف اسکا رجحان ہے قدیم زبانون مین یہ بڑی دقت تھی کہ ایک ہی لفظ کو ذرا ذرا سے فرق اور پھیر سے مختلف صورتون مین لے آتے تھے۔ اب دوسرے الفاظ کی مدد سے مرکب صورتین پیدا ہو گئی ہین اور وہ دقتین جاتی رہی ہین اُردو کو

بھی اس قید سے آزادی مل گئی ہے۔ غرض یہ زبان مختلف حیثیتوں سے ایسی قبول صورت ہو گئی ہے کہ اسکی ترقی میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ اسکی صفائی، فصاحت اور صلاحیت اور ہندی، فارسی، عربی اور انگریزی کے مختلف مفید اثرات اس امر کا یقین دلاتے ہیں کہ وہ دنیا کی ہونہار زبانوں میں سے ہے اور ایشیا میں ایک روز اس کا ستارہ چمکے گا۔

مجھے خوب یاد ہے کہ کئی سال کا عرصہ ہوا کہ میرے ایک دوست نے ایک جلسہ میں تذکرۃً میری کتاب صرف و نحو اُردو کے متعلق کہا کہ انجمن اُردو (حیدرآباد دکن) اسے چھپوا دے تو بہت اچھا ہو۔ اسپر ہمارے ایک عالم دوست نے فرمایا کہ صرف و نحو کی کتابیں بچوں کے لیے ہوتی ہیں انجمن کی طرف سے ایسی کتابوں کا طبع ہونا ٹھیک نہیں۔ مجھے اسمیں کلام ہے کہ صرف و نحو کی کتابیں بچوں کے لیے مخصوص ہیں بلکہ میری رائے میں انہیں اپنی زبان کی صرف و نحو پڑھانا مضر ہے۔ البتہ یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایک زندہ اور جدید زبان کے لیے گریمر (صرف و نحو) کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آخر گریمر کی ضرورت پڑی کیوں؟ جب ہم دنیا کی مختلف زبانوں پر نظر ڈالتے ہیں اور اُنکے ادب کی تاریخ بغور پڑھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً گریمر کی ضرورت اُس وقت واقع ہوی جبکہ ایک زبان والوں نے دوسری زبان کے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اول اول خود اہل زبان کو کبھی اسکی ضرورت محسوس نہیں ہوی۔ مثل دوسرے علوم و فنون کے ضرورت نے اسے بھی ایجاد کیا۔ اور زبان کے سب سے پہلے عملی نحوی وہ لوگ تھے جنھوں نے سب سے اول عملی طور پر زبانوں کی تعلیم دی۔ صرف و نحو کے قواعد کی تدوین انھیں معلمین السنہ کا کام تھا۔

زبانوں کا سیکھنا سکھانا نسبتہً جدید زمانہ کی ایجاد ہے جو آجکل خاصا پیشہ ہو گیا ہے قدیم زمانہ میں لوگ غیر زبانوں کے سیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔ مثلاً کسی قدیم یونانی یا

عرب کو کسی غیر زبان کے سیکھنے کا کبھی خیال نہین آتا تھا اور وہ کیون سیکھتا؟ اس لیے کہ یونانی سوائے یونانیون کے اور عرب سوائے عربون کے سب کو وحشی خیال کرتا تھا۔ غیرون کی زبان سیکھنا، اُنکے آداب و اطوار کا اختیار کرنا اسکے لیے عار اور موجب ذلت تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یونانی غیر اقوام کو ایک بوسائی یعنی بے زبان اور عرب دوسرون کو عجم یعنے گونگے اور پول اپنے پڑوسی اہل جرمن کو نیمیائے یعنے گونگے بہرے اور ہندو اپنے سوا دوسرون کو ملیکھ (ملیچھ) کہتے تھے۔ ملیکھ یعنی ملیچھ کے اصل معنی ایسے شخص کے ہین جسے صاف طور سے بولنا نہین آتا۔

جب یونانیون کو دوسرے اقوام سے سابقہ پڑا اور اُن سے بات چیت کی ضرورت ہوی تو بڑی دقت پیش آئی۔ اگر ہر شخص اپنی ہی زبان بولنے پر اصرار کرے تو دوسرے کی کیونکر سمجھے۔ اُنکے لیے غالباً غیر زبانون کے سیکھنے کی پہلی محرک تجارت ہوی اور دوسری محرک اسکندر کی فتوحات۔ ایران اور ہندوستان کی فتوحات نے یونانیون پر ثابت کردیا کہ دوسری قومین بھی زبان رکھتی ہین۔ لیکن طرہ یہ ہے کہ بہ نسبت یونانیون کے دوسری اقوام مین جنھین یونانی وحشی کہتے تھے زبانین سیکھنے کی زیادہ صلاحیت تھی۔ اسکندر کی فتوحات نے باہمی میل جول کا رستہ کھول دیا تھا اور اسکندریہ مختلف اقوام، مختلف زبانین بولنے والے اور مختلف مذاہب کے لوگون کا سنگم ہوگیا۔ گو ابتدائی تعلق تجارتی تھا لیکن فرصت کے اوقات مین دوسرے معاملات اور مباحث بھی خود بخود زیر بحث آگئے۔ علاوہ اسکے خود یونانی بھی اسکندریہ مین موجود تھے جو قدیم حالات کی تحقیق مین مصروف تھے۔ اور اسی طرح مصریون، ایرانیون اور یہودیون کے علم آداب و معتقدات بحث مین آئے اگرچہ اسکندریہ مین دوسرے اقوام کے علم ادب کے متعلق ایک دلچسپی پیدا ہوگئی تھی لیکن زبان کی تحقیق و تنقید دوسری زبانون کے مطالعہ سے پیدا نہین ہوی بلکہ خود یونانی زبان کی مختلف شاخون پر غور کرنے سے اسکا آغاز ہوا۔ اور سب سے بڑی

وجہ اسکی ہومر کی کتاب ہوئی۔ سب سے اول اُن علمانے زبان کی تنظیم کی طرف توجہ کی جو قدیم اساتذہ اور خاص کر ہومر کی تصانیف کو صحت اور تنقید کے ساتھ شایع کرنے کا کام کر رہے تھے مختلف نسخے اسکندریہ اور پرگامس مین یونان کے مختلف حصون سے وصول ہوے جنمین آپسمین بہت کچھ اختلاف تھا اور اسلیے ان علما کو مجبوراً یونانی گریمر کی صحیح صورت قائم کرنے پر متوجہ ہونا پڑا اسمین شک نہین کہ ان لوگون نے اول یونانی زبان کو تنقیدی نظر سے مطالعہ کیا اور اسکی تنظیم کی اور مختلف اجزاے کلام کا امتیاز قائم کیا اور الفاظ کے مختلف عمل کے لیے اصطلاحی الفاظ گڑھے لیکن تاہم حقیقی اور ابتدائی گریمر ابھی تک نہین لکھی گئی تھی۔ پہلا حقیقی نحوی ڈائیونی سی آس تھریکس تھا یہ شخص جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے تھریس کا باشندہ تھا۔ لیکن وہ اسکندریہ مین رہتا تھا بعد ازان وہ روما گیا جہان اس نے یونانی زبان کی تعلیم دینی شروع کی اور معلمی پیشہ اختیار کیا۔ اور اپنے رومن شاگردون کے لیے زبان کی پہلی گریمر لکھی اگرچہ گریمر کا ڈھانچہ پہلے سے موجود تھا لیکن اس نے پہلے کے فلسفیون اور نقادون کے نتایج سے فائدہ اُٹھا کر یہ کتاب مرتب کی یونانیون کے لیے نہین کیونکہ انھین ضرورت نہ تھی وہ اپنی زبان سے خود واقف تھے بلکہ اہل روما کی تعلیم کے لیے اس شخص کے بعد اور لوگ پہنچے اور معلمی یا مترجمی کا پیشہ کرنے لگے۔ یہ پیشہ وہان اچھا خاصہ اور معزز سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ رومن نوجوانون کو یونانی پڑھنے لکھنے اور بولنے کا ایسا ہی شوق اور خبط تھا جیسا آج کل ہندی نوجوانون کو انگریزی پڑھنے اور لکھنے بولنے کا ہے یہان تک کہ بچون کو اول یونانی پڑھائی جاتی تھی اور بعد مین لاطینی۔ اور یونانی آداب وتہذیب کا اختیار کرنا اور یونانی جاننا علامت شرافت سمجھی جاتی تھی۔ بعینہ جیسے ہمارے ہان آجکل انگریزی پہناوا، انگریزی بات چیت انگریزی طرز معاشرت باعث فخر خیال کی جاتی ہے۔ گو روما نے یونان کو فتح کیا تھا لیکن علمی لحاظ سے وہ خود اسکا مفتوح ہوگیا۔ غرض یونانی زبان کے سیکھنے اور یونانی کتابون کے ترجمہ کا عام رواج ہوگیا

اور اسی وجہ سے یونانی گرامرون کی ضرورت ہوی اور جب لاطینی گرامر لکھی گئی تو یونانی اصطلاحات لاطینی لباس مین ترجمہ ہو کر داخل ہو گئین - اور اس جدید لباس مین یہ گرامر دو ہزار سال سے یورپ پر چھائی ہوی ہے بلکہ آج اس کا اثر ہندوستانی مدارس اور ہندوستانی زبانون مین بھی پایا جاتا ہے -

اسی طرح جب ہم عربی زبان کی صرف و نحو کی ابتدا پر نظر ڈالتے ہین تو بعینہ یہی صورت وہان بھی پیش آئی جس طرح ہومر کی کتاب کی درستی اور صحت کے لیے اول اول نحو کے ابتدائی اصول پر نظر گئی اسطرح قرآن پاک کے الفاظ کی صحت قائم رکھنے کے لیے سب سے پہلے نحو زبان کی طرف مجبوراً توجہ کرنی پڑی - سب سے پہلا شخص ابو الاسود دؤلی تھا جسے ایک قاری کو قرآن کی آیت غلط پڑھتے ہوے سُن کر یہ خیال ہوا کہ اگر خدانخواستہ یہ حالت رہی تو اندیشہ ہے کہ قرآن پاک کے معانی کچھ کے کچھ ہو جائین گے - ابتداً رسم خط عربی ایسی تھی کہ اسمین نقطے اور اعراب نہ تھے اور اس لیے اعراب و نقطے ایجاد کرنے پڑے - صرف و نحو کا خیال بھی اسی قسم کے واقعات سے پیدا ہوا - خصوصاً جب اہل عجم مذہب اسلام مین داخل ہوے اور عربی زبان کا اثر وسیع ہونے لگا تو عجمی زبان کے بولنے مین طرح طرح کی غلطیان کرنے لگے - زبان کے خراب اور مسخ ہونے کا اندیشہ ہوا - اسپر سے ابو الاسود کی تحریک پر حضرت علی نے نحو کا پہلا قاعدہ بتایا کہ "سارا کلام اس سے خالی نہین کہ یا تو اسم ہو گا یا فعل یا حرف" چنانچہ اسپر سے ابو الاسود نے اول اول قواعد فن لسان کی تدوین کی - جب عربون کی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور عربی زبان کی روشنی بھی ساتھ ساتھ پھیلنی شروع ہوی تو قواعد زبان کی ضرورت روز بروز بڑھنے لگی - کوفہ و بصرہ مین نحویین کے دو الگ مذہب قائم ہو گئے - جنکے مباحث پر اسوقت نظر ڈالنا ہمارے مقصد سے خارج ہے - غرض ہوتے ہوتے نوبت یہ پہنچی کہ نحو یا تو زبان سیکھنے کا آلہ تھی یا خود ایک مستقل فن ہو گئی اور ایک نحوی کی ایسی ہی عزت ہونے لگی

جیسے کسی عالم فاضل کی۔ عربی صرف و نحو کی تدوین مین عجمیون نے بہت بڑا حصہ لیا دکیونکہ ضرورت زیادہ انھین کو تھی) اور بڑی بڑی ضخیم کتابین لکھین اور اسمین وہ بحثین اور نزاکتین پیدا کین کہ یہ فن خاصا فلسفہ ہوگیا! اور اسکے پڑھنے پڑھانے مین مبالغہ کے ساتھ بڑے بڑے اہتمام ہونے لگے جس کا اثر اب تک باقی ہے۔ عربی زبان اور صرف و نحو کا اثر فارسی ترکی اُردو زبانون پر بہت کچھ ہوا ہے۔ اور اب تک عربی اصطلاحات صرف و نحو ان زبانون کی قواعد مین برابر پائی جاتی ہین۔ بلکہ فلسفی اُردو کی صرف و نحو عربی کی صرف و نحو کی نقل ہے اور نقل کیا کی ہے منھ چڑایا ہے۔ غرض کہنے کی یہ ہے کہ عربی صرف و نحو کو زیادہ رونق اور عروج عجمی علما کی بدولت ہوا ہے۔

موجودہ زبان فارسی کو دیکھا جائے تو اسکی صرف و نحو بہت صاف اور سیدھی اور مختصر ہے اور اسمین مطلق وہ پیچیدگیان نہین جو قدیم زبانون یا اردو زبان مین ہین لیکن یار لوگون نے عربی کے تتبع مین اسکی بھی خوب مٹی خراب کی۔ زبان کچھ بھی ہے اور گرامر کچھ اور یعینہ یہ مثل صادق آتی ہے۔

من چہ سرایم و طنبورہ من چہ سراید

لیکن تاہم بری بھلی جو کتابین فارسی صرف و نحو تنقید زبان صنائع بدائع اور لغت پر لکھی گئی ہین وہ سب زیادہ تر تو اہل ہند یا بعض اور بیرونی لوگون کی تصنیف سے ہین۔ اہل زبان نے کبھی اسپر قلم اُٹھانے کی زحمت گوارا نہین کی۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ انھین اپنی زبان کی صرف و نحو لکھنے کی ضرورت ہی نہ تھی اور نہ کبھی انھین اسکا خیال آیا وہ انکی مادری زبان تھی پیدا ہوتے ہی وہی آوازین انکے کانون مین پڑتی تھین اور ہوش سنبھالتے ہی وہی زبان جو سُنتے تھے بولتے تھے۔ صرف و نحو تو وہ پڑھے جسکی مادری زبان نہو۔

اور یہی وجہ ہے کہ فارسی کی صرف و نحو غیرون نے لکھی۔

اسکے بعد جب ہم اُردو زبان پر نظر ڈالتے ہین تو اسکی حالت سب سے عجیب و غریب ہے۔ اسکی صرف و نحو کی طرف ابتدا مین نہ صرف کسی اہل ہند بلکہ ایشیا بھر مین کسی شخص کا خیال نہ گیا۔ اور خیال کیا تو غیرون نے۔ اور غیر بھی کیسے، بات چیت اور زبان ہی مین غیر نہین بلکہ صورت شکل، عادات و اطوار، طریق ماند و بود، طرز خیال غرض گفتار، رفتار و کردار مین بھی غیر ہین اور ایسے غیر کہ باوجودیکہ دو سو ڈیڑھ سو برس ایک سرزمین مین ایک ساتھ رہتے گزر گئے ہین مگر اب تک غیریت نہین گئی۔ میرا مطلب اُن اہل فرنگ سے ہے جو آگ لینے آئے تھے اور گھر کے مالک بن بیٹھے۔ اہل یورپ کے آنے سے اس ملک کو اگر کچھ فوائد پہنچے ہین تو انمین سے بلاشبہ ایک یہ بھی ہے کہ انھون نے ایک ایسی زبان کی سرپرستی اور تقویت مین ہاتھ بٹایا جو ملک کی مختلف اقوام کی متحدہ اور مشترکہ زبان تھی۔ اگرچہ اسمین انکی ذاتی غرض پنہان تھی، کیونکہ بغیر ایک ایسی زبان سیکھے انکو اپنی اغراض مین کامیابی نہین ہوسکتی تھی، مگر ذاتی اغراض کے ساتھ ملکی اغراض بھی خود بخود انجام پاگئے۔ ان لوگون کے اس زبان پر توجہ کرنے اور سیکھنے سے بھی یہ صاف عیان ہے کہ یہ زبان ملک کی عام زبان تھی۔ ان حضرات کو ملک کی کسی زبان سے نہ الفت تھی نہ نفرت وہ ایسی زبان سیکھنا چاہتے تھے جو ہر جگہ کارآمد ہو اور انکے کاروبار اور معاملات مین سہولت پیدا کرے۔ اور وہ سوائے اُردو کے کوئی دوسری زبان نہ تھی۔ لہذا اس کی تحصیل مین انھون نے کوشش کی اور بیشک یہ اُنکے اغراض کے لیے مفید بھی ثابت ہوئی۔

جہانتک مینے تحقیق کی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پہلا یوروپین جس نے ہندوستانی زبان کے قواعد لکھے وہ جان جوشوا کٹلر تھا، جو پرشیا کے شہر اہل بنجن مین پیدا ہوا۔ مذہب مین یہ لوتھر کا پیرو تھا۔ یہ شخص شاہ عالم بہادر (۱۷۰۷ - ۱۷۱۲ع) اور جہاندار شاہ بادشاہ

(۱۷۱۲ء) کے دربار مین بطور ڈچ سفیر کے حاضر ہوا۔ ۱۷۱۱ء مین وہ ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی کا
ناظم تجارت بمقام سورت مقرر ہوا۔ وہ لاہور سے آتے اور جاتے وقت براہ دہلی آگرہ سے گزرا
لیکن یہ بالیقین نہین کہا جا سکتا کہ وہ وہان ٹھہرا بھی یا نہین۔ اگرچہ وہان اہل ڈچ کا ایک
کارخانہ سورت کے تحت مین موجود تھا۔ اسکامشن لاہور کے قریب ۱۰ دسمبر ۱۷۱۱ء کو پہنچا اور
جہاندار شاہ کے ہمراہ دہلی واپس ہوا اور آخر کار اس مقام سے ۱۴ اکتوبر ۱۷۱۲ء کو روانہ ہو کر
۲۰ اکتوبر کو آگرہ پہنچا۔ اور پھر آگرہ سے سورت واپس چلا گیا۔ ۱۷۱۶ء تک وہ تین سال سورت
مین ڈچ کمپنی کا ناظم (ڈائرکٹر) رہا۔ اسکے بعد وہ ایران کا سفیر مقرر ہوا اور بٹاویا سے جولائی
۱۷۱۶ء مین روانہ ہوا۔ اس وقت اُسے ایسٹ انڈیا مین ڈچ کی ملازمت کرتے ہوئے تیس سال
ہو گئے تھے۔ اور اصفہان سے واپس ہوتے وقت خلیج فارس کے مقام گمبرون مین بعلالت بخار
انتقال کیا۔

اس نے ہندوستانی زبان کے قواعد اور لغت لکھا جسے ڈیوڈ مل نے ۱۷۴۳ء مین چھاپکر
شائع کیا۔ قیاس یہ ہوتا ہے کہ یہ کتابین اس نے ۱۷۱۵ء کے لگ بھگ تالیف کین۔ یہ
کتاب لیٹن زبان مین ہے لیکن ہندوستانی الفاظ اور عبارتین رومن حروف مین ہین
البتہ حروف کے ہجون مین ہندوستانی الفاظ بعینہ لکھے ہین۔ اور ان الفاظ کا املا ڈچ زبان
کے طریقہ پر ہے۔ ایک بات اس قواعد مین قابل لحاظ یہ ہے کہ حرف فاعلی "نے" کا کہین ذکر
نہین ہے اور علاوہ ہم کے وہ آپ کو بھی (جو گجراتی زبان مین استعمال ہوتا ہے) جمع متکلم کی ضمیر
بتاتا ہے۔

کیٹلر کی گریمر کے طبع ہونے کے دوسرے سال مشہور مشنری شلز کی کتاب ہندوستانی
زبان (اُردو) قواعد پر شائع ہوئی (سنہ طبع ۱۷۴۴ء) یہ صاحب کیٹلر کی گریمر سے واقف تھے

اور اپنی کتاب کے دیباچے مین اسکا ذکر بھی کیا ہے۔ فیلز کی گریمر بھی لیٹن مین ہے مگر ہندوستانی الفاظ فارسی عربی خط مین ہین اور اُن کا تلفظ بھی ساتھ ساتھ لاطینی مین دیا ہے۔ ناگری حروف کی بھی تصریح کی ہے مگر بعض حروف بالکل ترک کر دیے ہین۔ وہ ضمائر شخصی کے واحد جمع سے واقف ہے لیکن افعال متعدی کے زمانۂ ماضی کے ساتھ نے کے استعمال سے واقف نہین۔ اور یہ اسی پر موقوف نہین بلکہ اکثر قدیم کتب قواعد مین نے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ پرانی اُردو مین نے کا استعمال بالالتزام نہین ہوتا تھا۔

ہیڈلے کی گریمر سنہ ۱۷۷۲ء مین شایع ہوی۔ اسکے بعد متعدد کتابین قواعد زبان ہندوستانی کے متعلق لکھی گئین جنمین سے زیادہ مشہور پُرتگیزی گریمیٹیکا اندوستان ہے جو لزبن مین سنہ ۱۷۷۸ء مین شایع ہوی۔ اسکے بعد کا وہ زمانہ ہے جبکہ جان گلکرسٹ نے ہندوستانی زبان کی خدمت شروع کی۔ لیکن جان گلکرسٹ کی خدمات کا ذکر کرنے سے قبل ہم ایک شخص لے بی ڈف کا ذکر کرنا چاہتے ہین۔ اس نے اپنے حالات خود اپنی کتاب کے دیباچہ مین لکھے ہین مختصر یہ ہے کہ یہ شخص مدراس مین سنہ ۱۷۸۵ء مین آیا اور غالباً خدمت بینڈ ماسٹری پر معمور رہا۔ وہان دو سال قیام کرنے کے بعد کلکتہ چلا آیا' وہان اسکی ملاقات ایک پنڈت سے ہوی جس سے اس نے سنسکرت، بنگالی اور ہندوستانی (جسے وہ ہندوستان کی مخلوط زبان کہتا ہے) پڑھنی شروع کی۔ کچھ دنون کے بعد اس نے دو ناٹکون کا ترجمہ بنگالی مین کیا اور اسکے اپنے بیان کے بموجب ان مین سے ایک ناٹک عام طور پر پبلک مین پسند کیا گیا اور اسکی بہت تعریف ہوی۔ ایڈلنگ لکھتا ہے کہ اسکے بعد وہ مغل بادشاہ کے ہان تھیٹر کا منتظم (مینیجر) ہوگیا۔ اور آخر مشرق مین بیس سال کے قیام کے بعد انگلستان واپس چلا گیا۔ لندن مین اس نے اپنی گریمر شایع کی اور روسی سفیر ورنزو سے ملاقات پیدا کی' اس نے اُسے روس مین بھیجدیا جہان وہ فارن آفس مین

ملازم ہوگیا اور سرکار کی طرف سے سنسکرت کا مطبع قائم کرنے کے لیے اُسے بہت کچھ رقم دی گئی لیکن اسکی ہندوستانی گریمر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید بہ نسبت ہندوستانی زبان کے اس کا علم بنگالی اور سنسکرت مین زیادہ ہو۔ کیونکہ اس نے ہندوستانی گریمر مین نہ صرف الفاظ کا تلفظ غلط کہا ہے بلکہ قواعد کے بیان کرنے مین بھی بہت سی صریح غلطیان کی ہین۔

ڈاکٹر جان گلکرسٹ کا نام اُردو کے محسنین مین نہایت ممتاز ہے اور اُردو زبان کا مورخ اُن کا ذکر بغیر احسان مندی اور شکر گزاری کے نہین کر سکتا۔ انھون نے نہ صرف زبان اور قواعد زبان و لغت پر اعلےٰ درجہ کی کتابین، بلکہ چند خاص اہل زبان حضرات کو جمع کر کے اُن سے ایسی کتابین لکھوائین جنمین سے بعض ہمیشہ زندہ رہین گی۔ ڈاکٹر صاحب نے اُردو کی خدمت کا کام ۱۷۸۳ء مین شروع کیا اور فورٹ ولیم کالج اُردو زبان کی تالیف و تصنیف کا مرکز اُنیسوین صدی کے ابتدائی دس سال تک رہا۔ اگرچہ اصل مقصد اسکا یہ تھا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی مین جو انگریز ملازم ہوکر آتے تھے انکو اُردو سکھانے کے لیے مناسب کتابین لکھوائی جائین تاکہ وہ آسانی سے ملک کی اس زبان کو جو ہر جگہ بولی یا سمجھی جاتی ہے سیکھ سکین لیکن اس پردے مین بعض بے مثل کتابین لکھی گئین اور آیندہ اس ڈھنگ کی تالیف کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ خود گلکرسٹ صاحب نے متعدد کتابین اُردو زبان اور اسکی لغت اور قواعد پر لکھی ہین۔ انکی کتاب قواعد اُردو ۱۸۰۹ء مین چھپ کر شایع ہوی۔ اگرچہ اُن کی دو ایک کتابین جو اس سے چند سال قبل طبع ہوی تھین ان مین بھی اُردو زبان کے قواعد کا کچھ کچھ حصہ شریک تھا۔

مسٹر جان شکسپیر کی اُردو گریمر لندن مین اول اول ۱۸۱۳ء مین شائع ہوی دوسرا اڈیشن ۱۸۱۸ء مین تیسرا ۱۸۲۶ء مین، چوتھا اڈیشن جسمین دکھنی زبان کی مختصر سی گریمر بھی

اضافہ کی ہے ۱۸۴۳ء مین اور اسکے بعد ایک ایڈیشن ۱۸۵۲ء مین شایع ہوا۔

۱۸۲۰ء مین اُردو رسالہ گلکرسٹ کے نام سے ایک کتاب کلکتہ مین شایع ہوی اور اسکے کئی ایڈیشن ۱۸۳۱ء و ۱۸۴۶ء مین کلکتہ مین اور ۱۸۴۵ء مین آگرہ مین چھپے یہ رسالہ دراصل گلکرسٹ کی گریمر کا ملخص ہے۔

ولیم ئیٹ نے ایک کتاب مقدمہ زبان ہندوستانی کے نام سے تالیف کی جو تین حصون پر منقسم تھی یعنے گریمر، لغت اور اسباق زباندانی۔ اول بار کلکتہ مین ۱۸۲۲ء مین طبع ہوی دوسری بار ۱۸۲۴ء مین اور تیسری بار ۱۸۳۳ء مین چھپی۔

گلکرسٹ صاحب کے بعد دوسرا یورپین محسن اُردو فرانسیسی عالم موسیو گارسان دتاسی تھے۔ انھون نے اصول زبان ہندوستان پر ایک کتاب لکھی جو پیرس مین ۱۸۲۹ء مین طبع ہوی اور صرف اُردو و قواعد اُردو پر ایک بڑا مضمون جنرل ایشیاٹک سوسائٹی بابت ۱۸۳۳ء مین لکھا ۔ اسکے علاوہ موصوف نے تاریخ شعراے اُردو لکھی جو ایک بیمثل کتاب ہے۔

مسٹر ایس ڈبلیو بری ٹن نے ہندوستانی زبان کے قواعد پر ایک کتاب تالیف کی جو لندن مین ۱۸۳۰ء مین طبع ہوی۔

اسکے ایک سال بعد یعنی ۱۸۳۱ء مین مسٹر سٹیمفورڈ ارناٹ کی کتاب بنام "جدید خود آموز قواعد زبان ہندوستانی، جو برٹش انڈیا کی نہایت کارآمد اور عام زبان ہے" یہ کتاب فارسی اور رومن حروف مین ہے اور اسکے ساتھ بطور ضمیمہ کے لغت اور مشقی اسباق زباندانی بھی اضافہ کیے گئے ہین لندن مین اول بار ۱۸۳۱ء مین اور دوسری بار ۱۸۴۴ء مین طبع ہوی ۱۸۴۲ء مین ایک کتاب انگریزی اور ہندوستانی افعال بے قاعدہ پر اور مقدمہ قواعد ہندوستانی برائے افادہ طلبہ مدراس مین طبع ہوی۔ مؤلف کا نام تحریر نہین ہے۔

ہندوستانی زبان کے قواعد مشرقی اور رومن حروف مین مع آسان انتخابات بغرض تحصیل بتدائی فارسی عربی اور دیوناگری حروف مین مؤلفہ ایس ارناٹ باضافہ لغت و حواشی از مسٹر ڈنکن فاربس مطبوعہ لندن ۱۸۴۴ء۔

اسی سال مسٹر جیمس آر بالن ٹائن کی گریمر لندن مین طبع ہوی اور غالباً یہی کتاب بعد ترمیم واضافہ ۱۸۶۸ء مین شایع ہوی۔

۱۸۴۷ء مین ہندوستانی زبان کی ایک گریمر لندن مین طبع ہوی اسکے مؤلف ریورنڈ جی اسمال تھے۔ اسمین کچھ انتخابات اُردو ادب کے بھی شریک ہین۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۵۸ء مین شایع ہوا۔

جرمنی کے ایک عالم جے دت لوبراخنو نے بھی ہندوستانی زبان کے قواعد پر ایک کتاب لکھی تھی جو برلن مین ۱۸۵۲ء مین طبع ہوی۔

سر مونیر ولیمس نے سنسکرت اور ہندی زبان کی جو خدمت کی ہے وہ محتاج تعریف نہین۔ ایک زمانہ اس سے واقف ہے۔ صاحب موصوف نے ہندوستانی زبان کی ایک ابتدائی کتاب لکھی اور اسمین علاوہ روزمرہ کے استعمال کے الفاظ و محاورات و قصص مبتدیون کے لیے صرف و نحو کے قواعد بھی درج کیے۔ ماسوا اسکے ہندوستانی گریمر مولفہ کاٹن ماتھر مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ء کو مرتب کیا جو ۱۸۶۷ء مین شایع ہوی۔

۱۸۶۲ء مین مسٹر جان ڈوسن نے اُردو زبان کی ایک گریمر تالیف کی۔

مسٹر جان پلیٹ کی قواعد اُردو لندن مین ۱۸۷۴ء مین طبع ہوی۔ یہ کتاب درحقیقت اچھی لکھی گئی ہے۔

کسی یورپین صاحب نے دکنی گریمر پر ایک رسالہ لکھا تھا لیکن اسپر مؤلف کا نام نہین

یہ رسالہ ۱۸۷۵ء مین ستارا مین طبع ہوا۔

پامر صاحب کی ہندوستانی فارسی و عربی گریمر ۱۸۸۲ء مین بمقام لندن طبع ہوی۔

۱۸۸۲ و ۱۸۸۳ء مین مسٹر ڈبلیو کیگر نے زبان ہندوستان کی گریمر لکھی۔ ان صاحب کا تعلق سرو ہند سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۸۸۳ء مین پروفیسر فان کیو نے ہندوستانی زبان کے قواعد مرتب کیے یہ کتاب نیپلی مین طبع ہوی۔

اسی سال مسٹر جے ون سن نے بھی اُردو گریمر تالیف کی۔

جرمن عالم اے سی ڈل نے ایک کتاب اُردو زبان کے قواعد پر تالیف کی جس کا نام اس نے ہندوستانی گریمر قیاسی و عملی رکھا۔ یہ کتاب ۱۸۹۳ء مین بمقام لپ زگ طبع ہوی ۱۸۹۵ء مین تسلڈ کی گریمر پھر لپ زک مین طبع ہوی۔

یہ فہرست سینے صرف اردو صرف و نحو کی ایسی کتابون کی دی ہے جو اہل یورپ نے تالیف کی ہین۔ لغت و ادب وغیرہ پر جو کتابین ان لوگون نے لکھی ہین ان کا ذکر نہین کیا گیا ہے کیونکہ یہان ان کا ذکر خارج از بحث ہے۔ اس سے میرے اس بیان کی تصدیق ہو گی کہ اُردو زبان کی صرف و نحو پر پہلے پہل غیرون نے توجہ کی۔

اہل ہند مین سب سے اول اس مضمون پر[1] اُردو کے مشہور شاعر میر انشاء اللہ خان انشا دہلوی نے قلم اُٹھایا ان کی کتاب دریائے لطافت ۱۲۲۲ھ مین بعہد نواب سعادت علی خان بہادر لکھی گئی۔ اسمین علاوہ قواعد صرف و نحو کے عورتون کے محاورات، مختلف قومون کی بولیان اور گفتگو مین اور طرح طرح کی نظم و نثر بھی شریک ہے۔ بعض محاورات و الفاظ کی تحقیق بھی خوب کی ہے۔ باوجودیکہ اس کتاب کو تالیف ہوے مدت گزر چکی ہے

[1] اس مضمون پر مفصل بحث میری کتاب "تاریخ زبان اُردو" مین ہوگی۔ یہ کتاب زیر تالیف ہے۔

لیکن اسوقت بھی وہ بے مثل اور قابل قدر کتاب ہے۔ اور اردو زبان کے ادب مین ہمیشہ وقعت کی نظر سے دیکھی جائے گی۔ یہ کتاب اول اول مرشد آباد مین ۱۸۴۸ء مین طبع ہوی۔

غالباً ناظرین کتاب کو یہ پڑھکر حیرت ہوگی کہ سرسید احمد خان مرحوم نے بھی اردو صرف ونحو پر ایک رسالہ تالیف کیا تھا۔ اسکا ایک قلمی نسخہ اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ کی حالی لائبریری مین موجود ہے۔ کاتب نے کتاب کے آخرین سنہ ۱۲۵۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۰ء تحریر کیا ہے۔ اگرچہ یہ سنہ کتابت ہے لیکن سنہ تالیف بھی اسی کے لگ بھگ ہوگا۔ اسمین صرف ونحو کے معمولی قواعد ہین۔ زیادہ تر بحث مصادر ہے۔ اگرچہ یہ کتاب کچھ ایسی قابل لحاظ نہین لیکن اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ مرحوم کو اردو زبان سے کس قدر دلچسپی تھی۔

اسکے بعد مولوی احمد علی دہلوی نے ایک ابتدائی رسالہ صرف ونحو اردو پر لکھا جو دہلی مین سنہ ۱۸۴۵ء مین طبع ہوا اس کتاب کا نام "فیض کا چشمہ" ہے غالباً یہ تاریخی نام ہے اور اس سے سنہ تالیف سنہ ۱۲۵۹ ہجری نکلتا ہے۔

مولوی امام بخش صاحب صہبائی دہلوی فارسی کے مشہور منشی اور ادیب گزرے ہین اور دہلی کالج مین پروفیسر بھی تھے انھون نے بھی اردو صرف ونحو پر ایک کتاب تالیف کی تھی جو دہلی مین سنہ ۱۸۴۹ء مین طبع ہوی۔ یہ کتاب بھی اچھی ہے اسکے آخرمین بہ ترتیب حروف تہجی اردو کے محاورات اور کہین کہین ضرب الامثال بھی درج ہین۔

انکے علاوہ بھی اُسی زمانہ مین دو ایک کتابین اور لکھی گئین۔ مثلاً ایک صاحب مرزا محمد صالح نے ایک گریمر ہندوستانی، فارسی اور عربی زبان کی لکھی اور اسمین فارسی گفتگو کا بھی ایک حصہ اضافہ کیا اور ایک یورپین صاحب نے اس کا انگریزی ترجمہ بھی کیا جو اصل کے ساتھ تھا یہ کتاب بمقام لندن سنہ ۱۸۲۳ء مین طبع ہوی۔ یا ایک دوسری کتاب بمبئی کے محمد ابراہیم صاحب مقبہ

[1] انجمن ترقی اردو اس کتاب کو عنقریب طبع کرانے والی ہے۔

مقبہ نے تحفۂ الفنسٹن کے نام سے تالیف کی جو بمبئی مین ۱۸۲۳ء مین طبع ہو کر شایع ہوی -
یہ کتاب الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی کے نام سے موسوم کی گئی تھی لیکن یہ کتابین کچھ زیادہ
قابل لحاظ وقابل ذکر نہین ہین -

زمانہ حال مین متعدد کتابین اس مبحث پر طلبہ مدارس وغیرہ کے لیے پنجاب وممالک متحدہ
آگرہ واودھ مین تالیف ہوی ہین جن مین کم وبیش عربی صرف ونحو کا تتبع کیا گیا ہے البتہ
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے جو دو مختصر رسالے طلبہ مدارس کے لیے لکھے ہین ان مین انھون نے
تقلید سے الگ ہو کر جدت سے کام لیا ہے لیکن یہ رسالے بہت مختصر ہین اور صرف ابتدائی
مدارس کے طالب علمون کے کارآمد ہوسکتے ہین -

مین اس سے قبل اس امر کا اعتراف کر چکا ہون کہ ایک زندہ زبان کے لیے قواعد کی
چندان ضرورت نہین - اور مین نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ عموماً اور اکثر کسی زبان کی صرف و
نحو اس وقت لکھی گئی جبکہ کسی غیر قوم کو اس زبان کی تحقیق یا اسکے سیکھنے کی ضرورت واقع ہوئی
اور صرف ونحو کی تحریر ابتداءً زیادہ اسکے متعلق جد وجہد ہمیشہ غیر قوم والون کی طرف سے ہوئی
کیونکہ اہل زبان اس سے مستغنی ہوتے ہین - یہی حال اردو زبان کا ہوا - اسکے صرف ونحو
اور لغت کی طرف اول اول اہل یورپ نے بضرورت توجہ کی - اس کے بعد جب اہل ملک
نے یہ دیکھا کہ ان لوگون کو اردو پڑھنے کا شوق ہے تو انکی دیکھا دیکھی یا انکے فائدہ کی غرض
سے خود بھی کتابین لکھنی شروع کین - بعد ازان جب یہ زبان مدارس مین بھی پڑھائی جانے
لگی - تو صرف طلبہ کیلئے کتابین لکھی جانے لگین چنانچہ آجکل جسقدر کتابین لکھی گیئن انکی اصل غرض یہی تھی
لیکن اسوا اسکے اب ایک ضرورت داعی ہوی ہے وہ یہ کہ زبان اردو اب ملک کی عام اور مقبول زبان
ہوگئی ہے اور ملک مین اکثر جگہ بولی جاتی ہے اور ہر جگہ سمجھی جاتی ہے - حالانکہ ملک کی

دوسری زبانیں خاص خاص خطوں میں محدود اور مخصوص ہیں۔ نیز اس زبان کو کچھ ایسے مقامات کے لوگ بھی پڑھتے اور سیکھتے ہیں جنکی یہ مادری زبان نہیں۔ اسلیے یہ ضرورت واقع ہوی کہ اس زبان کے قواعد منضبط کیے جائیں اور مستند کتابیں لغت پر لکھی جائیں تاکہ زبان بگڑنے سے محفوظ رہے۔ میں نے اس کتاب کے لکھنے میں اس خیال کو مدنظر رکھا ہے اور صرف طلبۂ مدارس کی ضروریات کا لحاظ نہیں کیا ہے۔ بلکہ زیادہ تر یہ کتاب اُن حضرات کے لیے ہے جو زبان کو نظرِ تحقیق سے دیکھنا چاہتے ہیں۔

ہمارے ہاں اب تک جو کتابیں قواعد کی رائج ہیں ان میں عربی صرف و نحو کا تتبع کیا گیا ہے۔ اُردو خالص ہندی زبان ہے اور اس کا شمول آریائی السنہ میں ہے بخلاف اسکے عربی زبان کا تعلق سامی السنہ سے ہے۔ لہذا اُردو زبان کی صرف و نحو لکھنے میں عربی زبان کا تتبع کسی طرح جائز نہیں دونوں زبانوں کی خصوصیات بالکل الگ ہیں۔ جو غور کرنے سے صاف معلوم ہو جائے گا۔ اسی طرح اگرچہ اُردو ہندی نژاد ہے۔ اور اسکی بنیاد قدیم ہندی پر ہے، افعال جو زبان کا بہت بڑا جز ہیں، نیز ضمائر اور اکثر حروف سب کے سب ہندی ہیں؛ صرف اسما و صفات عربی فارسی کے داخل ہو گئے ہیں۔ اور چند گنتی کے مصادر جو عربی فارسی الفاظ سے بن گئے ہیں مثلاً بخشنا، بدلنا، قبولنا، تجویزنا وغیرہ کسی شمار میں نہیں بلکہ بعض ثقات بزعم خود انھیں فصیح بھی نہیں خیال کرتے۔ تاہم اُردو زبان کی صرف و نحو میں سنسکرت کے قواعد کا تتبع نہیں کیا جا سکتا۔ اسکے متعلق چند موٹی موٹی باتیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) ہر اسم کے سنسکرت میں تین حصے کیے گئے ہیں۔ مادہ، حرف بعد مادہ اور حرف آخر۔ موجودہ ہندی یا اردو میں حرف آخر اُڑ گیا ہے۔

(۲) سنسکرت میں اسم کی مختلف حالتیں (فاعلی، مفعولی، اضافی وغیرہ) صرف حرف

آخر کے تغیرّ سے بنتی ہین جو اکثر قدیم زبانون مین پایا جاتا ہے۔ اور ہندی اُردو مین الگ حروف بڑھانے سے بنتی ہین اور تمام جدید زبانون کا میلان اسی طرف ہے۔

(۳) سنسکرت اور پراکرت مین جنس تین ہین یعنی نر، مادہ اور بیجان۔ موجودہ ہندی یا اُردو مین صرف دو ہین۔

(۴) سنسکرت کا فعل بہت دقیق اور پیچیدہ ہے اور ایک زمانہ سے اسمین اصلاح ہوتے ہوتے موجودہ ہندی مین آکر صاف اور سادہ ہوا ہے۔ تثنیہ کا صیغہ سنسکرت مین ہے ہندی مین نہین۔

سنسکرت مین ہر فعل کی پنچ صورتین، تیرہ قسمین اور نو جنسی حالتین ہین یعنی کل صیغے سات سَو دو ہوتے ہین اور یہ سب ایک ہی لفظ کے ہیر پھیر سے بنتے ہین۔ موجودہ زبان مین یہ بڑی آسانی ہے کہ اکثر افعال امدادی افعال کی اعانت سے بنائے جاتے ہین۔ اور سب سے مصادر فارسی و عربی اسما و صفات کے آگے ہندی مصادر مثلاً دینا کرنا وغیرہ بڑھا کر بنائے جاتے ہین۔

ایسی صورت مین اُردو زبان کی صرف و نحو مین عربی یا سنسکرت کا تتبع کرنا اُلٹی گنگا بہانا ہے۔ البتہ اصطلاحات عربی سے لی گئی ہین کیونکہ اس سے گریز نہین۔ اردو زبان مین تقریباً کل علمی اصطلاحات عربی ہی سے لینی پڑتی ہین جیسے انگریزی زبان مین لاطینی اور یونانی سے۔

مین اس موقع پر اردو ہندی کے جھگڑے مین پڑنا نہین چاہتا کیونکہ یہ بحث میرے خیال مین بالکل بے سود ہے۔ اول تو اس لیے کہ صرف و نحو مین اس بحث کا کوئی موقع نہین خصوصاً اس خیال سے کہ اس امر مین تقریباً دونون ایک ہین اور ماسوائے بعض جزوی اختلاف کے

کوئی اختلاف نہیں - دوسرے جو شخص اس ملک کی مختلف زبانوں کی تاریخ کو نظر غور سے دیکھے گا اُسے معلوم ہو جائے گا کہ فریقین نے محض سخن پروری اور ہٹ دھرمی سے کام لیا ہے - دراصل جھگڑے کی کوئی بات نہیں - قدرتی اثرات اور رجحانات کا روکنا اپنے ہاتھوں سے اپنی ترقی کو روکنا ہے

بات یہ ہے کہ جب آریا لوگ اس ملک میں داخل ہوئے تو انھوں نے یہاں ایک دوسری قوم کو آباد دیکھا جنکی زبان انکی زبان سے بالکل مختلف تھی - ملک کی اصلی قوم ان قوی آریاؤں کے حملوں کی تاب نہ لاسکی اس لیے کچھ تو ان میں سے شمالی پہاڑوں میں پناہ گزین ہوئے اور بہت سے جنوبی اور وسطی ہند کے پہاڑوں اور جنگلوں میں جا بسے - لیکن پھر بھی بہت سے ایسے تھے جنھیں اپنے وطن عزیز کی جدائی گوارا نہ تھی - اگرچہ وطن دوسروں کے ہاتھوں میں تھا اور اس لیے نئے حملہ آوروں کی غلامی میں بسر کرنے لگے - اگرچہ اسکی ضرورت نہیں ظاہر ہے کہ مغلوب و پائمال کی زبان کیا باقی رہ سکتی ہے لیکن اسمیں شبہ نہیں کہ ان کی زبان نے آریاؤں کی زبان یعنی سنسکرت پر کچھ نہ کچھ اثر ضرور کیا - اور اسلیے یہ کہنا غلطی نہ ہوگا کہ قدیم ہندی بولیاں جو پراکرت (یعنی عوام کی بولی) کے نام سے مشہور ہیں اسی اثر کا نتیجہ تھیں - اور جو صدیوں تک سنسکرت کے دوش بدوش ملک میں قائم رہیں - اور انھیں پراکرت بولیوں سے ہندوستان کی موجودہ آریائی زبانیں پیدا ہوئیں انکا تعلق سنسکرت سے ایسا ہی ہے جیسے یورپ کی موجودہ رومانی السنہ کو لاطینی سے - ان زبانوں کی تعداد عموماً سات شمار کی جاتی ہے - یعنے پنجابی، سندھی، گجراتی، مرہٹی، ہندی، اڑیا اور بنگالی -

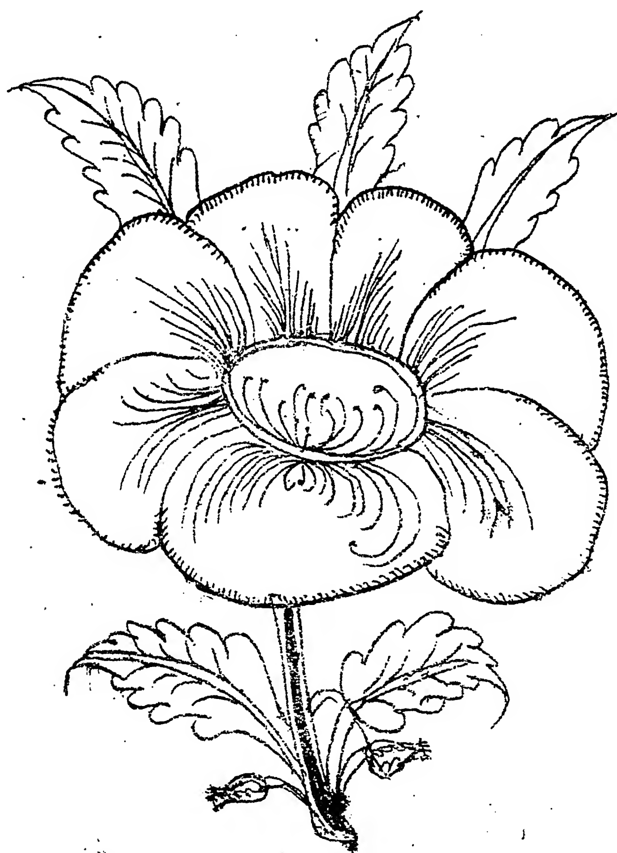
ان سب میں ہندی بلحاظ قدامت و اہمیت کے سب سے زیادہ قابل لحاظ ہے لیکن ابتدا ہی سے اسپر غیروں کی نظریں پڑنی شروع ہوئیں مسلمان جو شمال کی طرف سے اس ملک میں آنے شروع ہوئے اسکو اپنی زبان سے متاثر کیے بغیر نہ رہ سکے - اور جوں جوں بڑھتے گئے

صدی سے پہلے شروع ہوا تھا وہ آخر ایک نئی صورت میں ظہور پذیر ہوا اور یہی اردو (لشکری زبان) کی اصل ہے۔ یہ در اصل کسی پراکرت یا ہندی کی بگڑی ہوئی صورت نہیں بلکہ ہندی کی آخری اور شائستہ صورت ہے۔ اور اس وقت ہندوستان کی عام ملکی زبان مانی جاتی ہے یہ نہ کسی خاص شخص یا فرقے کی ایجاد ہے اور نہ کسی خاص پالیسی و مصلحت اور منشاء سے بنائی گئی ہے بلکہ جس طرح اس ملک کی معاشرت و سیاست میں وقتاً فوقتاً مختلف قدرتی اسباب سے تغیرات پیدا ہوئے اور آج انھیں اثرات کی وجہ سے ایک جدید حالت نظر آتی ہے۔ اسی طرح زبان میں بھی قدرتی اثرات و رجحانات اور مختلف واقعات سے تغیرات ظہور میں آئے اور اس وقت جو ہم خاص پالیسی کی وجہ سے پرانی شے کو نئی سمجھ کے چونکتے ہوتے ہیں وہ صرف ایک دھوکا ہے۔ اب اتنی مدت کے بعد ان باتوں پر جھگڑا کرنا گویا صدیوں کے واقعات کو جھٹلانا اور قدرتی اثرات اور رجحانات کو الٹا لیجانا ہے۔ دنیا میں کوئی چیز ایک حالت پر نہیں رہتی، اور جب ہم ہی ایک حالت پر نہ رہے تو ہماری زبان کیوں رہنے لگی۔ اور کچھ نہیں تو اگر صرف اس زبان کے الفاظ ہی کو سرسری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا کی کتنی قوموں نے (بغیر کسی خاص ارادہ کے محض قدرتی اثرات کی وجہ سے) اسکے بنانے میں حصہ لیا ہے۔ تو کیا ایک ایسی یادگار کو بگاڑنے کی کوشش کرنا ایک نہایت دردناک فعل نہ ہوگا؟ خصوصاً ایسے عہد میں جبکہ زمانۂ قدیم کے ایک ایک پتھر اور اینٹ کو سینت سینت کے رکھا جاتا ہے۔

اس نہایت مختصر ذکر[1] سے میرا مقصد یہ تھا کہ اردو کی صرف و نحو کو سنسکرت زبان کے قواعد سے اسی قدر مغائرت ہے جتنی عربی زبان کی صرف و نحو سے۔ میرا خیال یہ ہے کہ کسی زبان کے قواعد لکھتے وقت اس کی خصوصیات کو کبھی نظر انداز نہ کیا جائے اور محض کسی زبان

[1] اردو زبان کی اصلیت پر مفصل بحث میں نے اپنی تالیف زبان اردو کی تاریخ میں کی ہے۔

کی تقلید میں اسپر زبردستی قواعد اور اصول کے نام سے ایسا بوجھ نہ ڈال دیا جائے جسکی وہ متحمل نہ ہو سکے۔ میں نے حتی الامکان اسی اصول کو مدنظر رکھا ہے اور اس امر کی کوشش کی ہے کہ جدھر زبان کا رجحان ہو اُدھر ہی اس کا ساتھ دیا جائے۔ لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے۔ بہرحال مجھے کوئی دعوی نہیں اور اسکے ساتھ ہی مجھے اسکا بھی یقین ہے کہ کتاب اسقام سے خالی نہیں۔ اور اس لیے میں ہر ایک مشورہ اور اختلاف کو نہایت شکر و احسان کے ساتھ سُننے اور اپنی غلطیوں کی اصلاح کرنے کے لیے تیار ہوں۔



قواعد اردو

الفاظ اُن انسانی آوازون کو کہتے ہین جو ہم اپنے خیالات ظاہر کرنے کے لیے استعمال کرتے ہین۔

زبان الفاظ سے بنتی ہے۔

اوّل بہ لحاظ صوت (آواز)۔

دوم بہ لحاظ معنی، صورت اور اصل

سوم بہ لحاظ ترکیب باہمی جس سے جملہ بنتا ہے، اور جس کے ذریعہ ہم اپنا مافی الضمیر ادا کرتے ہین۔

ا۔ جب ہم کسی لفظ کو سُنتے ہین تو یا تو اسمین ایک سادہ آواز ہوتی ہے یا ایک سے زیادہ آوازین ملی ہوئی ہوتی ہین جب اُن آوازون کو تحریر مین لاتے ہین تو ان علامات کو

حروف کہتے ہیں۔

۲۔ مختلف استعمالات کی رو سے الفاظ کی کئی قسمیں ہو سکتی ہیں۔جب وہ دوسرے الفاظ سے ملتے ہیں تو انہیں بعض اوقات تغیر و تبدل بھی واقع ہوتا ہے یا جب کبھی انہیں کچھ اضافہ کر دیا جاتا ہے تو وہ نئے لفظ ہو جاتے ہیں۔

۳۔ ان الفاظ کی ترکیب بعض خاص قواعد کی رو سے ہوتی ہے، اس لیے زبان کے قواعد تین مضامین سے بحث کرتے ہیں۔

اولؔ اصوات و حروف و اعراب (ہجا)

دوؔم تقسیم تبدیل و اشتقاق (صرف)

سوؔم جملے میں الفاظ کا باہمی تعلق نیز جملوں کا تعلق ایک دوسرے سے (نحو)

فصل اوّل

ہجا

ہجا سے مطلب ہے حروف کی آواز اور انکی حرکات و سکنات۔

آواز کو تحریری علامات میں لانے کا نام حروف ہے۔

حروف کے مجموعہ کو ابجد کہتے ہیں۔

(ابجد کا لفظ ابتدائی حروف ا ب ج د سے بنا ہے)

چونکہ اردو زبان سنسکرت فارسی اور عربی سے مل کر بنی ہے لہذا اس میں سب زبانوں کے حروف موجود ہیں۔

خاص عربی حروف یہ ہیں۔

ث، ح، ذ، ص، ض، ط، ظ، ع، ق۔

ہندی کے خاص حروف یہ ہین۔

ٹ، ڈ، ڑ۔

خاص فارسی کے حروف یہ ہین۔

پ، چ، ژ، گ۔

لیکن پ، چ، ژ، گ، ہندی مین بھی پائے جاتے ہین۔ یہ ہندی فارسی مین مشترک ہین۔ ہندی مین خ کی آواز نہین ہے۔ فارسی مین ہے اسی طرح غ بھی عربی و فارسی مین مشترک ہے۔

ہندی مین بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، کھ، گھ حروف مین شامل ہین لیکن درحقیقت یہ مفرد آوازین نہین ہین بلکہ دو دو حروف ب ہ، ٹ ہ وغیرہ سے مرکب ہین لہذا انکو حروف مین شامل نہین کیا گیا، البتہ یہ ضرور ہے کہ بعض اوقات یہ دونون مل کر ایک آواز پیدا کرتے ہین۔ کھا اور کہا مین جو فرق ہے وہ ظاہر ہے پنجاب مین غالباً کرنل ہالرائڈ کی تحریک سے اسکے املا مین بھی فرق کیا جاتا ہے جب یہ مل کر ایک آواز دیتے ہین تو دو چشمی ھ سے لکھتے ہین مثلاً یہ دو لفظ کھا اور کہا لکھے جائینگے اور یہ امتیاز بہت ضروری ہے۔

یہ حروف جو ہر ملک کے ساتھ مخصوص کیے گئے ہین اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ آوازین آب و ہوا وغیرہ کے وجوہ سے ان لوگون کے گلون سے بہ آسانی نکلتی ہین مگر دوسرے ممالک کے لوگ انھین وجوہ سے انکو ادا نہین کر سکتے، یا بدقت ادا کرتے ہین۔ انسان کا گلا آلہ موسیقی کے اصول پر بنا ہوا ہے، اور اسی طور پر اسمین تار بھی بندھے ہوے ہین سانس کے ہوا مین ملنے سے زبان، تالو، ہونٹھ، دانت اور خلاے دہن کی مدد سے آوازین مختلف قسم کی

تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اُردو، فارسی، عربی حروف پر اگر نظر ڈالی جائے تو گویا وہ دیکھنے میں مختلف آوازوں کی علامات ہیں لیکن درحقیقت ان حروف کے نام سے کوئی سادہ آواز پیدا نہیں ہوتی بلکہ وہ خاصے الفاظ ہیں مثلاً الف عین جیم وغیرہ وغیرہ حروف نہیں بلکہ پورے الفاظ ہیں چہ جائے کہ ان سے سادہ آوازوں کا کچھ بھی خیال پیدا ہوتا ہو۔ اسکی وجہ بلاشبہ یہ ہے کہ یہ اُس زمانہ کی یادگار ہیں جبکہ اس قسم کی تحریر ایجاد نہیں ہوئی تھی، بلکہ لوگ اپنے خیالات تصویریں بنا بنا کر ظاہر کرتے تھے۔ اول اول تو جس شئے کا بیان کرنا مقصود ہوتا تھا اُسکی تصویر بنا دیتے تھے مثلاً گائے یا عورت کا بتانا مقصود ہے تو وہ گائے یا عورت کی تصویر کھینچ دیتے تھے۔

دوسرے دور میں یہ اصلاح ہوئی کہ شئے سے اس کا فعل ظاہر کرنے لگے مثلاً آنکھ سے نظر یا دو ٹانگوں سے رفتار مراد لینے لگے۔

تیسرے دور میں یہ ہوا کہ شئے سے اُس کی ممتاز خصائص یا ظاہری علامت سے اصل شئے مراد لی جانے لگی مثلاً لومڑی کی تصویر سے مکاری یا تخت سے سلطنت مقصود ہوتی تھی۔

چوتھے دور میں ایک شئے کے اظہار میں یہ ترکیب کرنے لگے، کہ اُس شئے کے بولنے میں جو آوازیں پیدا ہوتی تھیں انہیں سے ہر ایک کے لیے ایک ایک تصویر بناتے تھے۔ مثلاً اگر کرا لکھنا ہو تو پہلے گھنٹے کی تصویر بنائیں گے کیونکہ کنی گھنٹے کو کہتے ہیں اور پھر سورج کی کیونکہ را سورج کو کہتے ہیں بعد ازاں یہ ہوا کہ یہی تصویریں مختلف اصوات کی قائم مقام ہو گئیں۔ اور انہیں تصویروں کی یادگار یہ حروف ہیں جو اب بھی کسی

قدرون سے مشابہ ہین مثلاً الف۔ الف کے معنی بیل کے سر کے ہین چونکہ آ کی آواز اس لفظ کے آغاز مین تھی۔ تو اس آواز کے ظاہر کرنے کے لیے گائے کا سر بنا دیتے تھے۔ بعد ازان خود یہ لفظ بجائے آ کی آواز کے تحریر مین ایک حرف قرار پایا۔ اور یہی وجہ ہے کہ فارسی۔ عربی۔ عبرانی زبانون کے حروف۔ درحقیقت الفاظ ہین۔ جن کی ابتدائی حروف اسکی مناسب آواز کی بجائے کام دیتے ہین۔

اسی طرح ب درحقیقت بیت سے ہے جس کی ابتدائی شکل ایک مکان مستطیل کی سی تھی اور اسکے نیچے نقطہ ایک شخص تھا جو مکان کے دروازہ کے سامنے بیٹھا تھا اب رفتہ رفتہ اسکی شکل ایسی ہوگئی اور وہ آدمی نقطہ رہگیا۔

ج جمل یعنے اونٹ ہے۔ اگر کوئی شخص اونٹ پر سوار ہو اور اسکی نکیل زور سے کھینچے تو اسکے سر اور گردن کی شکل بعینہ ج کی ہوجائے گی۔

پ عبرانی مین منھ کے معنی ہین ہے۔

د (عبرانی دالت) دروازہ۔

ہ۔ دریچہ۔

ع (عین کے معنے آنکھ کے ہین چنانچہ (ع) کا سر بالکل آنکھ کے مشابہ ہے

ن (نون) مچھلی مشابہت ظاہر ہے۔

ک (کف ہتھیلی) اگر ہتھیلی پھیلائی جائے تو انگلیان انگوٹھے کے ساتھ ملکر بالکل (ک) کی صورت بن جاتی ہین۔

م (میم پانی کی لہر صورت سے ظاہر ہے۔

س عبرانی مین دانت کو کہتے ہین (س) کا دندانہ بالکل دانت کے مشابہ ہے۔

و (واو) کے معنی ہک یعنی کا ٹنے کے ہین جسکی صورت ۹ سے ملتی ہے۔

غرض اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ہمارے حروف دراصل الفاظ ہین جو دو یا دو سے زائد آوازون سے مرکب ہین۔ اور ہر ایک بہ لحاظ اپنی اول سادہ آواز کے ایک علامت مقرر کر لیا گیا ہے مثلاً الف مین تین آوازین آ ل ف کی ہین مگر آواز اول آ ہے اس لیے اسے آ کے بجاے مقرر کر لیا اسی طرح دوسرے حروف کے متعلق قیاس کر لیا جائے۔ ابتدا مین اس سادہ آواز کے لیے اس شئے کی تصویر کھینچ دیجاتی تھی۔ مگر اب ایک چھوٹی سی علامت جو کسی قدر اصل کے مشابہ ہے بجاے اس آواز کے مستعمل ہے۔ اور نام اُنکے قریب قریب وہی ہین جو اصل اشیا ءکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے حروف تہجی بولنے مین درحقیقت الفاظ ہین۔ اُردو حروف تہجی کُل چونتیس ۳۴ ہین اور انمین ہر قسم کی آواز کے ادا کرنے کی گنجایش ہے اور اس خیال سے اُردو ابجد کو دنیا کی تمام زبانون پر ایک طرح کا تفوق حاصل ہے۔ مگر دنیا کی کوئی ابجد کامل نہین ہے ایک نہ ایک نقص ضرور رہ جاتا ہے یا تو کُل سادہ آوازون کے ادا کرنے کے لیے کافی حروف نہین ہوتے یا ایک ہی آواز کے لیے کئی کئی حروف ہوتے ہین۔ کہتے ہین کہ اُردو زبان بھی اس سے خالی نہین چنانچہ یہ آخری نقص اُردو زبان مین بھی پایا جاتا ہے، لیکن بات یہ ہے کہ اُردو کو علاوہ فارسی سنسکرت کے عربی سے بھی بڑا تعلق ہے اس لیے کثرت سے اسکے الفاظ زبان مین موجود ہین اور اس وجہ سے لامحالہ اسکے تمام حروف بھی اُردو ابجد مین آ گئے۔ ورنہ عربی الفاظ کی صحت تحریر مین قائم نہ رہتی۔ چنانچہ ز ذ ض ظ چار الگ حرف ہین جن کی آواز قریب قریب یکسان معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح س ث ص اور ت ط اور ح ہ۔ گو عرب کا باشندہ یا وہ شخص جو صحت زبان کا خیال رکھتا ہے ان حروف کے تلفظ مین فرق بتا سکے

مگر ہر ایک کے لیے اسکا امتیاز دشوار ہے، تاہم غور سے دیکھا جائے تو علم اللسان کی رو سے اردو ابجد ہر طرح کامل ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ بعض حروف ایک سی آواز پیدا کرتے ہین درحقیقت ایسا نہین ہے۔ انمین نازک فرق ہے۔ اور یہ فرق ہی اسکی خوبی اور کمال کی دلیل ہے۔ کیونکہ ذرا ذرا سے فرق کے لیے بھی الگ الگ حروف موجود ہین۔

اعراب یا حرکات

سادہ آوازون کو ہم بلاتکلف ہونٹ اور زبان کی امداد سے ملا کر مرکب کر لیتے ہین۔ اور اس طرح فراٹے سے باتین کرتے چلے جاتے ہین جیسے کسی نے کل کوک دی۔ زبان اور لب کی ذرا سی جنبش سے آواز کی مختلف صورتین پیدا ہوئی جاتی ہین۔ آواز کا پھیلنا، تند ہونا، بڑھنا، گھٹنا، گھومنا، گول ہو جانا سب اسی پر منحصر ہے، ان تمام آوازون کو صفائی کے ساتھ احاطہ تحریر مین لانا نہایت مشکل ہے۔ اگرچہ بہت کوشش کی گئی لیکن اب تک کامیابی نہین ہوئی۔ بعض زبانون مثلاً سنسکرت انگریزی وغیرہ مین سادہ آوازون کے مرکب کرنے کے لیے جو جنبش لب و زبان کو ہوتی ہے اسکے لیے بعض حروف مناسب قرار دیے ہین اور جہان دو یا دو سے زیادہ حروف کا ملانا منظور ہوتا ہے وہان انمین سے بہ لحاظ آواز کے ایک نہ ایک حرف ضرور آتا ہے اس لیے اس قسم کی ہر زبان مین حروف کی دو قسمین کی گئی ہین۔ ایک وہ جو دوسرے حروف کو ملا کر آواز قائم کرنے کے لیے آتی ہین جنھین عربی مین حروف علت کہتے ہین اور دوسرے وہ جو بغیر ان حروف کے آپس مین مل کر آواز پیدا نہین کرسکتے وہ حروف صحیح کہلاتے ہین۔

اُردو مین مثل عربی کے حروف علت دو قسم کے ہین ایک محض علامات (یا حرکات)

دوسرے اصل حروف آدھی جنکی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے۔

زبر ـَـ (جسے عربی مین فتح کہتے ہین۔ جس کے معنی کھلنے کے ہین۔ یعنی آواز کھل کر نکلتی ہے) زبر کے معنی اوپر کے ہین۔ چونکہ یہ علامت حروف کے اوپر آتی ہے اس لیے زبر کہتے ہین اور درحقیقت الف کی آواز پیدا کرتا ہے۔ اس آواز کو لنبا کرنے سے الف کی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے مَر اور مار۔

زیر ـِـ (جسے عربی مین کسرہ کہتے ہین جس کے معنی توڑ ڈالنے کے ہین۔ کیونکہ آواز مین ایک قسم کی شکن واقع ہوتی ہے)۔ زیر کے معنی نیچے کے ہین زیر اس لیے کہتے ہین کہ اُسکی آواز خفیف ےی کی سی ہوتی ہے لیکن ےی کے ساتھ آنے مین دو قسم کی آوازین پیدا ہوتی ہین ایک زیادہ باریک اور طویل دوسری کسی قدر واضح اور کُھلی ہوئی ہوتی ہے جیسے شیر (جانور)، شیر (دودھ) یہان ےی کی دو حالتین ہین پہلی حالت مین یائے خفی (مجہول[۱]) ہے اور دوسری حالت مین یاے جلی (معروف) مجہول کے نیچے معمولی لکھا جائے اور معروف کے نیچے کھڑا زیر جیسے پیِر، تیِر۔

پیش[۲] ـُـ جسے عربی مین ضمہ کہتے ہین جس کے معنی ملانے کے ہین) پیش کے معنی سامنے یا آگے ہین یہ حرف کے اوپر آتا ہے اور خفیف واؤ کی آواز دیتا ہے جب اُسکی آواز بڑہانا یا کسی قدر واضح کرنا مقصود ہوتا ہے تو واؤ سے لکھتے ہین جیسے دُر۔ دور۔ رُوم

---

[۱] واؤ مجہول اور یائے مجہول کی آواز عربی مین نہین آتی اس لیے عربون نے انکا نام مجہول (یعنی نامعلوم) یا عجمی رکھا ہے۔ لیکن اُردو مین آوازین مجہول یا نامعلوم نہین ہین۔

[۲] مولوی نظام الدین حسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی اس علامت (واؤ) کو لفظ ضمہ کا مخفف بتاتے ہین اس طور پر کہ م و ہ دونوں حذف کردیے گئے ہین میرے خیال مین یہ تو ہے چونکہ پیش واؤ کی آواز سے بہت مشابہ ہے اس لیے یہ صورت قرار دی گئی۔

واؤ کی بھی دو حالتیں ہیں ایک خفی (مجہول) جیسے سوم میں دوسرے جلی (معروف) جیسے رُوم میں

الف واو ی کبھی حروف صحیح بھی ہوتے ہیں۔ الف جب شروع میں آتا ہے تو ہمیشہ حرف صحیح ہوگا واؤ جب لفظ کے شروع میں آئے یا درمیان میں تو متحرک ہوگی جیسے وعدہ۔ ہوا۔ ی کی بھی یہی حالت ہے جیسے یقین کے شروع میں یا میسّر کے درمیان۔ یوں زبر الف کے ساتھ زیر ی کے ساتھ واؤ پیش کے ساتھ آتی ہے، اور بہ لحاظ آواز کے ان کا جوڑ بھی ہے لیکن بعض اوقات ایسا نہیں ہوتا بلکہ مختلف حرکات کا اجتماع ہوجاتا ہے مثلاً زبر اور واؤ کا جیسے قوم۔ اس وقت یہ دونوں مختلف حرکات ایک ہی آواز دیتی ہیں یہی حالت ی کی بھی جیسے خیر۔ اسے واؤ یائے ماقبل فتح کہتے ہیں۔ واؤ مجہول پر معمولی پیش اور واؤ معروف پر الٹا پیش لکھتے ہیں جیسے بُوند، شُور، نُور، دُور، چور، چُور۔

(۷) جب کوئی حرف مکرر آواز دیتا ہے تو بجائے دوبارا لکھنے کے صرف ایک ہی بار لکھتے ہیں اور اُسپر یہ علامت (ّ) لکھدیتے ہیں اسکا نام تشدید ہے۔ مثلاً مدّت بجائے مددت لکھنے کے د پر تشدید کی علامت لکھ دی اور اُس سے مقصد حاصل ہوگیا۔ جس حرف پر تشدید ہوتی ہے اُسپر علاوہ تشدید کے زبر زیر پیش میں سے کوئی علامت ضرور ہوتی ہے تاکہ پڑھنے میں زبان سے وہی آواز نکالی جائے۔ لیکن جب تشدید ی یا واؤ پر آتی ہے تو لفظ کے پہلے جز کی حرکت کو گھاتا پڑتا ہے ورنہ تلفظ صحیح نہ ہوگا مثلاً نیّر اگر معمولی طور سے اسکے ہجے کیے جائیں گے تو یہ ہونگے (نے یر) مگر یہ صحیح نہ ہوگا اس لیے نے کے زبر کو گھا کر پڑھنا ہوگا۔ اسی طرح نوّاب۔ معمولی طور سے ہجے کریں تو (نو واب) ہوگا۔ لیکن بوجہ تشدید وٌ کو گھا کر پڑھنا چاہیے۔

جزم یا سکون (۸) جب کسی حرف پر کوئی حرکت زیر زبر پیش میں سے نہ ہو جیسے دَم

ین آم پر جزم ہے تو ایسے حرف کو ساکن کہتے ہین۔ ساکن کے معنی ٹھہرنے والے کے ہین یعنے اس حرف پر آواز ٹھہر جاتی ہے۔

مد (~) الف کو جب کھینچ کر پڑھتے ہین تو اس وقت اسپر یہ علامت لگا دیتے ہین جیسے آم۔ ایسے الف کو الف ممدودہ کہتے ہین مد کے معنی لمبا کرنے یا کھینچنے کے ہین۔

ہمزہ (ء) اسے غلطی سے حرف مین شامل کر لیا گیا ہے یہ درحقیقت ی کے ساتھ وہی کام دیتی ہے جو مد الف کے ساتھ (یعنی جہان ی کی آواز کھینچ کر نکالنی پڑے اور قریب دو ی کے ہو وہان اسے لکھ دیتے ہین (یہ ہمیشہ ی یا و کے ساتھ آتا ہے جیسے کئی۔ تئین۔ کھاؤ۔ جدائی۔ الف کا مد شروع اور درمیان دونون مین آسکتا ہے مگر ی ی یا و پر صرف درمیان مین یا آخر مین آتا ہے۔

تنوین (ً ٍ ٌ) کسی اسم کے آخر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش کے آنے کو تنوین کہتے ہین۔ تنوین کا مادہ نون ہے چونکہ اس علامت کے دینے سے اس کے آخر حرف کی آواز نون کی پیدا ہوتی ہے اس لیے اسے تنوین کہتے ہین جیسے نسلاً بعد نسلٍ اتفاقاً دفعتہً یہ صرف عربی الفاظ مین آتی ہے۔

نوٹ

ان علامات کو اعراب اس لیے کہتے ہین کہ اہل عرب کی ایجاد سمجھے جاتے ہین اور کسی دوسری زبان مین نہین پائے جاتے اعراب کے معنی ہین کہ کسی حرف پر انہین سے کسی علامت کا لگانا نیز حرکات بھی کہتے ہین کیونکہ ان علامات سے آواز مین حرکت پیدا ہو جاتی ہے لیکن چونکہ جزم سے سکون ہوتا ہی اس لیے پورا نام حرکات و سکنات ہے اعراب کا لفظ مختصر ہونے کی وجہ سے زیادہ مناسب ہے۔

جس حرف پر کوئی حرکت ہوتی ہے اُسے متحرک کہتے ہین۔

(حروف کے متعلق چند مفید باتین)

۱۔ حروف شمسی وقمری

عربی مین امتیاز وخصوصیت کے لیے اسماء پر آل لگا دیتے ہین بعض حروف ایسے ہین کہ جب انکے شروع مین آل آتا ہے تو ل تلفظ مین ظاہر کیا جاتا ہے۔ مگر بعض ایسے ہین کہ اگر انکے پہلے آل آتا ہے تو ل تلفظ مین ظاہر نہین کیا جاتا۔ اور لفظ کا اول صرف مشدد پڑھا جاتا ہے!

جن حروف کے شروع مین آل نہین پڑھا جاتا ہے انھین حروف شمسی کہتے ہین یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ جب شمس کے پہلے آل لگایا جاتا ہے تو ل کی آواز ظاہر نہین کی جاتی (الشمس) اور جن حروف مین ل کی آواز تلفظ مین ظاہر کی جاتی ہے انھین حروف قمری کہتے ہین کیونکہ قمر پر جب آل لگائین گے تو ل کی آواز ظاہر کی جائے گی (القمر) اسکا استعمال صرف عربی الفاظ کے ساتھ عربی قواعد کی رو سے ہوتا ہے۔ چونکہ اردو مین ایسے الفاظ اکثر آتے ہین لہذا اسکی تصریح یہان کردی جاتی ہے۔

حروف قمری

ا۔ جیسے الامان۔ تلاش الاول

ب۔ فصیح البیان

ج۔ عبدالجلیل

ح۔ عبدالحئی

خ۔ مراۃ الخیال

ع - نور العین

غ - اسد اللہ الغالب

ف - سریع الفہم

ق - صادق القول

ک - بالکل

ل - عمی اللون

م - بیت المال

و - کتاب الوعظ

ہ - بوالہوس

ی - الیوم

حروف شمسی

د - مظفر الدین - یوم الدین

ذ - صاحب الذکر

ر - ہارون الرشید

ز - خلیفۃ الزمان

س - ظل السلطان

ش - الشمس

ص - الصبر

ض۔ الضالین

ط۔ جَبَلُ الطّارِق

ظ۔ الظُّہر

ن۔ ذوالنورین۔ النوم

۲۔ فارسی مین چند الفاظ ایسے ہین کہ انمین حرف واؤ ساکت ہوتا ہے یعنی تلفظ مین ظاہر نہین کیا جاتا ہے واؤ معدولہ کہتے ہین مگر یہ واؤ ہمیشہ خ کے بعد آتی ہے یہ الفاظ بہت کم ہین اور وہ یہ ہین۔ خود۔ خویش[1]۔ خویشتن۔ خوے۔ (خے) خورش۔ خور۔ خوردن۔ (اور اسکے تمام اشتقاق) خواندن مع اشتقاق لیکن خواب۔ خواہش (اور خواستن مع اشتقاق) خواہر۔ خواجہ۔ خوان۔ خوارزم۔ (نام ملک) مین واؤ کی خفیف سی آواز ظاہر کی جاتی ہے انگریزی کے بعض الفاظ ایسے ہین جن مین نہ تو پورا واؤ کا تلفظ ہوتا ہے نہ پیش کا انکی حالت بعینہ الفاظ مذکورۂ بالا کی سی ہوتی ہے۔ لہذا انکے صحیح تلفظ کے لیے اسی قسم کی واؤ استعمال کرنا چاہیے۔ اور اسکے نیچے اک چھوٹا سا خط کھینچ دینا چاہیے، تاکہ امتیاز ہو سکے۔ جیسے ہوال، بوال بوارڈ۔

۳۔ اُردو مین بھی بعض الفاظ ایسے ہین جہان واؤ بجاے پیش کے استعمال کی جاتی تھی لیکن اب وہ متروک ہوتی جاتی ہے مثلاً اوس (بجاے اُس)، پہونچنا (بجاے پہنچنا)، پورانا (بجاے پُرانا) اور چوورانا بجاے (چرانا) کے لکھتے تھے اور اب بھی پرانے لوگ لکھتے ہین۔

۴۔ ن کی دو حالتین ہوتی ہین ایک تو جب اسکی آواز پوری ادا ہو جیسے کمان۔ دوسرے

[1] بعض اوقات فارسی نظم مین قافیہ کے لیے خود اور خوش کو خد اور خش (خ زبر سے) کہتے ہین مثلاً

میازار موری کہ دانہ کش است + کہ جان دارد و جان شیرین خوش است (فردوسی)

جب پورے طور پر ادا نہو بلکہ کسی قدر ناک مین گنگنی سی آواز نکلے ایسی حالت مین اسے
نون غنہ کہتے ہین جیسے سمآن کنوآن نون غنہ یا تو حروف علت کے بعد آتا ہے جیسے کنواں
سانپ۔ اینٹ۔ برسون۔ یا حُروف ساکن کے بعد جیسے مُنھ۔ ہنسنا۔ نون غنہ جب ب یا پ
کے قبل آتا ہے تو اسکی آواز میم کی ہوجاتی ہے۔ جیسے انبوہ۔ لنبا۔ (لمبا) چنپا۔ وغیرہ لیکن
جب اسکے قبل حرف علت آجاتا ہے تو آواز نون ہی کی رہتی ہے جیسے تانا وغیرہ۔

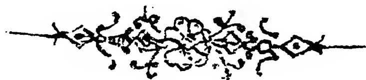
۵۔ نون غنہ کا استعمال زبان مین عام طور پر ہے اور یہ ہر حرف کے ساتھ آتا ہے
جب بچے کو کسی ایسے لفظ کے ہجے کرانے پڑتے ہین جس مین نون غنہ ہوتا ہے تو حضرت استاد
صاحب بڑی دہاندلی سے کام لیتے ہین اور ہجے ایسے خبط کر دیتے ہین کہ بچہ خاک نہین سمجھتا
اور وہ کیا سمجھے حضرت خود ہی نہین سمجھتے۔ یہ بڑی کمی ہے اور اس کمی کے پورا کرنے کی
صرف ایک یہ تدبیر ہے کہ بھ جھ چھ وغیرہ حروف کی طرح اردو ابجد مین ایک مرکب
صورت کا اضافہ کیا جائے اور جس طرح ہ دوسرے حروف کے ساتھ مل کر ایک خاص
قسم کی آواز پیدا کرتی ہے اسی طرح ں غنہ دوسرے تمام حروف کے ساتھ مل کر ایک
خاص گنگنی آواز پیدا کرتا ہے اسکے رواج دینے سے یہ دقت بالکل جاتی رہے گی۔
افسوس ہے کہ کہنے مین یہ آواز پوری طور پر ادا نہین ہوتی۔ لیکن نون غنہ کی آواز کا خیال
رکھا جائے تو ہر حرف کے ساتھ بآسانی ادا ہونے لگے گی۔ یہ صورتین اںٓ۔ بںٓ۔ جںٓ۔ دںٓ وغیرہ
ہونگی۔ اب جنگ کے ہجے یون ہونگے۔ جںٓ گ زبر جنگ۔ یا سانپ کے ہجے سںٓ اںٓ زبر
سان پ موقوف سانپ وغیرہ اسکے بعد نون غنہ کوئی چیز نہین رہے گا۔

۶۔ حروف سے جب الفاظ بنائے جاتے ہین تو حروف کی تین حالتین ہوتی ہین ایک
شروع مین۔ دوسرے بیچ مین۔ تیسرے آخر مین۔ بعض حروف کی تین سے بھی زیادہ صورتین

ہوتی ہین۔ مثلاً میم لفظ کے شروع مین جیسے مور بیچ مین دو حالتین جیسے محمدؐ، قمر، آخر مین جیسے تیمم مین بعض حروف شروع مین مل کر نہین آتے یہ حروف ا۔ د۔ ذ۔ ر۔ ز۔ و۔ ہین جب کسی لفظ مین ان حروف کے بعد کوئی دوسرا حرف لکھنا ہو تو الگ لکھنا پڑے گا جیسے سورج۔ ایال۔ نذر۔ وغیرہ جب ان حروف مین سے چند حروف مل کر لفظ بنتا ہے تو سب الگ الگ لکھے جائین گے۔ جیسے دور۔ دورہ وغیرہ۔

الف ممدودہ کے علاوہ ایک الف مقصورہ بھی ہوتا ہے۔ یہ بعض خاص عربی الفاظ کے ساتھ آتا ہے جیسے عقبیٰ۔ دعویٰ۔ اس ی کو الف مقصورہ کہتے ہین اس طرح عربی الفاظ مین بعض حروف پر کھڑا فتح لکھ دیتے ہین جس سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسے الف کے ساتھ کھینچ کر پڑھا جائے جیسے رحمٰن۔ ہٰذا۔

اردو تحریر مین (مثل عربی فارسی کے) یہ عجیب بات ہے کہ الفاظ مین حروف پورے نہین لکھے جاتے بلکہ ہر حرف کے لیے صرف چھوٹا سا نشان بنا دیتے ہین اس طور پر الفاظ نہایت مختصر ہو جاتے ہین۔ بخلاف دوسری زبانون کے جن کے لکھنے مین بہت طول ہو جاتا ہے۔ اور وقت بھی زیادہ صرف ہوتا ہے یہ طرز تحریر نہایت شائستہ اور مہذب ہے شارٹ ہینڈ رائٹنگ (مختصر نویسی) جس کا رواج یورپ مین اب تھوڑے زمانہ سے ہوا ہے۔ وہ ہمارے یہان صدہا سال سے موجود ہے ایک مشاق لکھنے والا مقرر کی تقریر کو بخوبی قلمبند کر سکتا ہے۔ یہ خوبی درحقیقت نہایت قابل قدر اور دوسری زبانون کے لیے قابل رشک ہے۔



فصل دوم

صرف

الفاظ جو استعمال کیے جاتے ہین وہ ہمین کچھ نہ کچھ ضرور بتاتے ہین اور اس لحاظ سے کہ وہ جملہ مین کیا کیا بتاتے ہین۔ انکی دو قسمین ہین۔

اول **مستقل** جو اپنی ذات سے پورے معنی رکھتے ہون،

دوم **غیر مستقل** جو اپنی ذات سے پورے معنی نہ رکھتے ہون، جبتک وہ کسی دوسرے لفظ کے ساتھ ملکر نہ آئین۔

الفاظ مستقل کی مفصلہ ذیل قسمین ہین

(۱) **اسم** جو اشیا کا نام بتاتا ہے

(۲) **صفت** جو اسم کی صفت یا حالت کو بتاتی ہے

(۳) **ضمیر** جو بجاے اسم کے استعمال ہوتی ہے

(۴) **فعل** جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے

(۵) **متعلق فعل** جو فعل کے معنی مین کمی یا بیشی پیدا کرتا ہے یا اس کی کیفیت یا حالت بتاتا ہے۔

الفاظ غیر مستقل کو حروف کہتے ہین جنکی چار قسمین ہین۔

(۱) ربط

(۲) عطف

(۳) تخصیص

(۴) فجائیہ

۱ - اسم

اسم وہ لفظ ہے جو کسی کا نام ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں

(۱) خاص

(۲) عام

خاص - کسی خاص شخص یا شئے کا نام ہے مثلاً علاء الدین، کلکتہ، گنگا۔

عام وہ اسم ہے جو ایک قسم کی تمام افراد کے لیے فرداً فرداً استعمال ہو سکے جیسے آدمی، گھوڑا، درخت۔

اسم خاص

(۱) خطاب - نام جو بادشاہ یا سرکار دربار سے اعزازی طور پر ملتا ہے جیسے اقبال الدولہ عماد الملک۔

(۲) لقب - ایک وصفی نام جو کسی خصوصیت یا وصف کی وجہ سے پڑ گیا ہو جیسے مرزا نوشہ لقب ہے اسد اللہ خان غالب کا، یا کلیم اللہ لقب ہے حضرت موسیٰ کا۔

(۳) عرف وہ نام جو محبت یا حقارت کی وجہ سے پڑ جائے یا اصلی کا اختصار لوگون کی زبان زد ہو جائے جیسے جنو، کلن، فخرو، اچھے میان۔

(۴) تخلص ایک مختصر نام جو شاعر نظم مین بجائے اصلی نام کے داخل کر دیتے ہین۔ مثلاً غالب تخلص ہے مرزا اسد اللہ خان کا۔ حالی تخلص ہے مولانا الطاف حسین کا۔ اسکے علاوہ ممالک شہر دریاؤن اور پہاڑون کے اور دیگر جغرافی اسماء اور علوم و فنون و امراض وغیرہ کے نام سب اسم خاص ہونگے۔

(۵) بعض اوقات اسم خاص صفت اسم کیطرح استعمال ہوتے ہین جیسے رستم۔ حاتم وغیرہ مثلاً یون کہین کہ وہ شخص اپنے وقت کا حاتم ہے یا وہ رستم ہند ہے۔ یا فلان شخص قیس یا فرہاد ہے یا وہ ہومر یا کالیداس ہے ایسے موقعون پر رستم سے بڑا پہلوان۔ حاتم سے بڑا سخی۔ قیس و فرہاد سے بڑے عاشق۔ ہومر و کالیداس سے بڑے شاعر مراد ہین۔

اسم عام

اردو مین اسم عام کئی قسم کے ہوتے ہین ان مین اسمائے کیفیت۔ اسم ظرف۔ اسم آلہ۔ اسم جمع خاص مشہور ہین۔ اسمائے کیفیت جنسے حالت یا کیفیت معلوم ہوتی ہے جیسے سختی، رونشنی صحت۔

اسمائے کیفیت تین چیزین ظاہر کرتے ہین۔

اول حالت جیسے صحت، نیند، رفتار، بیچ، جھوٹھ۔

دوم صفت مثلاً سختی نرمی، بھتات۔

سوم دلی کیفیت مثلاً درد، خوشی، مطالعہ۔

اسمائے کیفیت کیونکر بنتے ہین۔

(۱) بعض فعل سے بنتے ہین مثلاً چال چلن، گھبراہٹ رہن دین۔

(۲) بعض صفت سے بنتے ہین مثلاً نرمی، خوشی، کھٹائی، دیوانہ پن۔

(۳) بعض اسم سے جیسے دوست سے دوستی، لڑکے سے لڑکپن۔

(۴) اکثر عربی ہندی فارسی کے الفاظ اسمائے کیفیت کا کام دیتے ہین جیسے صحت، حسن، حرکت، دُہن۔

(۵) ایک لفظ کی تکرار یا دو لفظون کے ملنے سے جیسے بک بک، چھان بین، جان پہچان، خوشبو۔

اسم ظرف

وہ اسم ہے جسمین معنی جگہ یا وقت کے پائے جائین مثلاً چراگاہ، جھرنا، گھر، میدان

بعض علامات ایسی ہین کہ انکے لگانے سے اسم ظرف بنجاتا ہے۔ بعض انمین سے ہندی ہین اور بعض فارسی، لیکن یہ نہین ہے کہ جس اسم کے ساتھ چاہا انمین سے کوئی علامت لگا دی، اور اسم ظرف بنا لیا۔ انمین اکثر سماعی ہین یعنی جو زبان مین مروج ہین۔ البتہ کاہ اور خانہ اور شہرون اور گاؤن کے نام جو آباد، نگر، پور کے ساتھ آتے ہین اس سے مستثنیٰ ہین۔

ہندی علامات

سال (بمعنی جگہ) جیسے گھڑسال (گھوڑون کے رہنے کی جگہ) ٹکسال (جہان سکے یعنی سکہ بنایا جاتا ہے۔

شالہ یا سالہ۔ جیسے دھرم سالہ۔ پاٹ شالہ۔ گئو سالہ۔

ستھان (فارسی ستان) دیواستھان۔

آل۔ یا ال۔ جیسے سسرال۔ ننہیال۔ ددھیال۔

آنہ۔ سمدھیانہ۔ سرہانہ۔

کا۔ میکا (ماکا)

بعض خاص الفاظ دوسرے الفاظ کے ساتھ مل کر اسم ظرف کے معنی دیتے ہین مثلاً

ٹولہ سے قاضی ٹولہ۔

گھاٹ یا گھٹ۔ مرگھٹ۔ پن گھٹ۔ دھوبی گھاٹ۔

واڑہ۔ باڑہ۔ جیسے سید واڑہ۔ قصائی باڑہ۔

واری۔ جیسے پھلواری۔

پارہ۔ جیسے اوپر پارہ۔

دوار۔ دوارہ۔ جیسے ہردوار۔ گردوارہ ٹھاکر دوارہ۔

گھر۔ ڈاک گھر۔ ریل گھر۔ تار گھر۔ ناچ گھر۔

نگر۔ سری نگر۔ احمدؔ نگر۔

پور۔ پورہ۔ غازی پور۔ شولاپور۔ عثمان پورہ۔

گڈھ۔ علی گڈھ۔ آسمان گڈھ۔

منڈی۔ کٹھل منڈی۔

فارسی علامات

خانہ۔ کتب خانہ۔ ہندی اور انگریزی الفاظ کے ساتھ جیسے چنڈو خانہ۔ چڑیا خانہ۔ جیل خانہ۔

گاہ۔ چراگاہ۔ شکارگاہ۔ بارگاہ۔ وندگاہ۔

دان۔ چاردان ہندی الفاظ کے ساتھ پاندان۔ خاصدان۔ پیک دان۔

دانی۔ (ہندیوں کا تصرف ہے) سرمہ دانی۔ تلے دانی (طلادان)۔

زار۔ سبزہ زار۔ لالہ زار۔ مرغزار۔

سار۔ کوہسار۔

ستان۔ گلستان۔ پرستان۔

ستن۔ گلشن۔

آباد ۔ حیدر آباد ۔ اورنگ آباد۔

بعض اوقات فعل سے بھی اسم ظرف بنتا ہے مثلاً بیٹھنا سے بیٹھک، پینا سے پیاؤ۔ کبھی فعل اور اسم کے ملنے سے اسم ظرف بنتا ہے مثلاً بدررو۔ آب چک۔ رمنا اور جھرنا دونوں مصدر ہیں مگر یہ اسم ظرف کے معنوں میں بھی مستعمل ہیں رمنا کے معنی پھرنے کے ہیں۔ ظرفی معنی پھرنے کی جگہ یعنے چراگاہ کے ہیں۔

جھرنا کے معنی پانی رسنے کے ہیں۔ ظرفی معنی وہ مقام جہاں سے پانی رستا ہے۔
عربی میں اسم ظرف **مَفعَل۔ مَفعلہ** کے وزن پر آتے ہیں۔ انہیں سے اکثر اردو میں بھی رائج ہیں۔ مثلاً مکتب۔ مدرسہ۔ مقبرہ۔ مسجد۔ مجلس۔ مرقد۔ مقام۔ مزار۔ محشر مقتل۔ منبع۔ مخرج۔ ماخذ۔

اسم آلہ

وہ اسم جو آلہ یا اوزار کے معنوں میں آئے مثلاً چاقو۔ تلوار۔ ہتوڑا۔

۱۔ بعض اسم آلہ فعل سے بنائے گئے ہیں مثلاً

بیلنا سے بیلن، جھولنا سے جھولا۔

دھونکنا سے دھونکنی، جھاڑنا سے جھاڑو۔

چھاننا سے چھلنی یا چھاننی، پھانسنا سے پھانسی۔

لٹکنا سے لٹکن، کترنا سے کترنی، پھونکنا سے پھکنی۔

۲۔ بعض اسم سے بھی بنتے ہیں جیسے

نہرنا سے نہرنی۔ (نہ = ناخن)

ہتوڑا (ہاتھ سے)۔

دتون (دانت سے)۔

۳۔ دو اسم مل کر جیسے دسپنا (دست پناہ) ہنال (منہ ۔ نال)۔

۴۔ فارسی اسمار کے آگے بعض علامات یا الفاظ بڑھانے سے بنائے گئے ہیں۔

ہ کے بڑھانے سے جیسے دست سے دستہ چشم سے چشمہ۔

آنہ جیسے انگشت سے انگشتانہ، دست سے دستانہ۔

گیر۔ جیسے کف گیر۔ گلگیر

کش۔ جیسے بادکش، دودکش۔

تراش جیسے قلم تراش۔

۵۔ عربی کے اسمائے آلہ جو اکثر مِفعل مفعلہ یا مفعال کے وزن پر ہوتے ہیں اُردو میں بھی مستعمل ہیں مثلاً مقراض مشعل منقار۔ مسواک میزان۔ مضراب مسطر۔ منبر۔ مینار مصقلہ۔ عربی اسم ظرف اور اسم آلہ میں صرف یہ فرق ہے کہ اسم ظرف میں اول حرف میم مفتوح ہوتا ہے۔ اور اسم آلہ میں مکسور۔

اسم جمع

اسم جمع اس اسم کو کہتے ہیں جو صورت میں جمع واحد ہو۔ لیکن درحقیقت کئی اسم کا مجموعہ ہو جیسے فوج۔ انجمن۔ قطار۔ جھنڈ۔

لوازم اسم

لوازم اسم سے مطلب ان خصوصیتوں سے ہے جو ہر اسم میں پائی جاتی ہیں۔

ہر اسم کے لیے جنس تعداد اور حالت کا ہونا لازم ہے:

(۱) جنس

جنس سے مراد اسمار کی تذکیر و تانیث سے ہے۔

اس کی دو قسمین ہین۔ ایک حقیقی دوسری غیر حقیقی (یا مصنوعی)۔

حقیقی جنس صرف جاندارون مین پائی جاتی ہے، جسکی تین صورتین ہین۔ ایک نر (مذکر) دوسری مادہ (مونث) تیسری وہ جس پر نر و مادہ مین سے کسی کا اطلاق نہین ہوسکتا لیکن انسان کے تخیل مین بڑی وسعت ہے اس نے اسی پر اکتفانہ کی بلکہ بیجان اشیاء اور خیالات حتیٰ کہ ہر قسم کے اسمار مین تذکیر و تانیث کا طرہ لگا دیا۔ لیکن ہر زبان کی حالت ایک سی نہین ہے، کسی مین جنس تین ہین کسی مین دو اور بعض ایسی بھی خوش قسمت زبانین ہین کہ جن مین سرے سے یہ جھگڑا ہی نہین۔ جیسے فارسی زبان۔

قدیم انڈو یورپین زبانون مین جنس کی قسمین تین ہین۔ سامی زبانون مین صرف دو ہین۔ لیکن حقیقی جنس تمام زبانون مین ہے اور مصنوعی بعض مین۔ اور جن زبانون مین مصنوعی جنس نہین ہوتی وہان حقیقی جنس کے امتیاز تذکیر و تانیث کے لیے اکثر دو مختلف لفظ ہوتے ہین۔ اور جن زبانون مین جنس کی دونون قسمین ہوتی ہین وہان لفظ کی صورت مین تغیر و تبدل پیدا کر دینے سے تذکیر و تانیث کا امتیاز پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اکثر یہ امتیاز لفظ کے آخری جزیا حرف علت کے بدلنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اردو اور نیز اسکے ساتھ کی دوسری زبانون مین جنس کی دونون قسمین پائی جاتی ہین۔ اگرچہ اُن مین باہم کسی قدر اختلاف ہے۔ سنسکرت مین جنس کی تینون صورتین ہین۔ یعنی مذکر اور مونث اور تیسری

وہ صورت جو نہ مذکر ہے نہ مؤنث۔ اسی طرح پراکرت[1] میں بھی تینوں صورتیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن جدید زبانوں میں جو سنسکرت یا زیادہ تر پراکرت سے پیدا ہوئی ہیں، صرف گجراتی اور مرہٹی ایسی زبانیں ہیں جنمیں جنس کی تین صورتیں ہیں۔ سندھی۔ پنجابی۔ ہندی یا اُردو میں صرف دو ہیں، یعنی مذکر اور مؤنث۔ بنگالی اور اڑیہ کی عام بول چال میں جنس کا کوئی لحاظ نہیں ہے، سوائے اُن الفاظ کے جو ٹھیٹ سنسکرت کے داخل کر لیے گئے ہیں، اور جن کی جنس وہی باقی ہے جو سنسکرت میں تھی۔ لیکن ان تین زبانوں یعنے سندھی۔ پنجابی ہندی میں سندھی ایسی زبان ہے جس کے تمام اسما کا آخری حرف حرف علت ہوتا ہے اور اس لیے جنس کی تمیز آسان ہے لیکن باقی دو زبانوں میں یہ امتیاز آسانی سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

لیکن ان سب زبانوں میں بڑی، بھاری بھرکم، قوی اور عظیم الشان اشیا مذکر ہیں اور چھوٹی کمزور اور ہلکی پھلکی چیزیں مؤنث۔ یہانتک کہ جب اصل لفظ مذکر ہے اور اسکی چھوٹی کمزور یا ہلکی صورت بیان کرنی مقصود ہوتی ہے تو اُسے مؤنث بنا لیا جاتا ہے اور اسی طرح جب اصل لفظ مؤنث ہے اور اُسے بڑی یا بھاری بھرکم صورت میں لانا مقصود ہوتا ہے تو اُسے مذکر بنا لیتے ہیں مثلاً سنسکرت میں اصل لفظ "رشم" تھا اس سے ہندی رسّا بنا۔ یہ یہ دونوں مذکر ہیں اسکی چھوٹی اور کمزور صورت رسّی ہے۔ سنسکرت "گوڈ" تھا ہندی میں گول یا گولا بنا۔ یہ دونوں مذکر ہیں اسکی چھوٹی اور کمزور صورت گولی بنائی گئی جو مؤنث ہے اسی طرح پگ سے پگڑی بنی جو مؤنث ہے۔ بڑی بھاری بھرکم پگڑی کے لیے پگّڑ مذکر بنا لیا گیا۔

---

[1] سنسکرت ہندوستان کی قدیم علمی زبان تھی اور پراکرت عوام کی بول چال۔

یہ آخری یؔ (معروف) عام طور پر تانیث کی علامت ہے اور آخری آ علامت تذکیر یہانتک کہ بنگالی اور اڑیا مین جہان تذکیر و تانیث کا چندان لحاظ نہین ہے تصغیر و تکبیر کا امتیاز انھین علامات سے کیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک عام قاعدہ ہے لیکن ایسے الفاظ بہت کم ہین جنکے آخر مین یؔ معروف یا آ ہے۔ ایسی صورت مین صرف اہل زبان کی تقلید کرنی پڑتی ہے اردو زبان مین تذکیر و تانیث کا معاملہ بہت ٹیڑھا ہے اور ایسے قواعد کا وضع کرنا جو سب صورتون پر حاوی ہون بہت مشکل ہے۔ اسمین شک نہین کہ بیجان اشیار کی جو تذکیر و تانیث قرار دگیئی ہے اسمین ضرور کسی خیال یا اصول کی پابندی کی گئی ہے لیکن ہر لفظ کی اصل کا پتہ لگانا اور جن اسباب نے اسکی تذکیر و تانیث قرار دینے مین اثر ڈالا ہے اسپر غور کرنا آسان کام نہین ہے۔ اسکے لیے بڑی محنت اور جانکاہی درکار ہے اور سب سے بڑھ کر عالی دماغی اور حکیمانہ نظر کی ضرورت ہے۔ ایسی صورت مین ہم صرف اسی قدر کر سکتے ہین کہ تذکیر و تانیث کے امتیاز کے مختلف قواعد بالتفصیل لکھدین تاکہ ان کی شناخت مین کسی قدر سہولت ہو۔ زیادہ تر دقت اس وجہ سے پیدا ہو گئی ہے کہ ہندی کے الفاظ سنسکرت اور پراکرت سے آئے ہین۔ لیکن اُنمین بہت کچھ تغیر و تبدل ہو گیا ہے۔ خصوصاً لفظ کا آخری حرف بالکل گر گیا ہے یا بدل گیا ہے حالانکہ تذکیر و تانیث کا دارومدار اسی پر ہے۔

جان دارون کی تذکیر و تانیث

اردو اور دیگر ہندی زبانون مین جاندار اور بے جان سب ہی مین تذکیر و تانیث کا لحاظ ہوتا ہے۔ البتہ جان دارون مین یہ آسانی ہے کہ ان مین تذکیر و تانیث کا امتیاز آسان ہے۔ بے جان اشیار مین چونکہ کوئی علامت تذکیر و تانیث کی نہین ہوتی

اس لیے دشواری ہوتی ہے۔ نظر بران۔ ہم نے ان دونون کو الگ کر دیا ہے اور اُنکے قواعد بھی الگ الگ بیان ہون گے۔

۱۔ جن الفاظ کے آخر مین آ یا ہ ہوگی وہ مذکر ہونگے حتیٰ کہ اکثر عربی فارسی الفاظ بھی یہی قیاس کر لیا گیا ہے جیسے لڑکا۔ گھوڑا۔ بندہ۔ سقہ۔ زہرا وغیرہ عربی کے الفاظ جنکے آخر مین ۃ علامت تانیث یا ی (الف مقصورہ) علامت اسم تفضیل ہو مستثنیٰ ہین۔ کیونکہ وہ ہمیشہ مؤنث ہوتے ہین جیسے والدہ۔ ملکہ۔ کبرےٰ۔ صغرےٰ۔

نیز ہندی کے وہ الفاظ جن کے آخر مین یا علامت تصغیر یا تانیث ہوتی ہے مستثنیٰ ہین۔ جیسے چڑیا۔ بڑھیا۔ بندریا وغیرہ۔

۲۔ یاے معروف علامت مونث ہے۔ جیسے گھوڑی۔ ٹوپی۔ لڑکی وغیرہ مگر بعض الفاظ مستثنیٰ ہین۔ جیسے پانی۔ موتی، گھی، جی، ہاتھی، دہی۔

یہان یہ لکھنا دلچسپی اور فائدہ سے خالی نہوگا کہ سنسکرت مین لفظ کے آخر مین آ عموماً علامت تانیث اور ای (یعنے یای معروف) تذکیر و تانیث دونون کی علامت ہے لیکن ہندی اور اسکے ساتھ کی دوسری زبانون مین آ عموماً علامت تذکیر اور ای علامت تانیث ہوتی ہے حالانکہ تمام ہندی الفاظ کا ماخذ اور اصل سنسکرت ہے۔ آخر اسکی وجہ کیا ہے؟ تحقیق کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ پراکرت مین جس سے ہندی اور اسکے ساتھ کی دوسری زبانین نکلی ہین ہر قسم کے اسم کے آخر مین اکا لگا دیتے تھے مثلاً پراکرت مین گھٹکا تھا جو بعد مین گھوڑ او اور پھر گھوڑا ہوا۔ آکا جس طرح مذکر کی علامت تھی اسکے جواب مین اِکا علامت مونث کی تھی رفتہ رفتہ اِکا بدل کر اِیا ہو گیا۔ اور اِیا ہوتے ہوتے اِی یعنی یای معروف رہ گیا۔ علاوہ اسکے صفات کی خاص علامت

مذکر کے لیے آ و اور مونث کے لیے اِ ی ہے۔ چونکہ طبعی طور پر یہ مناسب اور موزون معلوم ہوتا کہ جس اسم کے آخر مین اِ ی ہے اسکے ساتھ صفت بھی ایسی استعمال کی جائے جس کے آخر مین ی علامت ہو۔ لہذا رفتہ رفتہ آ ی علامت مونث ہوگئی اور آ علامت مذکر۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر قواعد نویسون نے ایسے مذکر اسمار کو جن کے آخر مین ا ی یعنی یائی معروف ہے اور اُن مونث اسمار کو جن کے آخر مین ا ہے مستثنےٰ خیال کیا ہے۔ اگرچہ وہ اسکی وجہ بیان کرنے سے قاصر رہے ہین۔

گر وہ الفاظ جو اوپر مستثنےٰ بتائے گئے ہین درحقیقت سنسکرت سے بگڑے ہوئے ہین سنسکرت الفاظ مین آخر مین ی نہین ہے لہذا جنس تو وہی قائم رہی[1] جو سنسکرت مین تھی مگر صورت بدل کر کچھ ایسی ہوگئی کہ جیسے دیکھ کر اُنکے مونث ہونے کا دھوکا ہوتا ہے مثلاً گھی دراصل سنسکرت مین گھرتم घृत تھا اور دَہی دراصل دَدہی दधि اور جی دراصل جیو اور پانی دراصل पानीय پانیو اور موتی دراصل मौक्तिक موک تکم تھا۔ اسکے علاوہ بعض پیشہ ورون کے نام بھی مستثنےٰ ہین۔ انکے آخر مین بھی یائی معروف آتی ہے جیسے دھوبی۔ مالی۔ گھوسی۔ تیلی وغیرہ اسی طرح جن اسمار کے آخر مین یائی نسبتی ہوگی وہ بھی مستثنےٰ ہین جیسے پنجابی۔ بنگالی وغیرہ۔

فارسی عربی الفاظ پر اس قاعدہ کا اطلاق پوری طرح نہین ہو سکتا کیونکہ انمین بہت سے ایسے لفظ ہین جنکے آخر مین یائے معروف ہے مگر مذکر ہین۔ جیسے قاضی۔ منشی وغیرہ

۲۔ یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ مذکر کے آخری آ یا ہ کو یائی معروف سے بدل دینے سے مونث بن جاتا ہے۔ یا جہان پیشہ ورون کے نام کے آخر مین ی (معروف) ہوتی ہو

[1] جنکی جنس سنسکرت مین مخنث (نہ مذکر نہ مونث) ہوتی ہے وہ ہندی مین عموماً مذکر ہوجاتی ہے ۱۲

اگر اُسے ںؔ سے بدل دیا جائے تو وہ مونث ہو جاتا ہے لیکن جہاں آخر مین الفؔ یا
یؔ نہو تو وہاں مشکل پڑتی ہے اس لیے جس جس طرح سے زبان مین مذکر سے مونث بنے
ہین خواہ تبدیل علامت آخر یا اضافۂ الفاظ سے اُن مین سے اکثر کو آگے الگ الگ لکھدیا
گیا ہے تاکہ سمجھنے مین آسانی ہو۔

بیجان اشیاء مین بھی یہ قاعدہ استعمال کیا جاتا ہے لیکن درحقیقت وہاں یؔ معروف
کے اضافہ کرنے یا آ کو یاے معروف سے تبدیل کرنے سے مراد اُس اسم کی تصغیر ہوتی
ہے۔ جیسے پہاڑ سے پہاڑی ٹوکرے سے ٹوکری وغیرہ۔ بیجان مین مذکر و مونث حقیقی
نہین ہوتے تصغیر کو مونث استعمال کرتے ہین۔ جاندار کے لیئے البتہ ضرور ہے کہ مذکر کے
لیے مذکر اور مونث کے لیے مونث ہو۔

۴۔ ایسے مذکر جن کے آخر مین کوئی علامت تذکیر نہین اور بظاہر تذکیر و تانیث
مین مشترک معلوم ہوتے ہین انکی تانیث آخر مین یاے معروف بڑھانے سے بنتی ہے
جیسے ہرن سے ہرنی کبوتر سے کبوتری۔

۵۔ جانداروں مین تذکیر و تانیث کی دو صورتین ہین اول مذکر اور مونث الگ الگ
الفاظ ہین۔ ایک دوسرے سے بظاہر کچھ تعلق نہین جیسے بیل مذکر گائے مونث۔ دوم
آخر علامت کے بدلنے یا آخر مین کسی حرف یا حروف کے اضافہ سے مونث بنایا جاتا ہے
تفصیل نیچے لکھی جاتی ہے۔

۱۔ ہردو مختلف

باپ	ماں	غلام	باندی
میاں	بی بی	نواب	بیگم

بیل	گائے	مینڈھا	بھیڑ
خصم یا خاوند	جورو		

۲- مختلف علامات کے ساتھ

(۱) مذکر کے آخر کا الف یا ہ مونث مین ی معروف سے بدل جاتی ہے جیسے

لڑکا	لڑکی	کانا	کانی
بیٹا	بیٹی	اندھا	اندھی
بچھڑا	بچھڑی	گھوڑا	گھوڑی
بکرا	بکری	شاہزادہ	شاہزادی
بندہ	بندی (باندی)[1]	چیونٹا	چیونٹی
مرغا	مرغی	بھانجا[2]	بھانجی
بھتیجا	بھتیجی	چچا	چچی
پھوپھا	پھوپھی	لنگڑا	لنگڑی
لولا	لولی	بہرا	بہری

(ب) باضافۂ یائے معروف۔

برہمن	برہمنی	ہرن	ہرنی
پٹھان	پٹھانی	کبوتر	کبوتری

[1] باندی کا لفظ صرف غلام عورت کے معنون مین آتا ہے۔ اور ہندی عورتین بجائے ضمیر متکلم واحد کے بولتی ہین جیسے مرد بندہ کا لفظ استعمال کرتے ہین۔

[2] بھانجا دراصل بہن جایا اور بھتیجا بھائی جایا ہے۔

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
تیتر	تیتری	لوہار	لوہاری
چمار	چماری	سُنار	سُناری
ماموں	ممانی		

(ج) مذکر کے آخر حرف کو ن سے بدل دینے سے جیسے

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
مراسی	مراسن	نائی	نائن
کنجڑا	کنجڑن	جوگی	جوگن
مالی	مالن	دھوبی	دھوبن
بھنگی	بھنگن	گوالا	گوالن
فرنگی	فرنگن	پارسی	پارسن
بھائی	بہن	گھوسی	گھوسن
حاجی	حجن	سپولیا	سپولن
دولہا	دلہن	چودھری	چودھرائن
گویا	گائن	ناگ	ناگن
گارد	گاردن[1]		

(د) آخر حرف کو حذف کرکے یا بلا حذف نی یا انی کے اضافہ سے

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
شیر	شیرنی	ملا	ملانی
مہتر	مہترانی	استاد	استانی[2]

---

[1] حیدرآباد دکن میں مستعمل ہے۔ یعنی وہ عورتیں جو محلوں میں مرد سپاہیوں کا کام دیتی ہیں یعنی قلماقنیاں

[2] مذکر کی دال حذف کردی گئی۔

مغل	مغلانی	ہاتھی	ہتھنی[1]
اونٹ	اونٹنی	سور	سورنی
راے (راجہ)	رانی[2]	فقیر	فقیرنی
مور	مورنی	جیٹھ	جٹھانی
دیور	دیورانی	بنیا	بنینی
ڈاکٹر	ڈاکٹرنی	ڈوم	ڈومنی
بھوت	بھتنی	جن	جناتنی[3]
شاعر	شاعرنی[4]	پنڈت	پنڈتانی

ٹٹو سے ٹٹوانی مونث آتا ہے لیکن حقارت کے موقع پر بولتے ہین۔

(ھ) بعض اوقات اخیر حرف مین کچھ تبدیلی کے بعد یا بغیر تبدیلی کے 'یا' اضافہ کرنے سے مونث بنتا ہے۔ جیسے

کتا	کتیا	بندر	بندریا
چوہا	چوہیا	گدھا	گدھیا
چڑا	چڑیا		

۳- بعض غیر زبانون کے مذکر و مونث بعینہ اردو مین مستعمل ہین مثلاً بیگ مذکر بیگم

[1] ہاتھی کا الف اور 'ی' دونون حذف ہو گئے ہین۔ غالباً یہ لفظ ہاتھ سے نکلا ہے۔ سونڈ بجاے ہاتھ کی سمجھی گئی ہے

[2] اصل مین راجنی تھا ج کثرت استعمال سے اوڑ گیا۔

[3] یہان مؤنث واحد مذکر سے نہین بنا بلکہ جمع مذکر سے بنا ہے [4] جان صاحب کا شعر ہے

مین وہ شاعرنی ہون گر پکڑے مجھے کوئی میری زبان ۔ لاکھ مرزا کو سناؤن سو سناؤن میر کو۔

مونث ترکی مین خان سے خانم ہے یا عربی کے مثلاً سلطان سے سلطانہ، ملک سے ملکہ۔ خاتون و آتون بھی ترکی لفظ ہین جو مونث ہین۔

۴۔ بعض اوقات اسم خاص (علم) کو مذکر سے مونث بنا لیتے ہین جیسے

رحیم	رحیمن	امیر	امیرن
کریم	کریمن	نور	نورن
محمد	محمدی	امامی	امامن
مراد	مرادن	نصیب	نصیبن

بعض اوقات اسمارِ خاص مین حرف واؤ کے مجہول و معروف ہونے سے مونث و مذکر کا فرق ظاہر ہوتا ہے واؤ معروف سے مذکر اور مجہول سے مونث۔

مجّو مجّو رامو رامو بدلو بدلو

بعض اسمارِ خاص مرد و عورت کے لیے یکسان استعمال ہوتے ہین جیسے گلاب احمدی وغیرہ

۵۔ عموماً مونث مذکر سے بنتا ہے لیکن بعض مذکر ایسے بھی ہین جو مونث سے بنتے ہین جیسے بھینسا بھینس سے یا رنڈوا رانڈ سے، بلاؤ بلی سے، سسرا ساس سے۔

۶۔ بعض الفاظ ایسے ہین جو صرف مذکر استعمال ہوتے ہین اور ان کا مونث نہین آتا، اور بعض صرف مونث استعمال ہوتے ہین اور مذکر ان کا نہین آتا مثلاً چیل، بطخ، مینا، بلبل، فاختہ، لومڑی غیر ذوی العقول مین۔ رنڈی، کسبی، ہڑدنگی، ڈائن، چڑیل، بیوہ، سوت، سہاگن وغیرہ ذوی العقول مین مونث استعمال ہوتے ہین۔ طوطا، کوّا، اژدہا، تیندوا، باز، الو، چیتا اور غیر ذوی العقول مین بھانڈ، بھڑوا، ہیجڑا وغیرہ ہمیشہ مذکر ہوتے ہین۔

۷۔ چھوٹے چھوٹے جانوروں میں اکثر صرف ایک ہی جنس مستعمل ہے مثلاً مکھی (مونث)، جگنو (مذکر) چھپکلی (مونث) چھچوندر (مونث) کچھوا (مذکر) بھڑ (مونث)

۸۔ اکثر اوقات الفاظ کے ساتھ نر اور مادہ کا لفظ لگا کر مذکر و مونث بنا لیتے ہیں مثلاً مادہ خر۔ نر گاؤ۔ یا چیلتے کی مادہ۔ مادہ خرگوش وغیرہ۔

۹۔ بعض اوقات مذکر لفظ مونث کے لیے بھی استعمال کر جاتے ہیں مثلاً بیٹی کو ماں پیار سے کہتی ہے "نہ بٹیا ایسا نہیں کرتے"۔

بعض لفظ مشترک ہیں کہ دونوں کے لیے آتے ہیں۔ مثلاً بچہ کا لفظ یا گھوڑی کو دیکھ کے کہہ سکتے ہیں کہ کیا اچھا جانور ہے۔

۱۰۔ جن ہندی الفاظ کے آخر آیا ہ ہوتی ہے مونث میں یائے معروف سے بدل جاتے ہیں مثلاً لڑکے سے لڑکی۔ فارسی الفاظ بھی جو اردو میں عام طور پر استعمال ہونے لگے ہیں اسی قاعدے میں آجاتے ہیں۔ مثلاً شاہزادہ سے شاہزادی، بیچارہ سے بیچاری، بندہ سے بندی، حرام زادہ سے حرام زادی وغیرہ مگر شرمندہ اور عمدہ مستثنیٰ ہیں۔

بیجان کی تذکیر و تانیث

۱۱۔ بیجان اسماء کی تذکیر و تانیث قیاسی ہوتی ہے۔ اکثر اوقات وہ الفاظ خصوصاً ہندی اور تدبھوا یعنے مخلوط سنسکرت کے، جن کے آخر آیا ہ ہوتی ہے مذکر ہوتے ہیں۔ مثلاً ڈبا۔ چولھا۔ حقہ۔ پیشہ گڑھا وغیرہ۔ لیکن ایسے مستثنیٰ بھی ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

(ا) تمام ہندی اسمائے تصغیر جن کے آخر یا ہوتی ہے مثلاً بڑیا ڈبیا وغیرہ۔

(ب) تمام عربی کے سہ حرفی الفاظ جیسے ادا، قضا، حیا، رضا، خطا وغیرہ

(ج) بعض عربی مصادر جن کے آخر آ ہو خواہ ہمزہ لکھی ہو یا نہ لکھی ہو جیسے ابتدا، انتہا۔ (اسکی تفصیل آگے آئے گی)

(د) عربی کے اسمائے تفضیل جن کے آخر میں الف مقصورہ ہوتا ہے یا بعض دیگر الفاظ جیسے عقبیٰ، صغریٰ، کبریٰ، دنیا، کیمیا۔

(ھ) بعض ہندی لفظ جو ٹٹ سما یعنی خالص سنسکرت کے ہیں کیونکہ سنسکرت میں آ علامت تانیث بھی ہے مثلاً پوجا، بپتا، ماتا، بروا، بچھوا، بھاکا، سیتلا، گھٹا، گھٹیا، انگیا، مالا، سبھا، جٹا، چھالیا۔ (اِتّا اور دوآ بھی مونث ہیں)

۱۲۔ عربی و ہندی اسماے کیفیت جن کے آخر میں ت ہو مونث ہوتے ہیں مثلاً ندامت، رفعت، شوکت، قیامت، شفقت، کرامت وغیرہ مگر خلعت، رابت، شربت، لغت مستثنیٰ ہیں۔

۱۳۔ عربی الفاظ کی جمع جب عربی قواعد کے رو سے آتی ہے تو اسکی تذکیر و تانیث میں صرف یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو حالت واحد کی ہے وہی جمع کی ہوگی۔ مثلاً شئے مجلس اور مسجد مونث ہیں تو انکی جمع اشیا مساجد اور مجالس بھی مونث ہونگی۔ چند الفاظ البتہ مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً اگرچہ معرفت، حقیقت، قوت، شفقت مونث ہیں مگر انکی جمع معارف، حقائق، قویٰ اور اشفاق مذکر مستعمل ہیں۔ بعض متاخرین اہل لکھنؤ کا یہ قول ہے کہ ہر لفظ کی عربی جمع مذکر ہی آتی ہے۔ یہ قاعدہ تو بہت اچھا ہے مگر اس کا کیا علاج کہ اہل زبان یوں نہیں بولتے۔ اہل دہلی بجز بعض مستثنیات کے ہمیشہ مونث کی جمع مونث اور مذکر کی مذکر ہی استعمال کرتے ہیں۔ جن حضرات کا یہ قول ہے کہ ہر عربی لفظ کی عربی جمع مذکر بولنی چاہیے انھیں یہ دھوکا اس وجہ سے ہوا ہے

کہ بعض الفاظ جو مونث ہین انکی جمع بھی اُسی وزن پر آئی ہے جو واحد مین مذکر ہین مثلاً
حادثہ مذکر اسکی جمع حوادث ہے لہذا یہ بھی مذکر ہے اور مذکر بولا جاتا ہے۔ چونکہ عقائق
بھی اسی وزن پر ہے وجہ سے مین اسے بھی مذکر بولنے لگے لیکن یہ چند الفاظ مستثنیات
مین سے ہین' اس پر سے یہ قیاس قائم کر لینا کہ ہر لفظ عربی کی (خواہ مونث ہو یا مذکر)
جمع مذکر ہی ہوگی صحیح نہین ہے' یون تو عورات (عورت کی جمع) بھی مذکر ہونی چاہیے
مگر ایسا نہین ہے' حالانکہ بعض مذکر الفاظ کی جمع بھی اسی وزن پر آئی ہے۔ اس کا یہ
جواب کہ یہ مونث حقیقی ہے لہذا اُس قاعدہ کے تحت مین نہین آتا صحیح نہین ہے'
کیونکہ جب ہم ایک لفظ کو واحد کی حالت مین مونث مان چکے ہین (گو وہ مونث غیر حقیقی
ہی کیون نہو) تو کوئی وجہ نہین کہ اسکی جمع کو مونث نہ تسلیم کرین۔ کیونکہ واحد مین جب ہم ایک
لفظ کو جو مونث غیر حقیقی ہے مونث تسلیم کرتے ہین تو افعال اور صفات بھی اسکے لیے مثل
مونث حقیقی کے استعمال کرتے ہین اور کوئی فرق اس مین اور مونث حقیقی مین نہین کرتے
تو پھر کیا وجہ ہے کہ مونث حقیقی کی عربی جمع کو مونث بولین اور مونث غیر حقیقی کی جمع کو مذکر
غرض ان حضرات کا یہ اجتہاد کسی طرح قابل تسلیم نہین ہو سکتا۔ کیونکہ یہ عجب منطق ہے کہ ایک
لفظ جو واحد مین مونث ہے جمع ہوتے ہی مذکر ہو جاتا ہے۔ اور اگر غیر حقیقی مونث کے
متعلق انکا یہ خیال ہے تو حقیقی مونث کے متعلق بھی یہی ہونا چاہیے اور نہین اُن کے
اس قاعدہ کا نقص ظاہر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب ایکبار بیجان شئے کا مونث قرار پا چکتا
ہے تو پھر اس مین اور حقیقی مونث مین کسی قسم کا فرق اور امتیاز باقی نہین رہتا۔ ہمارے
خیال مین حتی الامکان اس قسم کے الفاظ کی اُردو جمع استعمال کرنا زیادہ فصیح ہے' اگرچہ
بعض مواقع پر عربی جموع کا استعمال کرنا ناگزیر ہے۔ ایسی حالت مین بجز چند مستثنے الفاظ کے

یہی قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ مونث کی جمع مونث ہوگی اور مذکر کی جمع مذکر۔

۱۴۔ زبانوں کے نام عموماً مونث ہوتے ہیں مثلاً انگریزی، فارسی، اردو، سنسکرت وغیرہ

۱۵۔ ایسے اسماء جو آواز کی نقل ہیں مونث ہوتے ہیں بھائیں بھائیں سائیں، چٹ پٹ، ڈھڑ دھڑ وغیرہ

۱۶۔ دنوں اور مہینوں کے نام مذکر استعمال ہوتے ہیں، دنوں میں جمعرات مستثنیٰ ہے۔

۱۷۔ دھاتوں اور جواہرات کے نام بھی مذکر ہیں، چاندی البتہ مستثنیٰ ہے۔ ہندی میں اسے روپا کہتے ہیں جو مذکر ہے۔

۱۸۔ ستاروں اور سیاروں کے نام بھی مذکر ہیں۔

۱۹۔ کتابوں کے نام اگر مفرد ہیں تو مونث ہونگے، لیکن مرکب ہونے کی حالت میں مضاف یا موصوف کی تذکیر و تانیث پر کتاب کی تذکیر و تانیث منحصر ہوگی مثلاً بوستان گلستان مونث ہیں مگر قصہ حاتم طائی یا قصہ حلیمہ دائی مذکر ہیں

۲۰۔ اسی طرح نمازوں کے نام مونث بولے جاتے ہیں۔

۲۱۔ ہندی حاصل مصدر (یعنی وہ اسمائے کیفیت جو مصدر سے بنائے جاتے ہیں) اور اکثر اسمائے کیفیت جو اسی وزن پر ہوں مونث ہوتے ہیں۔ جیسے

پکار، پھٹکار، جھٹکا، جھنکار وغیرہ

پھسلن، دھڑکن، گھرچن، چبھن وغیرہ البتہ چلن مستثنیٰ ہے

بناوٹ، کھچاوٹ، نیلاہٹ وغیرہ

مہک، روک، چوک، جھلک، چمک وغیرہ

مٹھاس، کھٹاس، نکاس وغیرہ۔

البتہ برتاؤ، بچاؤ کے وزن پر جو حاصل مصدر آتے ہیں وہ سب مذکر ہوتے ہیں

بناؤ، لگاؤ، اٹکاؤ، تاؤ، لداؤ وغیرہ

اسی طرح وہ اسمائے کیفیت جو اسم یا صفت کے آخر "پن" لگانے سے

بنتے ہیں مذکر ہوتے ہیں۔ مثلاً بچپن، لڑکپن، دیوانہ پن وغیرہ

۲۲۔ ہندی کے وہ الفاظ جن کے آخر آؤ یا اوں ہوتا ہے اکثر مونث ہوتے ہیں

جیسے پاؤ، چھاؤں، جوکھوں، بھوں، سوں، سرسوں، کھڑاؤں وغیرہ

۲۳۔ حروف تہجی ہیں۔ ب پ ت ٹ ج چ ح خ د ذ ڈ ر ز ژ ط ظ ف ہ و ی

مونث ہیں۔ میم مختلف فیہ ہے

۲۴۔ جو عربی الفاظ افعال۔ افتعال۔ انفعال۔ استفعال۔ تفعل تفاعل

اور تفعلہ کے اوزان پر آتے ہیں وہ مذکر ہوتے ہیں بروزن افعال جیسے اکرام احسان

انعام وغیرہ باستثنائے انشا۔ افراط۔ ایذا۔ امداد۔ الحاح۔ اصلاح۔

بروزن افتعال جیسے اختیار، اعتدال، اضطراب وغیرہ باستثنائے ابتدا

انتہا، التجا، احتیاط، احتیاج، اطلاع، اشتہا، اصطلاح، اقتدار

بروزن استفعال جیسے، استعفا، استقلال وغیرہ باستثنائے استعداد، استدعا

استغنا، استمداد، استغفار

بروزن انفعال جیسے انکسار، انقلاب، انحراف وغیرہ

بروزن تفعل جیسے توکّل، تکلّف، تعصّب وغیرہ باستثنائے توقع، توجہ،

تمنا، ترشح، تضرّع، تہجّد۔

بروزن تفاعل جیسے تغافل، تنازع، تلاطم وغیرہ باستثنائے تواضع

بروزن تفعلہ جیسے تذکرہ، تجربہ، تصفیہ، تخلیہ وغیرہ

۲۵- جو عربی الفاظ مفاعلہ کے وزن پر آتے ہیں وہ مذکر ہیں جیسے مجادلہ، مشاعرہ، معاملہ، مناظرہ وغیرہ

لیکن یہی الفاظ یا دوسرے الفاظ جب مفاعلت کے وزن پر آتے ہیں تو مونث ہوتے ہیں جیسے معاملت، مصاحبت، مشارکت وغیرہ یہی حال تفعلہ اور تفعلت کا ہے جیسے تربیت، تقویت وغیرہ مونث ہیں تفعلہ کی مثالیں لکھی جا چکی ہیں۔

۲۶- تمام عربی الفاظ تفعیل کے وزن پر مونث ہوتے ہیں جیسے تحریر، تقریر وغیرہ باستثنائے تعویذ۔ لیکن جب تفعیل کے بعد ہائے ہوز آتی ہے تو وہ الفاظ مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے تخمینہ، تعلیقہ وغیرہ۔

۲۷- نیز وہ الفاظ عربی و فارسی جن کی آخری ہ اضافی ہوتی ہے اکثر مذکر ہوتے ہیں جیسے نسخہ، روضہ، صفحہ، ذرہ، طرہ، شیشہ، آئینہ، پیمانہ وغیرہ باستثنائے دفعہ، نفقہ، توبہ، زوجہ۔

۲۸- عربی اسمائے ظرف مذکر ہوتے ہیں جیسے مکتب، مسکن، مقام، مشرق، مغرب وغیرہ باستثنائے مجلس، محفل، منزل، مسجد، مجال، مسند وغیرہ۔

اسمائے آلہ بروزن مفعال اکثر مونث ہوتے ہیں۔ جیسے مقراض، میزان وغیرہ باستثنائے معیار، مقیاس، مصداق۔

لیکن بروزن مفعل اکثر مذکر ہوتے ہیں جیسے منبر، مصقل وغیرہ باستثنائے مشعل مگر بروزن مفعلہ ہمیشہ مذکر ہوتے ہیں جیسے منطقہ، مصقلہ، مراۃ وغیرہ۔

۲۹- تمام فارسی حاصل مصدر جن کے آخر میں ش ہے مونث ہوتے ہیں جیسے

دانش، خواہش، بخشش وغیرہ

۳۰۔ مرکب الفاظ جو دو لفظوں سے مل کر بنتے ہیں خواہ بلا حرف عطف یا مع حرف عطف انکی تذکیر و تانیث میں بھی اختلاف ہے

(ا) جو لفظ دو افعال یا ایک اسم اور ایک فعل سے مل کر بنتے ہیں وہ اکثر مونث ہوتے ہیں جیسے آمد و رفت، زد و کوب، نشست و برخاست، اشست شو، قطع و برید، تراش خراش، تگ و دو، آمد و شد، خرید و فروخت، بود و باش، دار و گیر، شکست و ریخت، داد و دہش، کم و کاست، باستثناء سوز و گداز، بندوبست و ساز و باز۔

(ب) اگر ان میں ایک مونث اور دوسرا مذکر ہے (مع حرف عطف یا بلا حرف عطف) تو فعل کی تذکیر و تانیث آخری لفظ کے لحاظ سے ہوگی۔ جیسے آب و ہوا، قلم دوات، آب و غذا، آب و گل، گشت و خون، تاخت و تاراج، عنایت نامہ، سالار منزل، خلوت خانہ وغیرہ مگر جب دو لفظ مل کر ایک خاص معنوں میں آئیں تو یہ لحاظ نہیں رہتا جیسے گلشکر۔ مگر پیچ و تاب مستثنیٰ ہے۔

(ج) جب دونوں جز مذکر ہوں تو مذکر اور دونوں مونث ہوں تو مونث آئیگا جیسے آب و رنگ، آب و دانہ، آب و نمک، گلقند، مذکر استعمال ہوتے ہیں اور آب و تاب، جستجو، گفتگو مونث ہیں۔ مگر شیر برنج مستثنیٰ ہے۔ حالانکہ دونوں جز مذکر ہیں لیکن پھر بھی مونث ہے۔ غالباً اسکی وجہ یہ ہے کہ فرنی اور کھیر دونوں مونث ہیں لہذا شیر برنج بھی ان کا مترادف ہونے کی وجہ سے مؤنث ہی استعمال ہونے لگا۔ نیشکر جس کے دونوں جز مونث ہیں مذکر آتا ہے، اس لیے کہ گنے کا مترادف ہے۔ چونکہ گنا مذکر مستعمل ہے اس لیے نیشکر بھی مذکر بولا جانے لگا۔

۳۱۔ جن الفاظ کے آخر مین بند، آب (سوائے مہتاب کے جس کے معنی ایک قسم کی آتشبازی کے ہین) بان، وان، ستان، سار، زار ہوتا ہے وہ اکثر مذکر ہوتے ہین جیسے سینہ بند، پاسبان، گلاب، پہلوان، گلستان، بوستان، (باستثناء نام کتب معروفہ) کوہسار، لالہ زار وغیرہ۔

۳۲ بعض الفاظ ایسے بھی ہین جو بعض معنون مین مونث ہین اور بعض معنون مین مذکر جیسے

دوپہر جب دن کے خاص وقت کیلئے (جو بارہ بجے ہوتا ہے) آتا ہے تو مونث ہے

〃 جیسے دوپہر ڈھل گئی۔

〃 بمعنے دو ساعت مذکر ہی جیسے مجھے انتظار کرتے کرتے دوپہر ہوگئے۔

گزر گزرنے کا حاصل مصدر ہے۔ جیسے میرا گذر وہان ہوا۔

〃 بمعنے بسر اوقات مونث جیسے اس مین میری گزر نہین ہو سکتی۔

تکرار بحث اور جھگڑے کے معنون مین مونث۔ جیسے میری اُس سے تکرار ہوگئی

〃 کسی لفظ کو مکرر لانے کی معنون مین مذکر جیسے اس لفظ کا تکرار فصیح نہین۔

آب پانی کے معنون مین مذکر۔

〃 صفائی یا چمک کے معنون مین مونث جیسے موتی کی آب۔

مد ضد جزر جیسے دریا کا مد۔

〃 جب اُس خط کے معنون مین ہو جو حساب مین یا عرضی پر کھینچا جاتا ہے تو مونث ہے۔ بعض نے مذکر بھی لکھا ہے۔

〃 نوکری یا حساب کے صیغے کے معنون مین مونث۔ جیسے روپیہ کون سی مد سے دیا جائے۔

〃 الف ممدودہ کا مد مذکر ہے۔

ترک (عربی) بمعنے دست برداری مذکر ہے۔

〃 یعنے نشان جو یادداشت کے لیے کتاب میں رکھ دیا جاتا ہے مونث ہے۔

"ترک اک اک جزو کی دو دو پھر ملتی نہیں" (اسیر)

عرض ضد طول مذکر۔ جیسے اس مکان کا عرض۔

〃 معنی التماس مونث جیسے میری یہ عرض ہے۔

کف جھاگ کے معنوں میں مذکر۔

〃 تلوے یا ہتھیلی کے معنوں میں مختلف فیہ۔

تاک تاکنا سے اسم مونث ہے۔

〃 انگور کی بیل مذکر۔

آہنگ قصد کے معنوں میں مذکر۔

〃 آواز کے معنوں میں مونث۔

تال تالاب کے معنوں میں مذکر۔

〃 وزن موسیقی کے معنوں میں مونث۔

نال بندوق کی نلی مونث۔

〃 ناف کے معنوں میں مختلف فیہ

〃 گھاس وغیرہ کی ڈنڈی مونث۔

〃 لکڑی یا پتھر کا کندا جو پہلوان اٹھاتے ہیں مذکر۔

بیل ایک خاص پھل کے معنوں میں مذکر۔

بیل باقی سب معنوں میں مونث

مثل بمعنی مانند مذکر

" کاغذات مقدمہ مونث

لگن بمعنی ظرف یعنے طاس شمع، مذکر

" بمعنے لگاؤ مونث

مغرب بمعنے مقام غروب مذکر

" بمعنی وقت شام مونث

۴۴ ۔ چند الفاظ ایسے ہیں جنھیں اہل زبان مذکر و مونث دونوں طرح بولتے ہیں یا بعض الفاظ ایسے ہیں کہ وہ ایک جگہ مونث بولے جاتے ہیں ۔ اور دوسری جگہ مذکر جیسے

سانس[۵۳]	قلم	فکر[۵۴]	غور	طرز	نقاب[۵۵]
مرقد	شکرقند	کٹار	درود	فاتحہ	کلک
کیف	جھونک	سیل	سجہ	ہن	گزند
نشاط	حروف تہجی میں میم اور جیم		زنار[۵۶]		متاع[۵۷]
قاست	گیند[۵۸]	مالا[۵۹]			

---

۵۲ اہل دہلی و لکھنؤ دونوں کے یہاں مختلف فیہ ہیں یعنی مذکر و مونث دونوں طرح استعمال ہوا ہے ۔

۵۳ مختلف فیہ

۵۴ مختلف فیہ

۵۵ اہل دہلی مونث اور اہل لکھنؤ مذکر بولتے ہیں ۔

۵۶ اہل لکھنؤ مذکر بھی بولتے ہیں ۔ ۵۷ ایضاً

املا عام طور پر مذکر ہے مگر اہل لکھنؤ مین مختلف فیہ ہے۔ مالا اہل دہلی مونث بولتے ہین مگر اہل لکھنؤ مین مختلف فیہ ہے۔

(۲) تعداد

اسم عام یا تو واحد ہوگا یا جمع۔اسی کو تعداد کہتے ہین

۱۔جن واحد مذکر الفاظ کے آخر مین آ یا ہ ہے وہ جمع مین یاے مجہول سے بدل جاتے ہین مثلاً

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
لڑکا	لڑکے	ڈبہ	ڈبے	حقہ	حقے

۲۔ واحد مذکر الفاظ کے آخر مین یہ علامت نہو تو اُن کی صورت واحد جمع مین یکسان رہتی ہے۔مثلاً ایک مرد آیا، چار مرد آئے، میرے پاس ایک لیمپ ہے، اسکے پاس کئی لیمپ ہین، ایک ہاتھی آیا، چار ہاتھی آئے، ایک لڈو کھایا، چار لڈو کھائے، لیکن دھوان اور روان مستثنےٰ ہین۔جمع مین ن کے ماقبل آ ر ے ، سے بدل جاتا ہے، یعنے جمع دھوین اور روئین ہوتی ہے۔

۳۔جن مونث واحد الفاظ کے آخر ی ہو انکی جمع مین ان بڑھا دیتے ہین جیسے لڑکی لڑکیان، گھوڑی گھوڑیان، کرسی کرسیان۔

۴۔جن مونث واحد الفاظ کے آخر مین یا ہو انکی جمع مین صرف ن بڑھا دیتے ہین جیسے گڑیا سے گڑیان، چڑیا سے چڑیان۔

۵جن مونث واحد الفاظ کے آخر مین آ ہوتا ہے جمع مین اُسکے بعد ئین (ی ن) بڑھا دیتے ہین۔جیسے گھٹائین، مائین، تمنائین۔

۶۔ جن کے آخر میں مذکورۂ بالا علامات میں سے کوئی نہیں ہوتی انکی جمع کے لیے صرف
یں (ے ں) بڑھا دیتے ہیں جیسے مالنیں۔ گاجریں، کتابیں، بیگمیں، باتیں، لیکن بھوں مستثنیٰ
ہے اسکی جمع بھویں آتی ہے۔

۷۔ بعض اسما کی جمع نہیں آتی مثلاً

(ا)۔ وہ مذکر الفاظ جن کے آخر آ یا ہ نہو۔ جس کا نمبر ۲ میں ذکر ہو چکا ہے (مگر جب
انکے بعد کوئی حرف ربط آ جاتا ہے تو جمع میں استعمال ہوتے ہیں)

(ب) عموماً اسماے کیفیت کی جمع نہیں آتی، جب تک کوئی خاص وجہ نہو یعنی کیفیات
مختلفہ جمع نہوں۔ ورد، بخار وغیرہ

(ج) دھاتوں کی جمع استعمال نہیں ہوتی۔ جیسے چاندی، سونا، تانبا وغیرہ۔ اگر
مختلف ممالک یا مختلف اقسام کی کوئی معدنی شے ہو تو البتہ جمع آئے گی۔ جیسے اس نے
مختلف قسم کے سونے جمع کیے ہیں۔

روپیہ پیسہ کی اگرچہ جمع آتی ہے مگر جب اسکے معنی دولت کے ہوتے ہیں تو واحد
ہی استعمال ہوتا ہے مگر معنے جمع کے ہوتے ہیں۔ جیسے اس کے پاس بہت روپیہ
پیسہ ہے یعنے مال دار ہے۔ صرف روپیہ (واحد میں) بھی ان معنوں میں آتا ہے۔
جیسے اس کے پاس بہت روپیہ ہے۔

یوں بھی روپیہ جمع کے معنوں میں دونوں طرح استعمال ہوتا ہے مثلاً اس نے
دو ہزار روپیہ خرچ کیا یا اس نے دو ہزار روپیے خرچ کیے دونوں طرح صحیح ہے۔

۸۔ ابتک صرف ایک فاعلی صورت کا بیان تھا۔ لیکن جب فاعل یا مفعول یا اضافت
کے حروف یا حرف ربط اسما کے بعد آتے ہیں تو واحد اور جمع کی صورت میں تبدیلی واقع

ہو جاتی ہے۔ لہذا اب اسکا مفصل ذکر کیا جاتا ہے۔

جن حروف کے آجانے سے تبدیلی ہوتی ہے وہ یہ ہین۔ کا، کی، کے، نے، کو، پر، پہ، سے، تک، ہین۔

یہ حروف حروف ربط کہلاتے ہین۔

ان حروف کے آنے سے یہ تبدیلیاں ہوئی ہین۔

(ا) جن واحد الفاظ کے آخر مین آیا ہ ہوتی ہے۔ وہ ان حروف کے آجانے سے (ے) مجہول سے بدل جاتے ہین۔ جیسے لڑکے نے، گھوڑے کو، حقے مین۔

لیکن ذیل کے الفاظ مستثنٰی ہین

(ا) بعض ہندی الفاظ جنمین سے اکثر تتسما (خالص سنسکرت کے) اور بعض تدبھو (یعنے بگڑی ہوئی سنسکرت کے) ہین جیسے

راجا، گھٹا، سبھا، پوجا، بھاکا (بھاشا) چٹا، بالا، پیچا، سیتلا، انگیا، بچھیا، انا، ماما، دوا، داتا وغیرہ۔

(ب) اسمار جو عزیزون اور رشتہ دارون کے معنون مین آتے ہین جیسے چچا، ابا، دادا، نانا، خالا، پھوپا، ماتا، پتا وغیرہ

(ج) عربی سہ حرفی لفظ ریا، ربا، دعا، حیا، کتبا، عبا، زنا، خلا، غنا، طلا، ہوا، دوا، بلا، صفا، غذا، ثنا، رجا، سزا، جزا، جلا، جفا، وفا وغیرہ۔

(د) عربی مصادر جنکے آخر آ ہوتا ہے وہ بھی مستثنٰی ہین جیسے انشا، املا، استہزا، اخفا، تمنا، افترا، اقتضا، التجا وغیرہ۔

(ہ) ان مصادر سے ایسے عربی مفعول جنکے آخر مین الف ہے مدعا، مقتضا

منشا وغیرہ۔

(و) جن کے آخر مین الف مقصورہ ہے جیسے اعلیٰ، ادنیٰ، عقبیٰ وغیرہ

(ز) تمام اسمائے خاص جیسے گنگا، متھرا، خدا وغیرہ

(ح) فارسی کے اسم فاعل دانا، بینا، آشنا سا وغیرہ

(ط) بعض دوسرے فارسی عربی اسما جیسے دریا، ہما، صحرا، مسیحا، عنقا، کیمیا، طوبا، ثریا، مینا۔

(۲) جہان یہ علامت یعنے (آ یا ہ) نہین ہوتی وہان کوئی تبدیلی نہین ہوتی جیسے شہر مین، مالی نے، لڑکی سے وغیرہ

لیکن دو ہندی لفظ دھوان اور روان ایسے ہین جنکی حالت سب سے جدا ہے انکے بعد جب حروف ربط آتے ہین تو ن کے قبل کا الف یائے مجہول سے بدل جاتا ہے جیسے دھوین مین۔ روئین سے۔

(۳) وہ عربی الفاظ جنکے آخر مین ع یا ح ہو انکے ماقبل حرف کی حرکت زبر ہو تو پڑھنے مین زبر زیر سے بدل جاتا ہے۔ جیسے مجمع مین، مطبع مین، مصرع مین۔ جمع کی حالت مین بھی جبکہ (صورت فاعلی ہو) زبر زیر سے بدل جاتا ہے۔ جیسے بہت سے مرقع رکھے ہین، یہان مطبع کثرت سے ہین۔

نیز وہ عربی الفاظ جنکے آخر ہ زاید اور ماقبل ع مفتوح ہو تو وہ ہ ے سے نہین بدلتی مگر تلفظ مین حرف ماقبل ع کا زبر زیر ہو جاتا ہے۔ جیسے جمعہ کے روز قلعہ مین آؤ (بعض لوگ ے سے لکھتے ہین جیسے قلعے، جمعے)

(۴) جمع مذکر کے بعد حرف ربط کے آنے سے جمع مین و ن بڑھا دیتے ہین جیسے

شہرون مین، مردون کے ساتھ۔

جمع مونث کا الف ن بھی و ن سے بدل جاتا ہے۔ لڑکیون نے دھوبیون کو

لیکن جن الفاظ کے آخر مین و ہوتی ہے انکی جمع مین و پر ہمزہ بڑھا کر ن زیادہ کردیتے ہین جیسے جورُون نے، گاوٗن مین، گھڑاوٗن مین۔

(۵) بعض الفاظ ایسے ہین جو ہمیشہ جمع مین استعمال ہوتے ہین مثلاً دستخط بہت اچھے ہین، معنے۔ اس لفظ کے کیا معنے ہین یا یہ کن معنون مین آتا ہے۔

پت مین فعل جمع کے ساتھ آتا ہے جیسے تے مین پت نکلے۔

ختنے کا لفظ واحد اور جمع دونون مین ہوتا ہے جیسے اسکے ختنے ہوگئے یا اسکا ختنہ ہوگیا۔ ایسے ہی اور بعض الفاظ ہین جن کا ذکر نحو مین ہوگا۔

(۶) اقسام غلہ کی واحد جمع مین بہت اختلاف ہے۔

بعض صرف واحد مین استعمال ہوتے ہین۔ جیسے باجرا۔ کی۔ جوار۔

بعض صرف جمع مین استعمال ہوتے ہین جیسے یہ گیہون بُرے ہین، یہ تل بہت اچھے ہین، ان تلون مین تیل نہین، آج کل جو بہت سستے ہین۔

بعض واحد جمع دونون مین آتے ہین جیسے چنا مُنھ لگا نہین چھٹتا، چنے کھایا کرو۔

(۷) بعض الفاظ ایسے ہین کہ ان کی جمع کی جمع استعمال ہوتی ہے جیسے اولیاؤن یا انبیاؤن سے دعا مانگنا، تمھین شاید کبھی اشرافون کی صحبت نصیب نہین ہوئی۔ آج کل رجحان اس طرف ہے کہ جہان تک ممکن ہو جمع الجمع نہ بنائی جائے اس قسم کے لفظ عموماً عربی الفاظ ہوتے ہین اُردو مین انکی دوبارہ جمع بنالی جاتی ہے۔

لہ ہماری راے مین واحد مین صحیح املا گانو ہے (گانون۔ گاؤن) ٹھیک نہین ہوتا اگرچہ تینون طرح لکھا جاتا ہے۔

اشراف کا لفظ اردو میں واحد مستعمل ہے جیسے اخبار کا لفظ۔ اصول واحد اور جمع دونوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً میرا یہ اصول ہے، سب مذاہب کے اصول قریب قریب یکساں ہیں۔

اسی طرح کائنات، واردات (حادثہ کے معنوں میں) کرامات، خیرات، صلوات، حاضرات، فتوح (بمعنی آمدنی بالائی)، اوزار، (واحد و جمع) اخلاق (واحد جمع دونوں) القاب (واحد جمع دونوں) آفاق (بمعنے جہان) احوال، املاک، اسرار (واحد و جمع) مواد، عملہ، ارواح (واحد جمع) رعایا (واحد جمع دونوں طرح) اوقات (بمعنی حیثیت جیسے تیری کیا اوقات ہے) تحقیقات، صلوات، سکرات، حوالات، تعینات، اولاد، (واحد جمع) تراویح، تسلیمات، آداب (بمعنی سلام) خواص[1]، احوال (واحد جمع دونوں طرح)، اسباب (بمعنی سامان) معلومات (واحد جمع) افواہ، معقولات (بمعنے علوم)، موجودات (گنتی اور شمار کے معنوں میں جیسے موجودات لینا) اگرچہ جمع ہیں مگر اردو میں واحد کے معنوں میں مستعمل ہیں۔

(۳) حالت

اسم کی چند حالتیں ہوتی ہیں، اور ہر اسم کے لیے ضرور ہے کہ وہ ذیل کی کسی نہ کسی حالت میں ہو۔

(۱) حالت فاعلی یعنے کام کرنے والے کی حالت۔ جیسے احمد نے روٹی کھائی۔ یہاں کام کرنے والا یعنی روٹی کھانے والا احمدؔ ہے لہذا احمدؔ کی حالت فاعلی ہوگی۔

متعدی افعال کے ساتھ فاعل کی علامت "نے" ہوتی ہے، نے کے آنے سے اسمائے عام کے واحد اور جمع کی صورت بدل جاتی ہے۔ لڑکے نے روٹی کھائی، لڑکوں نے روٹی کھائی۔ مگر جہاں کوئی خاص علامت تذکیر و تانیث کی نہیں ہوتی وہاں تبدیلی نہیں ہوتی

---

[1] جمع میں بمعنی خدمتگار و بمعنی زن پرستار واحد آتا ہے مگر بمعنی خاصۂ شئے واحد اور جمع دونوں طرح مستعمل ہے۔

جیسے گھر جل گیا۔ گھر جل گئے۔

(۲) حالت مفعولی اسے کہتے ہین جس پر کام کا اثر پڑے جیسے اوپر کی مثال احمد نے روٹی کھائی ہین کھانے کا اثر روٹی پر پڑتا ہے اسیلیے روٹی حالت مفعولی ہین ہے۔ مفعول کے ساتھ اکثر اوقات کو یا سے آتا ہے جیسے ہین نے حامد کو خط لکھا، کلیم حامد سے لڑا۔ اسکی کئی قسمین ہین ان کا ذکر نحو مین کیا جائے گا۔

کو سے کے آنے سے جو تبدیلی ہوتی ہے اسکا ذکر تعداد مین ہو چکا ہے۔

(۳) حالت ظرفی یعنے جب کہ کسی اسم کا تعلق زمان و مکان سے پایا جائے جیسے وہ گھر مین ہے، وہ شام سے غائب ہے یہان گھر اور شام حالت ظرفی مین ہین۔

حالت ظرفی مین جب اسماء کے ساتھ مین سے تک پر آتے ہین تو ان حروف کے آنے سے جو تبدیلیان اسماے ماقبل مین ہوتی ہین ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۴) حالت اضافی جس مین کسی ایک اسم کو دوسرے سے نسبت دی جائے یعنے کسی اسم کا علاقہ یا تعلق کسی دوسرے اسم سے ظاہر کیا جائے۔ جیسے احمد کا گھوڑا یہان گھوڑے کا تعلق احمد سے ظاہر کیا گیا، اس لیے یہ مضاف کہلاتا ہے اور جس سے نسبت یا علاقہ ظاہر کیا جاتا ہے اسے مضاف الیہ کہتے ہین۔ یہان احمد مضاف الیہ ہے۔

حروف اضافت واحد مذکر مین کا جمع مذکر مین کے اور واحد اور جمع مونث مین کی آتے ہین۔ انکی تبدیلیان پہلے بیان ہو چکی ہین۔

ف۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ان تمام حروف کے آنے سے جو تبدیلیان ہوتی ہین وہ صرف اسمائے عام مین ہوتی ہین اسماے خاص مین کسی قسم کی تبدیلی نہین ہوتی جیسے جمنا کے کنارے، متھرا کے پاس۔

۵۔ حالت منادیٰ وہ جسے بلایا جائے جیسے اے لڑکے، اے آدمی، یا اللہ۔

واحد مذکر مین اگر آخر الف ہے تو ے مجہول سے بدل جائے گا جیسے اے لڑکے اور جمع مین بجائے لڑکون کے صرف لڑکو رہ جائے گا، ن گر جاتا ہے جیسے اے لڑکو!

واحد مونث مین کوئی تبدیلی نہین ہوتی جیسے اے لڑکی جمع مین مذکر کی طرح نون گر جاتا ہے۔ جیسے اے لڑکیو۔

جہان کوئی علامت مذکر نہین ہوتی وہان واحد مین کوئی تبدیلی نہین ہوتی۔ جیسے اے جانور، البتہ جمع کی حالت یکسان ہے جیسے اے جانورو!۔

اسما کی تصغیر و تکبیر

تصغیر کے معنے ہین چھوٹا کرنے کے لعبض اوقات الفاظ مین کسی قدر تغیر کر کے یا لبعض حروف کے اضافہ سے اسما کی تصغیر بنا لیتے ہین۔

(۱) کبھی تصغیر محبت کے لیے بنائی جاتی ہے۔ مثلاً بھائی سے بھیّا، بہن سے بہنا۔

(۲) کبھی حقارت کے لیے جیسے مرد سے مردوا، جورو سے جوروا۔

(۳) کبھی چھوٹائی کے لیے جیسے شیشہ سے شیشی۔

اردو مین اسماء کی تصغیر کئی طرح آتی ہے۔

(۱) الفاظ کے آخر مین آ یا وا بڑھا دینے سے جیسے جورو سے جوروا۔ مرد سے مردوا، بھائی سے بھیّا، لونڈی سے لونڈیا،

(۲) بعض اوقات مذکر کو مونث بنانے سے مثلاً شیشہ سے شیشی، ٹوکرا سے ٹوکری

(۳) بعض اوقات مختلف علامات ڑا، ڑی، لی، لا، یا وغیرہ بڑھا دینے سے اور الفاظ میں کسی قدر تبدیلی کرنے سے جیسے

آنکھ سے انکھڑی، گٹھے سے گٹھری، مکھ سے مکھڑا، پلنگ سے پلنگڑی، جی سے جیوڑا، کونڈے سے کونڈالی، ناند سے نندولا، کھاٹ سے کھٹولا، سانپ سے سنپولا یا سپولیا، کاگ (کوّا) سے کگیلا، چور سے چوٹٹا، آم (آنب) سے انبیا۔

بعض اوقات محض حقارت کے لیے روپیہ کو روپلی بولتے ہیں۔ سودا نے ایک جگہ شاعر کو حقارت سے شاعرلا کہا ہے۔

بعض اوقات اسم خاص کو تصغیر (تحقیر کے لیے) بنا لیتے ہیں جیسے لکھنوی سے لکھنوا کانپوری سے کانپوریا۔

فارسی میں چہ ک وغیرہ علامات تصغیر ہیں مثلاً باغچہ، مردک، مشکیزہ۔

تصغیر کی ضد تکبیر ہے جس کے معنی ہیں بڑا کرنا یا بڑھانا۔ بعض اسموں کو عظمت کے لیے کسی قدر تغیر سے بڑا یا بھاری بھر کم کرکے دکھاتے ہیں جیسے مخدوم سے مخادیم اگرچہ مخادیم جمع ہے لیکن بعض اوقات کسی شخص کو تحقیر سے (جو بڑا بنتا ہے) مخادیم کہتے ہیں جیسے بڑا مخادیم بنا بیٹھا ہے۔ اسی طرح موٹے سے موٹلا، پگڑی سے پگڑ، گٹھری سے گٹھر، بات سے بتنگڑ۔

کبھی شہ (شاہ) کا لفظ شروع میں لگا کر بناتے ہیں۔ جیسے شہتیر، شہباز، شاہ بلوط، شاہراہ، شہپر (یہ فارسی ترکیب ہے)۔



۲۔ صفت

الفاظ صفت وہ ہیں جو کسی اسم کی حالت یا کیفیت و کمیّت ظاہر کریں۔
صفت ہمیشہ اسم کی حالت کو محدود کر دیتی ہے۔ مثلاً بیکار لوگ، جاہل آدمی، شریر لڑکا۔

اس کی کئی قسمیں ہیں۔

۱۔ صفت ذاتی

۲۔ صفت نسبتی

۳۔ صفت عددی

۴۔ صفت مقداری

۵۔ صفت ضمیری

(۱) صفت ذاتی

وہ ہے جس سے کسی چیز کی حالت اندرونی یا بیرونی ظاہر ہو جیسے ہلکا، کھوس، سبز،

(۱) بعض اوقات یہ صفات دوسرے اسماء یا افعال سے بھی بنائی جاتی ہیں مثلاً لڑاک (لڑنے سے)، ڈھلوان (ڈھال سے)، کھلاڑی (کھیل سے)، بلی دیل سے)، جیوٹ، لاج ونت، ہنسوڑ، بھاگوان (جی، لاج، ہنسی اور بھاگ سے)۔

(۲) بعض اوقات بلکہ اکثر دو الفاظ سے مرکب آتی ہے مثلاً ہنس مکھ، من چلا، منہ پھٹ وغیرہ۔

(۳) بعض فارسی علامتیں عربی ہندی الفاظ کے ساتھ آکر صفت کا کام دیتی ہیں جیسے سعادت مند، ناشکرا، بے فکرا، سمجھ دار، بے چین، بے بس وغیرہ

(۴) فارسی عربی صفات ذاتی بھی اردو میں کثرت سے مستعمل ہیں جیسے دانا، احمق، بینا، شریف، نفیس، خوب وغیرہ

(۵) صفاتِ ذاتی کے تین مدارج ہیں۔

درجۂ اول جسمیں صرف کسی شے یا شخص کی صفت محض مقصود ہوتی ہے جیسے اچھا یا بُرا۔

درجۂ دوم جسمیں ایک شے کو دوسری پر ترجیح دی جاتی ہے۔ یہ حرف سے سے ظاہر ہوتی ہے جیسے یہ کپڑا اُس سے اچھا ہے۔

درجۂ سوم جسمیں کسی شئے کو اس قسم کے سب اشیا سے ترجیح دی جاتی ہے۔ جیسے ان کپڑوں میں) یہ سب سے اچھا ہے۔ جماعت میں یہ لڑکا سب سے ہوشیار ہے بعض اوقات صفات میں زور یا مبالغہ پیدا کرنے کے لیے بعض الفاظ بڑھا دیے جاتے ہیں وہ الفاظ یہ ہیں۔

بہت۔ جیسے بہت اچھا بہت ہی اچھا۔ تمھارا بھائی اُس لڑکے سے بہت بڑا ہے

کہیں۔ یہ بھی درجۂ دوم میں صفت کے بڑھانے کے لیے آتا ہے جیسے یہ اس سے کہیں بہتر ہے۔ یہ اس سے بدرجہا بہتر ہے۔

زیادہ۔ صرف درجۂ دوم میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے یہ زیادہ اچھا ہے۔

بڑا۔ بڑا لمبا سانپ، بڑا گہرا تالاب۔

نہایت یہ حرف فارسی عربی الفاظ کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے نہایت عمدہ، نہایت نفیس

بعض اوقات ایک کا لفظ بھی سبالغہ پیدا کرتا ہے جیسے ایک چھٹا ہوا، ایک بذات ہے۔

یہ جو چشم پُرآب ہیں دونوں
ایک خانہ خراب ہیں دونوں

لیکن اس کا استعمال ہمیشہ ذم کے موقع پر ہوتا ہے۔ زور کے واسطے بھی بڑھا دیتے ہیں۔

اسی طرح اعلیٰ، اعلیٰ درجہ، اول نمبر، اول درجہ، پرلے درجہ کے الفاظ بھی یہی کام دیتے ہیں۔ جیسے اسمین یہ اعلےٰ صفت ہے، اعلیٰ درجہ کی جنس، اول نمبر کا احمق، پرلے درجہ کا بیوقوف۔ اسمین اعلیٰ اور اعلیٰ درجہ کا لفظ اسم کے ساتھ آتا ہے باقی صفات کے ساتھ۔

۶۔ سا کا لفظ بھی صفات کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے، اس سے مشابہت پائی جاتی ہے، مگر ساتھ ہی صفت مین کمی کا اظہار ہوتا ہے جیسے لال سا کپڑا، کالا سا رنگ، وہ تو مجھے بیوقوف سا معلوم ہوتا ہے۔

بعض اوقات سا اُڑا کر نہایت پاکیزہ مبالغہ ظاہر کیا جاتا ہے جیسے ہلکا پھول، میٹھا شہد۔ اگرچہ اسکی ترکیب یہ ہوگی کہ پھول سا ہلکا یا شہد سا میٹھا لیکن اسکے معنی زیادہ بہت ہلکے اور بہت میٹھے کے لیے جاتے ہین چنانچہ اس قسم کی ترکیبی صفات ذیل مین دیجاتی ہین۔ ہلکا پھول، میٹھا شہد، لال انگارہ، لال بھبوکا، کالا بھجنگ، کھٹا چوک، کھٹا چونا، کڑوا زہر، کڑوا نیم، کڑوا کریلا، سوکھا کھڑنک، پھیکا پانی، موٹا بھینس، لنبا اونٹ، سوکھا کانٹا، دُبلا قاق، سیدھا تک، سیدھا تیر، سفید جھک، گرم آگ، ٹھنڈا برف، ٹھنڈا اولا، اندھیرا گھپ، نیلا کانچ، بھرا تھیر، اندھا چشم، میلا چیکٹ، بڑھا پھوس۔

سا کا استعمال صفت کی زیادتی کے لیے اس طرح بھی آتا ہے جیسے بہت سا آٹا، بڑا سا گھر۔

سا ان معنوں میں سنسکرت کی علامت شَس سے نکلا ہے جسکے معنی گُنا کے ہیں اور جہاں سا کے معنی مشابہت کے ہیں وہ سنسکرت کے لفظ سما سے ہے۔ برج میں یہ ساں ہوا اور ہندی اور اُردو میں سا ہو گیا۔

منفی صفات ذاتی اُردو میں چند حروف یا الفاظ ہندی کے ایسے ہیں جنکے لگانے سے صفات ذاتی میں نفی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے

آ	جیسے	اٹل	امر	(نہ مرنے والا)
اَن	جیسے	انجان	اَن مل	
نر	جیسے	نرمل	نراس	
بے	جیسے	بے دھڑک	بے سرا	بے جوڑ
کُ	جیسے	کُراہ	کڈھب	
بن	جیسے	بن سرا	بن جُتی (زمین)	
نِ	جیسے	نڈر		

فارسی عربی الفاظ کے ساتھ فارسی عربی کی علامات استعمال ہوتی ہیں مثلاً نالائق، نابینا (فارسی علامت) غیر ممکن (عربی علامت) بے وقوف (فارسی علامت)

(۲) صفات نسبتی

صفات نسبتی وہ ہیں جن میں کسی دوسری شے سے لگاؤ یا نسبت ظاہر ہو، مثلاً ہندی، عربی وغیرہ

۱۔ عموماً یہ لگاؤ اسما کے آخر میں یائے معروف کے بڑھانے سے ظاہر ہوتا ہے

جیسے فارسی، ترکی، ہندوستانی، آبی، پیازی وغیرہ۔

۲۔ جب کسی اسم کے آخر میں ی یا ہ یا آ ہوتا ہے تو ی یا ہ یا آ کو واؤ سے بدل کر ی بڑھا دیتے ہیں جیسے دہلی سے دہلوی، سندیلہ سے سندیلوی، موسیٰ سے موسوی، عیسیٰ سے عیسوی۔

۳۔ بعض اوقات ہ کو حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے مکہ سے مکی، مدینہ سے مدنی

نوٹ (صفات نسبتی جب بغیر اسم کے آتی ہیں تو بجائے خود اسم ہونگی جیسے بنگالی بڑے ذہین ہوتے ہیں)

۴۔ بعض اوقات انہ بڑھانے سے نسبت ظاہر کرتے ہیں جیسے غلامانہ، عاقلانہ، جاہلانہ، مردانہ (یہ فارسی ترکیب ہے)۔

۵۔ ہندی میں بھی چند علامتیں ہیں جنکے اسم کے آخر میں آنے سے صفت نسبتی بن جاتی ہے۔

را یا لا (ہندی میں ر اور ل کا بدل عام طور پر ہوتا ہے) جیسے سنہرا، روپہلا، بچھیرا۔

وان جیسے گیہوان،

ار جیسے گنوار (گاؤں سے)۔

لا یا الا جیسے سانولا، رنگیلا، مٹیالا، اکیلا، منجھلا، پچھلا، اگلا،

والا جیسے کلکتہ والا تاجر

کا جیسے قیامت کا، غضب کا۔

سا جیسے چاندسا۔

(۳) صفت عددی

جس سے تعداد کسی اسم کی معلوم ہو۔

۱۔ تعداد دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جب ٹھیک عدد کسی شے کا معلوم ہو جیسے پانچ آدمی، چھ گھوڑے۔ اسے تعداد معین کہتے ہیں۔

دوسرے جب ٹھیک ٹھیک تعداد کسی شے کی نہ معلوم ہو جیسے چند لوگ، بعض شخص، اسے تعداد غیر معین کہتے ہیں۔

۲۔ تعداد غیر معین کے لیے اکثر یہ الفاظ مستعمل ہوتے ہیں۔

کئی، چند، بعض، سب، کل، بہت، بہت سے، تھوڑا، تھوڑے، کم، کچھ۔

۳۔ تعداد معین کی تین قسمیں ہیں۔

ایک تعداد معمولی جیسے دو، تین، چار وغیرہ کل اعداد۔

ف پراکرت سے ہندی الفاظ بنانے میں آخری حرف علت عموماً گر جاتا ہے۔ حروف ربط خارج کرکے درمیانی حرف علت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ یہاں سنسکرت اور پراکرت کے اصل ہندسوں کا لکھنا اور یہ بتانا کہ موجودہ ہندی ہندسے کیسے بنے ہیں دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

	سنسکرت	ایکا	پراکرت	ایگا	ہندی	ایک
۲	″	دوی	″	دو	″	دو
۳	″	تری	″	ترتی	″	تین
۴	″	چاتر	″	چتاری	″	چار
۵	″	پانچن	″	پانچا	″	پانچ

۶	،،	ششش	،،	چھا	،،	چھہ (ش چ سے بدل گیا)
۷	،،	سپتن	،،	ستّا	،،	سات
۸	،،	اشٹن	،،	آٹھّا	،،	آٹھہ
۹	،،	نون	،،	نا	،،	نو
۱۰	،،	دسان	،،	دسا	،،	دس

دس کے آگے کے ہندسے اکائیون اور دہائیون کے ملنے سے بنتے ہین اور انمین جو تبدیلی ہوئی ہے وہ ظاہر کی جاتی ہے۔ اول پراکرت دسا بدل کر داہوا اسکے بعد دا سے رہا ہوگیا

۱۱- سنسکرت اکادشان (یعنی ایک اور دس) پراکرت ایارہا ہندی اگیارہ سے گیارہ۔

(ہندی مین سنسکرت کا ک گ سے بدل گیا اور اول کا حرف علت گر گیا)

۱۲	سنسکرت	دوادشان	پراکرت	وادہا	ہندی	بارہ
۱۳	،،	ترپودشان	،،	ترہ	،،	تیرہ
۱۴	،،	چاتردشان	،،	چاودہا	،،	چودہ
۱۵	،،	پانچادشان	،،	پانتارہا	،،	پندرہ
۱۶	،،	شودشان	،،	سورہ	،،	سولہ
۱۷	،،	سپتادشان	،،	سترا	،،	سترہ
۱۸	،،	اشٹادسان	،،	اٹھارہا	،،	اٹھارہ
۲۰	،،	ویم شتی	،،	وی سی	،،	بیس

ان ہندسون مین یہ امر قابل لحاظ ہے کہ خلاف معمول نو کا ہندسہ ہر دہائی کے ساتھ اگلی دہائی سے ایک کم کرکے ظاہر کیا جاتا ہے مثلاً اُنیس اصل مین اون ایس ہے اونا کے معنی کم اور ایس پراکرت وی سی کا

بگڑا ہوا ہے۔ یعنی ایک کم بیس۔ اسی طرح اُنتیس اونے تیس، یعنی ایک کم تیس ہے۔ علی ہذا القیاس اُنتالیس اُنچاس اُنسٹھ۔ اُنہتر۔ اُناسی ہین مگر نواسی (نو اور اسی)، ننانوے (نو اور نوے) باقاعدہ ہین۔

۳۰	سنسکرت	ترین ست	پراکرت	تری سا	ہندی	تیس
۴۰	"	چت وین ست	"	چتاری سا	"	چالیس
۵۰	"	پانچاست	"	پان ناسا	"	پچاس
۶۰	"	شش ٹی	"		"	ساٹھ
۷۰	"	سپ تتی	"		"	ستر

(پ ر سے مل گئی اور آخری ت ر سے بدل گئی اور مرکب ہونے کی حالت مین س ہ سے بدل گیا ہے)۔

۸۰ سنسکرت اس ئی، اسمین ت گر گئی، اور س ڈبل ہو کر اسّی ہو گیا۔

۹۰ " کے لفظ نوتی سے بنا ہے۔

۱۰۰ " ششتم پراکرت سَاؤ سے سو یا سَے بنا۔

تعداد معین کی دوسری قسم تعداد ترتیبی ہے، جس سے ترتیب کسی شئے کی معلوم ہوتی ہے۔ جیسے ساتوان پانچوان وغیرہ۔ اسکے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ تعداد معین کے آگے وان لگا دیتے ہین۔ لیکن پہلے چار عدد اور چھ کا ہندسہ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔ انکی تعداد ترتیبی یہ ہے۔

پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا، چھٹا۔

بعض اوقات اعداد کے آگے وَن اظہار کُلیت کے لیے بڑہا دیا جاتا ہے۔ جیسے پانچون، تینون، چھوئون جاتے رہے، چارون موجود ہین، دونون اسلئے دونون مین لفظ دون بجائے دو کے استعمال ہوا ہے اور اسکے آگے وَن بڑھایا گیا ہے

بعض اوقات مزید تاکید کے لیے اُسے دہرا دیتے ہیں۔ جیسے دونوں کے دونوں چلے گئے

ساتوں کے ساتوں موجود ہیں۔

فارسی میں عدد کے آخر میں "م" بڑھا دیتے ہیں جیسے یکم دوم سوم چہارم وغیرہ۔

تیسری قسم تعداد معین کی تعداد اضعافی ہے جس میں کسی عدد کا ایک یا ایک سے

زائد بار دہرانا پایا جائے۔ اردو میں کئی طرح مستعمل ہے۔

۱۔ عدد کے آگے گنا بڑھانے سے جیسے دُگنا، تگنا، چوگنا وغیرہ۔ گنا یا گونہ

(فارسی) در اصل سنسکرت کے لفظ گون آتا ہے، جس کے معنی قسم کے ہیں۔

۲۔ چند (فارسی) کے بڑھانے سے جیسے دوچند، سہ چند، دہ چند وغیرہ۔

۳۔ ہرا بڑھانے سے جیسے اکہرا، دوہرا، تہرا، چوہرا۔

ہرا در حقیقت ہارا کا مخفف ہے جو سنسکرت کے لفظ وارا سے بنا ہے۔

بعض اوقات تعداد معین کے آگے ایک کا لفظ بڑھا دینے سے تعداد غیر معین ہو جاتی

ہے جیسے پچاس ایک آدمی بیٹھے تھے جس کے معنی ہوں گے تخمیناً کم و بیش پچاس۔ اسی

طرح بیس ایک دو ایک وغیرہ وغیرہ دسوں، بیسوں، پچاسوں، سیکڑوں، ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں جمع کی

حالت میں تعداد غیر معین کے معنوں میں آتے ہیں۔ اور اس سے کثرت کا اظہار ہوتا ہے،

مجھے دسوں کام ہیں، اس مکان میں بیسوں (یا بیسیوں) کمرے ہیں، ہر روز سیکڑوں

آدمیوں سے ملنا پڑتا ہے، ہزاروں آدمی جمع تھے، لاکھوں روپیہ صرف

ہوگا۔

اسی طرح ان کی فارسی جمع صدہا، ہزارہا، لکھوکھا، کروڑہا بھی اسی طور اور

(۴) صفت مقداری

جس سے مقدار یا جسامت کسی شے کی معلوم ہوتی ہے۔

مقدار دو قسم کی ہے۔ ایک معین دوسری غیر معین۔

غیر معین جیسے بہت، تھوڑا، کم، کچھ، زیادہ۔

یہ الفاظ تعداد اور مقدار دونوں کے لیے آتے ہیں۔ موقع استعمال سے امتیاز ہو سکتا ہے کہ صفات تعدادی ہیں یا مقداری۔ مثلاً بہت سے آدمی بیٹھے ہیں (تعدادی)، بہت سا گڑ رکھا تھا (مقداری)۔

انکے علاوہ کتنا (کس قدر)، جتنا، اتنا بھی صفات مقداری کے لیے آتے ہیں۔ جیسے دیکھو کتنا پانی چڑھ آیا۔ جتنا کھا سکو کھاؤ، اتنا پانی مت پیو، خدایا اتنا بڑا کیڑا۔ کبھی (یہ) اور (وہ) ان معنوں میں استعمال ہوتے ہیں جیسے یہ بڑا بچھو تکیے کے نیچے سے نکلا، اب کی برسات کا وہ زور ہے کہ خدا کی پناہ، یہ ڈھیر کتابوں کا پڑا ہے۔

نوٹ ''یہ'' کا لفظ اکثر کسی دوسری صفت کے ساتھ آتا ہے مگر ''وہ'' تنہا۔ ۱۲

(۵) صفات ضمیری

وہ ضمائر جو صفت کا کام دیتی ہیں مثلاً وہ، یہ، کون، کونسا، جو، کیا۔

وہ عورت آئی تھی۔ یہ کام مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ کون شخص ایسا کہتا ہے۔ جو کام تم سے نہیں ہوسکتا اُسے ہاتھ کیوں لگاتے ہو۔ کیا چیز گر پڑی۔

یہ الفاظ جب تنہا آتے ہیں تو ضمیر ہیں اور جب کسی اسم کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں تو صفات ہیں۔

ف ۔ صفات ذاتی ونسبتی جب اسم کے ساتھ آتے ہین تو اسم کی صفت ہوتے ہین اور جب تنہا آتے ہین تو اسم کا کام دیتے ہین ۔ مثلاً اچھا آدمی یہان اچھا صفت ہے۔ چاہیے اچھون کو جاننا چاہیے، یہان وہی لفظ اسم کا کام دیتا ہے۔ یہ بنگالی لڑکا بڑا ذہین ہے (صفت) بنگالی بڑے ذہین ہوتے ہین (اسم)

صفت کی تذکیر وتانیث اُردو مین صفات کی تذکیر وتانیث اکثر ہندی الفاظ مین ہوتی ہے اور وہ بھی بعض بعض حالتون مین ۔ جب مذکر کے آخر مین الف ہوتا ہے تو یہ الف یائے معروف سے بدل جاتا ہے، اسی طرح جمع مین الف یائے مجہول سے بدل جاتا ہے مگر جمع مؤنث مین کوئی تبدیلی نہین ہوتی

واحد مذکر	جمع مذکر	واحد مونث	جمع مونث
اچھا مرد	اچھے	اچھی عورت	اچھی عورتین

بعض اوقات فارسی و ... ت مین بھی جو اُردو مین بکثرت مستعمل ہین اور جنکے آخر ہ یا آ ہوتا ہے یہی تبدیلی واقع ہوتی ہے جیسے دیوانہ مرد، دیوانے مرد ا دیوانی عورت، دیوانی عورتین، اسی طرح جدا اور جدی

صفات عددی یا ترتیب مین مذکر کا آن مونث مین ے معروف اور ن سے بدل جاتا ہے جیسے پانچوان مرد، پانچوین عورت ۔ لیکن جب مذکر کے بعد حرف ربط آجاتا ہے تو آ یای مجہول سے بدل جاتا ہے جیسے پانچوین مرد نے کہا مگر مونث کی حالت یکسان رہتی ہے ۔

صفات کی تصغیر بعض اوقات صفات کی تصغیر بھی آتی ہے لمبے سے لنبوا لنبوترا، چھوٹے سے چھٹکا، موٹے سے مُٹکا۔

۳- ضمیر

وہ الفاظ جو بجائے اسم کے استعمال کیے جاتے ہین ضمیر کہلاتے ہین جیسے وہ نہین آیا۔ مین آج نہین جاؤنگا۔ ضمیر سے فائدہ یہ ہے کہ بار بار انھین اسمائ کو جو گزر چکے ہین دہرانا نہین پڑتا، اور زبان مین الفاظ کے دہرانے سے جو بدنمائی پیدا ہو جاتی ہے وہ نہین ہونے پاتی۔

ضمائر کی قسمین

(۱) شخصی (۲) موصولہ (۳) استفہامیہ (۴) اشارہ (۵) تنکیر۔

(۱) ضمیر شخصی وہ ہین جو اشخاص کے لیے استعمال کی جاتی ہین۔ اسکی تین صورتین ہین

ایک وہ جو بات کرتا ہے اسے متکلم کہتے ہین

دوسرا وہ جس سے بات کی جاتی ہے اسے مخاطب کہتے ہین

تیسرا وہ جس کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے اسے غائب کہتے ہین

ضمائر کی تو یہ حالتین ہوتی ہین ایک فاعلی دوسری مفعولی تیسری اضافی۔

ہر ایک کی تفصیل ذیل مین دی جاتی ہے

ضمائر متکلم

	واحد	جمع
حالت فاعلی	مین	ہم
حالت مفعولی	مجھے یا مجھ کو	ہمین یا ہم کو
حالت اضافی	میرا	یا ہمارا

ضمائر مخاطب

	واحد	جمع
حالت فاعلی	تو	تم
حالت مفعولی	تجھے یا تجھ کو	تمھین یا تم کو
حالت اضافی	تیرا	تمھارا

ضمائر غائب

	واحد	جمع
حالت فاعلی	وہ	وہ
حالت مفعولی	اسے یا اسکو	انکو یا انھین
حالت اضافی	اُسکا	اُنکا

اُردو ضمائر مین تذکیر و تانیث کا کوئی فرق نہین ہوتا۔

ضمائر غائب مین واحد اور جمع دونون کے لیے وہ آتا ہے (وے پُرانی اُردو ہے) اور اسمین اشخاص اور اشیا کا امتیاز نہین ہوتا۔

وہ کے بعد جب حروف ربط آتے ہین تو۔

	واحد	جمع
حالت فاعلی مین	اُس نے	اُنھون نے
حالت مفعولی مین	اُسکو یا اُسے	اُنکو
حالت اضافی مین	اُس کا	اُنکا

ہو جاتا ہے

تو یا تو نے بے تکلفی اور محبت کے لیے آتا ہے جیسے ان بچے سے، گرو چیلے سے

باتین کرتا ہے یا مخاطب کی کم حیثیتی کو ظاہر کرتا ہے جیسے آقا نوکر سے باتین کرتے وقت استعمال کرتا ہے۔ بعض اوقات بہت بے تکلف دوست بھی تو کہہ کر باتین کرتے ہین۔ نظم مین اکثر تو لکھتے ہین۔ یہانتک کہ بڑے بڑے لوگون اور بادشاہون کو بھی اسیطرح خطاب کیا جاتا ہے۔

بعد شاہان سلف کے تجھے یون ہے تفضیل
جیسے قرآن پس توریت و زبور و انجیل (ذوق)

دعا پر کرون ختم اب یہ قصیدہ کہان تک کہون تو جنین ہے جنان ہے (میر)

دعا مانگتے وقت خدا سے بھی تو سے خطاب کیا جاتا ہے۔ یہ مسلمانون کی توحید کا اثر ہے جو اُردو سے ہندی زبانون مین پہنچا ہے۔ دوسرے مواقع پر واحد مخاطب کے لیے تم ہی استعمال کرتے ہین۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ تم بھی اکثر نوکرون اور چھوٹے لڑکون سے خطاب کرتے وقت بولا جاتا ہے۔ ورنہ اکثر اور عموماً واحد مخاطب اور جمع مخاطب دونون کے لیے آپ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

آپ تعظیماً واحد غائب کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اگرچہ لوگ طرح طرح کی ایذائین پہنچاتے تھے مگر آپ کو کبھی ملال نہ ہوتا یا جب کوئی شخص کسی کو دوسرے سے ملاتا ہے تو تعظیماً کہتا ہے کہ آپ فلان شہر کے رئیس ہین۔ آپ شاعر بھی ہین وغیرہ وغیرہ۔

ہم ضمیر متکلم جمع مین استعمال ہوتا ہے لیکن بڑے لوگ بجائے واحد متکلم کے بھی استعمال کرتے ہین جیسے ہم نے جو حکم دیا تھا اُسکی تعمیل کیون نہین کی گئی۔ نظم مین تخصیص نہین وہان اکثر واحد متکلم کے لیے آتا ہے جیسے ؎

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالین گے بے نیازی تری عادت ہی سہی

ایک ہم ہیں کہ دیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ ایک وہ ہیں جنھیں تصویر بنا آتی ہے

کبھی متکلم عمومیت کے خیال سے ہم استعمال کرتا ہے جیسے ایک روز ہمیں یہ سب کچھ چھوڑنا پڑیگا۔ ترقی کیسی ہماری حالت ہی اس قابل نہیں۔

کبھی متکلم اپنے لیے ہم کا استعمال کرتا ہے۔ جیسے یہ چند روزہ صحبت غنیمت ہے ورنہ پھر ہم کہاں تم کہاں۔ ہماری قسمت ہی بُری ہے جو کام کیا بگڑ گیا۔ وہ بڑے ضدی ہیں کسی کی کیوں ماننے لگے آخر ہمیں کو دینا پڑا۔

بعض اوقات یار اور یاروں کا لفظ واحد متکلم کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے یار تو گوشۂ تنہائی میں رہتے ہیں کہیں آئیں نہ جائیں، یاروں سے بچ کر کہاں جائیگا۔ یاروں کا لفظ واحد متکلم اور جمع متکلم دونوں کے لیے آتا ہے۔ مگر عموماً بے تکلفی کے موقع پر استعمال ہوتا ہے

کیا مدنظر تم کو ہے یاروں سے تو کہیے گر منھ سے نہیں کہتے اشاروں سے تو کہیے (ذوق)

جب کسی جملہ میں کوئی اسم یا ضمیر حالت فاعلی میں ہو اور وہی مفعول بھی واقع ہو تو بجائے ضمیر مفعولی کے آپ کو، اپنے تئیں، اپنے آپ کو میں سے کوئی ایک استعمال کرتے ہیں جیسے احمد آپ کو دور کھینچتا ہے۔ یا اپنے تئیں بڑا آدمی سمجھتا ہے۔ یا اپنے کو فاضل خیال کرتا ہے۔

اسی طرح جب کوئی اسم یا ضمیر کسی فقرہ میں فاعل ہو اور اسکی حالت اضافی لانی منظور ہو تو بجائے اصل ضمیر اضافی کے اپنا، اپنی یا اپنے حسب موقع استعمال ہونگے۔ جیسے احمد اپنی حرکت سے باز نہیں آتا۔ تم اپنا کام کرو، مجھے اپنے کام سے فرصت نہیں۔ وہ خود تو چلے گئے مگر اپنا کام مجھ پر چھوڑ گئے۔ یہ اُسی حالت میں ہے جب کہ فاعل ایک ہو اگر فاعل الگ الگ ہیں یا مضاف مضاف الیہ مل کر خود کسی فعل کا فاعل ہیں تو اپنے کی ضمیر نہیں آئے گی، بلکہ جس ضمیر کا موقع ہوگا اُسی کی اضافی ضمیر لکھی جائے گی۔ جیسے وہ تو چلے گئے۔

مگر اُنکا کام مجھپر آپڑا ۔ یہان چلے گئے کے فاعل وہ ہین اور آپڑا کا فاعل اُنکا کام ہے
یا جیسے تم تو چلے گئے مگر تمھارا کام اُنھون نے مجھے سونپ دیا ۔ یہان چلے گئے کا فاعل تم ہے
اور سونپ دیا کا فاعل انھون نے ۔ اپنے کی ضمیر صرف فاعل کی نسبت مفعولی اور اضافی
حالت مین استعمال ہوتی ہے ۔

اپنا اپنی اور اپنے مضاف کے لحاظ سے حسب ترتیب واحد مذکر واحد مونث اور
جمع مذکر کے لیے آتے ہین ۔ اگر حروف ربط مین سے کوئی مضاف کے بعد آجاتا ہے تو اپنا
بدل کر اپنے ہو جاتا ہے ۔ جیسے وہ اپنے کام سے غافل ہے ۔ وہ اپنے ہوش مین نہین ۔

دراصل ایسے فقرون مین اصل ضمیرین اپنا ، اپنے ، اپنی سے بدل گئی ہین ۔ مثلاً مجھے
اپنے کامون سے فرصت نہین ۔ اصل مین تھا ۔ مجھے میرے کامون سے فرصت نہین آپ
اور اپنا دوسرے ضمائر کے ساتھ تاکید کے لیے بھی آتا ہے ۔ مثلاً حالت فاعلی مین مین آپ
گیا تھا ۔ وہ آپ آئے تھے ۔ ہم آپ آئے تھے ۔ تم آپ گئے تھے حالت اضافی مین میرا اپنا
کام تھا ۔ یہ انکا باغ ہے ۔

میرا اپنا جدا معاملہ ہے
اور کے لین دین سے کیا کام (غالب)

فارسی کا لفظ خود بھی جس کے معنی آپ یا اپنے کے ہین انھین معنون مین آتا ہے
جیسے انھون نے خود فرمایا ۔ خود بعض حالتون مین زیادہ فصیح ہے ، اور خصوصاً حالت مفعولی
مین خود استعمال کیا جاتا ہے آپ نہین آسکتا جیسے مین نے خود اُسے دیا یہان خود کا
تعلق اُسے سے ہے ۔ اگرچہ ابہام پایا جاتا ہے کہ خود کا تعلق مین نے سے بھی ہے ۔ لہذا
اسکے دفع کے لیے ایسے موقعون پر استعمال کی یہ صورت ہونی چاہیے کہ جب لفظ سے اسکا

تعلق ہوا سکے اول استعمال کیا جائے۔ مثلاً اگر یہان خود کا تعلق مین نے سے ظاہر کرنا مقصود ہو تو یون کہا جائے خود مین نے اُسے دیا۔ مگر حالت اضافی مین خود کا کہنا فصیح نہین ہے ایسے موقع پر اپنا زیادہ فصیح ہے۔

۲- ضمیر موصولہ | وہ ہے جو کسی اسم کا پتہ یا حالت بیان کرے، اور ساتھ ہی دو جملون کو ملانے کا کام دے جیسے وہ کتاب جو کل چوری ہو گئی تھی مل گئی۔ آپ کے دوست جو چیچک رو ہین مجھے ملے تھے۔ پہلے جملہ مین جو کتاب کا اور دوسرے مین جو دوست کا پتہ دیتا ہے۔ ضمیر موصولہ صرف جو ہے جس کی مختلف حالتین یہ ہین۔

	واحد	جمع
حالت فاعلی	جو (حرف نے کے ساتھ) جس نے	جو اور (نے کے ساتھ) جنھون نے
حالت مفعولی	جس کو یا جسے	جن کو یا جنھین
حالت اضافی	(مذکر) جسکا	جن کا
	(مونث) جسکی	جن کی

جن کو، جنھین، جنھون نے، جن کا۔ اگرچہ جمع ہین مگر تعظیماً واحد کے لیے بھی آتے ہین۔ جس اسم کے لیے یہ ضمیر آتی ہے اُسے مرجع کہتے ہین۔

ضمیر موصولہ ہمیشہ ایک جملہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسرا جملہ اسکے جواب مین ہوتا ہے مثلاً وہ کتاب جو کل خریدی تھی جاتی رہی۔ اسمین دو جملہ ہین ایک جو کل خریدی تھی دوسرا وہ کتاب جاتی رہی۔ اسمین جو ضمیر موصولہ ہے، کل خریدی تھی صلہ ضمیر ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو کل آئے تھے آج چلے گئے۔

جو حالت فاعلی مین واحد اور جمع دونون مین یکسان استعمال ہوتا ہے، مگر جب

فاعل کے ساتھ نے ہو تو واحد مین جو بدل کر جس ہو جاتا ہے مثلاً جس نے ایسا کیا برا کیا وہ لوگ جنھون نے قصور کیا تھا معاف کر دیے گئے۔

کبھی کبھی جو کے جواب مین فقرہ ثانی مین سو آتا ہے جو ہو سو ہو۔ جو چڑھے گا سو گریگا۔ جون بھی ہندی ضمیر موصولہ ہے تکرار دو مین سا کے ساتھ مل کر آتا ہے جیسے ان مین سے جونسا چاہوے لو۔ جمع مین جون سے اور واحد و جمع مونث مین جون سی استعمال ہوتا ہے۔ بعض اوقات صفت بھی ہوتا ہے جیسے جون سی کتاب چاہوے لو۔

کبھی کہ بطور ضمیر موصولہ کے استعمال ہوتا ہے جیسے

مین کہ آشوب جہان سے تھا ستم دیدہ بہت
امن کو سمجھا غنیمت دل غم دیدہ بہت (آزاد)

جو اور جن یہ تکرار بھی آتے ہین، جس سے اگرچہ حالت جمع ظاہر ہوتی ہے مگر اطلاق اسکا فرداً فرداً ہوتا ہے۔ مثلاً جو جو پسند ہوے لو۔ جن جن کے پاس گیا اُنھون نے یہی جواب دیا۔

ضمائر استفہامیہ

جو سوال پوچھنے کے لیے آتی ہین، دو ہین۔

کون اور کیا۔ کون اکثر جاندارون کے لیے آتا ہے، کیا اکثر بیجان کے لیے جیسے کون کہتا ہے، کیا چاہیے۔

کون کی مختلف حالتین یہ ہین۔

	واحد	جمع
حالت فاعلی۔	کون اور (نے کے ساتھ) کس نے	کون (نے کے ساتھ) کنھون نے

حالت مفعولی	کسے یا کس کو	کن کو یا کنھیں
حالت اضافی	کس کا	کن کا

جیسے کون کہتا ہے، کس نے کہا، کس کے پاس ہے، کس کو دیا؟

کبھی صفت کا کام بھی دیتی ہے، جیسے کس اُستاد سے پڑھتے ہو؟

کن اب صورت فاعلی میں کبھی ضمیر کے بجائے نہیں آتا ہے بلکہ اسم کے ساتھ آتا ہے جیسے کن لوگوں نے کہا؟

کس کس، کن کن اور کیا کیا بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے کس کس کو روؤں، کن کن سے کہوں، کیا کیا کروں؟

کون کون بھی بولتے ہیں۔ جیسے وہاں کون کون تھے؟

ان فقروں میں فعل کئی اشخاص یا اشیا پر فرداً فرداً واقع ہوتا ہے اور جمع کا ہونا بتاتا ہے۔

کون سا (کون سی، کون سے) بھی بجائے ضمیر مستعمل ہے۔ کون اور کون سا میں فرق اتنا ہے کہ کون سا میں ذرا خصوصیت پائی جاتی ہے، اور یہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جبکہ کئی چیزوں میں سے کسی ایک کا انتخاب مقصود ہو۔ شلاً انہیں سے کون سی چاہیے؟ یہاں کون نہیں کہیں گے کون اشخاص اور اشیا دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، کون سا بطور صفت بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کون سے آدمی نے کہا؟ کون آدمی ہے، اور کون سا آدمی ہے؟ یہاں دونوں بطور صفت مستعمل ہوئے ہیں مگر کون سا میں وہی خصوصیت پائی جاتی ہے۔

کون سا کبھی بطور صفت اور کبھی بطور متعلق صفت استعمال ہوتا ہے جیسے

اس میں آپ کا کون سا خرچ ہوگا۔ وہ کون سا بڑا عالم ہے؟ یہاں متعلق صفت ہے۔
اسی طرح میرا ایسا کون سا کام ہے جو وہاں جاؤں (صفت)

میکدہ کون سا ہے دور ایسا　　　　مجھ میں ہمت ہی لے خضر کچھ ہے (سالک)

یہاں متعلق صفت ہے۔ پھر تم کون سے مرض کی دوا ہو؟ یہاں صفت ہے۔

گرگھا تم گلے سے مل جاؤ　　　　مل گیا نہ ہر کون سا اس میں (داغ)

کا ہے (کو)، بھی کیا کی ایک صورت ہے جس کے معنے کیوں اور کس لیے کے ہیں
اور عموماً متعلق فعل واقع ہوتا ہے۔

ضمیر اشارہ جو بطور اشارہ کے استعمال ہوتی ہے۔ وہ بعید کے لیے اور یہ قریب کے لیے
ضمائر اشارہ اور ضمائر غائب شخصی ایک ہی ہیں۔ لیکن جب بطور اشارہ استعمال ہوتی ہیں تو
انھیں ضمائر اشارہ کہتے ہیں۔ جیسے وہ لوگے یا یہ حروف ربط کے آنے سے وہ
اُس سے اور یہ اِس سے بدل جاتا ہے، اور جمع میں اُن اور اِن ہو جاتا ہے۔

دین اور فقر تھے کبھی کچھ چیز　　　　اب دھرا کیا ہے اُسمیں اور اِسمیں

ضمائر تنکیر وہ ہیں جو غیر معین اشخاص یا اشیاء کے لیے آئیں

ضمائر تنکیر دو ہیں۔ کوئی اور کچھ

کوئی اشخاص کے لیے اور کچھ اشیاء کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کوئی ہے؟
کوئی نہیں بولتا۔ کچھ ہے یا نہیں؟ کچھ تو کہو۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے؟
حروف ربط کے آنے سے کوئی کی صورت کسی ہو جاتی ہے جیسے کسی کے پاس
نہیں۔ کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔

کبھی ضمائر موصولہ سے مل کر مرکب بھی آتی ہیں۔ جیسے جس کسی سے کہتا ہوں وہ

اُلٹا مجھی کو نادم کرتا ہے۔جو کچھ کہو بجا ہے۔

جب یہ ضمائر تکرار کے ساتھ کوئی کوئی اور کچھ کچھ استعمال ہوتی ہین تو اہین خاص زور پایا جاتا ہے مگر معنے قلت کے آتے ہین جیسے اب بھی کوئی کوئی نظر پڑ جاتا ہے۔ اگرچہ نایاب ہے مگر کسی کسی کے پاس اب بھی مل جاتی ہے ابھی کچھ کچھ درد باقی ہے۔ نفی کے ساتھ بھی یہ تکرار آتا ہے۔جیسے ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا۔کوئی نہ کوئی مل ہی رہے گا۔

عربی کے الفاظ بعض اور بعضے بھی ضمیر تنکیر کا کام دیتے ہین۔بعض کا یہ خیال ہے بعض یہ کہتے ہین۔بعض تکرار کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے بعض بعض ایسے بھی ہین اسیطرح فلان کل اور چند بھی بطور ضمیر تنکیری کے استعمال ہوتے ہین۔

ضمائر تنکیری دوسرے ضمائر کے ساتھ مل کر مرکب بھی آتی ہین جیسے جو کوئی،جس کسی،کوئی اور، ہر کوئی، جو کچھ، اور کچھ، سب کچھ۔

صفات ضمیری یہ وہ صفات ہین جنہین کم و بیش ضمیر کی خاصیت بھی پائی جاتی ہے۔ یہ الفاظ جو اس صفت مین داخل ہین یا تو صفات ہوتے ہین یا ضمیر۔اسم کے ساتھ آنے سے صفات ہو جاتے ہین اور بغیر اسم کے ضمیر۔

ان مین سے ایک تو وہ ہین جو ضمیری مادون کے آگے ما، تنا اور سا بڑھا کر بنائے گئے ہین۔اور باقی دوسرے الفاظ ہین ضمیری مادے ہندی مین پانچ ہین (۱) یا या اور ای ये (۲) وا वा اور او वो (۳) جا जा اور جی जी کم (۴) سا सा اور نی नी کم (۵) کا का اور کی की۔

ان صفات کی دو قسمین ہین ایک صفات ذاتی دوسرے صفات مقداری۔

صفات مقداری	صفات ذاتی
اتنا (اِتّا)	ایسا
اُتنا (اُتّا)	ویسا
جتنا (جتّا)	جیسا
کتنا (کتّا)	کیسا

انکے علاوہ دوسرے الفاظ یہ ہین

ایک، دوسرا، دونون، اور، بہت، بعض، بعضے، غیر، سب، ہر، فلان (فلانا) کئی، کے، چند، کل۔

ایک در اصل صفت عددی ہے۔ جب ضمیر ہوتا ہے تو اسکے جواب مین دوسرا آتا ہے۔ جیسے ایک یہ کہتا ہے دوسرا یہ کہتا ہے۔ کبھی جواب مین دوسرے کے بجاے ایک ہی استعمال ہوتا ہے جیسے ایک آتا ہے ایک جاتا ہے کبھی ایک اور دوسرا مل کر آتے ہین اور تعلق باہمی ظاہر کرتے ہین جیسے ایک دوسرے سے محبت کرو۔

ہر کبھی اکیلا اور بطور اسم کے استعمال نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ ایک یا کوئی کے ساتھ مل کر آتا ہے۔ جیسے ہر ایک، ہر کوئی۔

اور۔ جیسے مجھے اور دو۔ بطور صفت جیسے یہ اور بات ہے۔

بہت کی ایک اور صورت بہیترا ہے، جس سے کثرت ظاہر ہوتی ہے اور اکثر تمیز فعل واقع ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ بہت سا بھی مستعمل ہے۔

کئی اور کے ضمیر اور صفت دونون طرح مستعمل ہین۔ کئی کے ساتھ ایک بھی مل کر آتا ہے جیسے کئی ایک اور اسی طرح کتنے ایک بھی مستعمل ہے۔ کے چاہئین؟

(ضمیر) کے آدمی ہیں؟ (صفت)

ضمائر کے ماخذ اردو کی تمام ضمیریں ہندی ہیں جو سنسکرت اور پراکرت سے ماخوذ ہیں۔ اُنکی اصل کا پتہ لگانا دلچسپی سے خالی نہوگا لہذا مختصر طور پر بیان بحث کی جاتی ہے۔

مَیں۔ سنسکرت میں ضمیر واحد متکلم میا پراکرت مے سے ہے اُردو افعال متعدی میں جو مَیں کے ساتھ نے استعمال ہوتا ہے وہ زائد ہے، کیونکہ مَیں میں جو ن ہے وہ درحقیقت نے کا ہے۔ مرورِ زمانہ کی وجہ سے یہ بات فراموش ہوگئی اور ڈبل نے کا استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ مارواڑی، قدیم بیسواڑی اور دیگر پرانی ہندی اور دکنی میں میں بغیر نے کے استعمال ہوتا ہے، اور پنجابی میں بھی یہی ہے، مرہٹی میں می آتا ہے۔ تُو سنسکرت کے واحد صورت فاعلی توم سے ہے۔ ہندی کی بعض زبانوں (مثلاً مارواڑی اور قدیم بسواڑی) نیز پرانی اُردو میں تون اور تَیں استعمال ہوتا ہے۔

مجھ اور تجھ پراکرت کی اضافی حالت مجّھا اور تُجّھا سے پیدا ہوے ہیں جو بجاے مہہ اور توہ کے ہیں۔ مہا اور توہا عوام کی پراکرت میں استعمال ہوتا تھا۔ پراکرت صورت مجّھا اور تجّھا کے آگے ہی کے اضافہ کرنے سے مجھاہی تجھاہی ہوا اور اس سے مجھے تجھے بنے۔ میرا تیرا اس طرح بنے کہ قدیم اضافی صورت مہا کے آگے کیرا کیرو بجاے کیراکو (سنسکرت کرتا) بڑھا دیا گیا بعض مذہبی قواعد نویسوں نے عوام کی پراکرت کی صورت اضافی مہاکیرو بتائی ہے جس سے میرا بنا ہے۔ چنانچہ مارواڑی اور بسواڑی میں مہانزو مہانلو مستعمل ہے۔ پراکرت کا کاف اڑ گیا ہے

اس کے بعد میرو یا میرا اور تیرا بن گیا

ہم پراکرت کی جمع متکلم صورت فاعلی مہے سے بنا ہے یہ صورت مارواڑی زبان مین ابتک قائم ہے۔ بنگالی آمی گجراتی امے مرہٹی امہی۔ ہندی مین آخر کی ہ شروع مین جالگی ہے اور ہم ہو گیا مفعولی صورت ہمین بھی اسی سے بنی ہے۔ کیونکہ اسکی پراکرت صورت امہائین ہے اور اسی طرح تمھین تمھائین سے بن گیا۔ ہمارا تمھارا کی اصل یہ ہے کہ امہا اور تمھا کے آگے پراکرت علامت کرا کاہ بڑھا دیگئی ہے اس سے امھا کراکو اور تمھا کراکو بنا۔ اس سے برج کا ہمارو اور تمھارو ہوا اور اس سے ہندی ہمارا تمھارا۔

ضمائر اشارۂ قریب یہ سنسکرت کے لفظ اشہ سے نکلا ہے ہندی کی مختلف شاخون مین یہ لفظ ذرا ذرا سے فرق سے موجود ہے۔ مثلاً یاہ، یہ، یہو، آہ، ایہ، ہے۔ لیکن یہ سب صورتین اشہ سے نکلی ہین اور ان سب مین ہ موجود ہے۔ لیکن ایک دوسری صورت یو اور یا ہے جو پورب مین مستعمل ہے۔ یہ غالباً پراکرت اماہ یا امو سے نکلی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جس طرح اشارۂ قریب کی صورتین اشہ اور اماہ سے نکلی ہین اسی طرح اشارہ بعید وہ اُشہ اور اُماہ سے نکلا ہو گا۔

جو، سو اور کون سنسکرت کے ضمائر یاہ، ساہ اور کاہ سے نکلے ہین کون کی اصل یہ معلوم ہوتی ہے کہ استفہامیہ کو کے آگے اونا (سنسکرت پونا) بڑھایا گیا ہے اس سے کواونا پھر کوان اور کون بنا۔ اسی طرح جون پر قیاس کر لینا چاہیے۔

سنسکرت کی واحد اضافی حالت لیسیاھی پراکرت جسّا یا جسیا ہوئی آخری حرف علت گر گیا اور جس کی صورت قائم ہو گئی۔

سنسکرت کا کوپی پراکرت میں کوبی ہوا اور اسی سے ہندی کوئی نکلا۔ کا یا کی تمام ضمائر تنکیر اور ضمائر استفہامیہ کا اصل مادہ ہے۔ اسی سے کسی بنا ہے۔ سنسکرت میں اضافی حالت کسیا پی تھی اس سے کسی بنا۔

کیا کہاں سے نکلا ہے پراکرت میں علامت کا اضافہ کی گئی تو اسکی صورت کا ھیکا ہوئی۔ کا گر گیا۔

سنسکرت کے کنچت سے کچھک اور اس سے کچھ بنا۔

آپ (یعنی خود) کی اصل سنسکرت کا لفظ آتمن ہے

آپنے اور اپنا پراکرت کی صورت آتمنکا سے ماخوذ ہے

آپس کی نسبت یہ خیال ہے کہ وہ پراکرت کی صورت اضافی آپسا سے بنا ہے۔

آپ (تعظیمی) بھی آتمن سے ماخوذ ہے جو بعض ہندی بولیوں میں آپن اور آپو ہوا اور وہاں سے آپ بنا۔

۴۔ فعل

فعل وہ ہے کہ جس سے کسی شے کا ہونا یا کرنا ظاہر ہوتا ہے جیسے تماشا شروع ہوا، اس نے خط لکھا، ریل چلی۔

فعل کی بلحاظ معنوں کے تین قسمیں ہیں۔

۱ - لازم

۲ - متعدی

۳ - ناقص

۴ - معدولہ

فعل لازم وہ ہے جس مین کسی کام کا کرنا پایا جائے، مگر اُسکا اثر صرف کام کرنیوالے یعنی فاعل تک رہے اور بس۔ جیسے احمد آیا۔ پپیہا بولا۔

فعل متعدی وہ ہے جس کا اثر فاعل سے گذر کر مفعول تک پہنچے (مفعول یعنے جس پر فعل واقع ہو) جیسے احمد نے خط لکھا۔ یہان لکھا فعل ہے، احمد اُسکا فاعل اور خط (جس پر لکھنے کا فعل واقع ہوا ہے) مفعول ہے۔

فعل ناقص وہ ہے جو کسی پر اثر نہ ڈالے بلکہ کسی اثر کو ثابت کرے جیسے احمد بیمار ہے۔ اس جملے مین نہ کوئی فاعل ہے اور نہ مفعول کیونکہ نہ تو کوئی کام کرنے والا ہے اور نہ کسی پر کام واقع ہوتا ہے، بلکہ فعل (ہے) بیماری کے اثر کو احمد پر ثابت کرتا ہے۔ لہذا اس جملے مین احمد اسم ہے اور بیمار اُسکی خبر ہے۔ افعال ناقص اکثر یہ آتے ہین۔ ہونا، بننا، نکلنا، رہنا، پڑنا، لگنا، نظر آنا، دکھائی دینا انمین ہونا تو ہمیشہ فعل ناقص کے طور پر استعمال ہوتا ہے، لیکن باقی افعال کبھی لازم ہوتے ہین اور کبھی ناقص، مگر نظر آنا اور دکھائی دینا ہمیشہ ناقص ہوتے ہین۔ علاوہ انکے ہوجانا، بن جانا، معلوم ہونا بھی افعال ناقص کا کام دیتے ہین جیسے وہ مکار معلوم ہوتا ہے، وہ پاگل ہوگیا۔

مثالین

وہ چالاک ہے، احمد بےخبر تھا (ہونا فعل ناقص)

وہ جاہل ہی رہا (ناقص) وہ شہر مین رہتا ہے (لازم)

وہ بڑا بیوقوف نکلا	(ناقص)	وہ دروازے سے نکلا	(لازم)
وہ امیر بن گیا	″	مکان بن گیا	″
وہ بیمار نظر آتا ہے	″		
وہ ہوشیار دکھائی دیتا ہے	″		
وہ بھلا لگتا ہے	″	مجھے پتھر لگا	″
وہ بیمار پڑا	″	مین وہان پڑا رہا	″

فعل معدولہ نہ تو لازم ہے اور نہ متعدی وہ صرف ہونا ظاہر کرتا ہے نہ کہ کرنا، اور اُس کا میلان مجہول کی طرف ہوتا ہے۔ فعل کی یہ سب سے سادہ اور ابتدائی قسم ہے جیسے پٹنا، کُھلنا، بجنا، بکنا، گھٹنا، کٹنا، وغیرہ وغیرہ افعال معدولہ ہین۔ مثلاً دروازہ کُھلا، مال بکا، احمد پٹا۔ اسمین کسی قدر مجہول کی شان پائی جاتی ہے جسکا ذکر آگے آئے گا۔ یہ افعال درحقیقت نہ تو متعدی ہین اور نہ لازم کیونکہ فاعل کا فعل ثابت نہین۔ اُردو قواعد نویسون نے فعل کی اس قسم کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے، حالانکہ اردو مین کثرت سے اس قسم کے افعال پائے جاتے ہین

لوازم فعل

۱۔ طور

۲۔ صورت

۳۔ زمانہ

۱۔ طور

طورِ فعل وہ حالت ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کام خود فاعل سے صادر ہوا یا کام کا اثر کسی پر واقع ہوا۔

جب فاعل کے کام کا اثر کسی دوسری شے یا شخص پر واقع ہو تو اُسے طورِ معروف کہتے ہیں، جیسے احمد نے نوکر کو مارا۔ یہاں فاعل کے کام کا اثر نوکر پر واقع ہوتا ہے، مگر جب صرف وہ شے یا شخص معلوم ہو جس پر اثر واقع ہوا ہے اور فاعل معلوم نہ ہو تو اُسے طورِ مجہول کہتے ہیں جیسے اُسے خط سُنایا گیا۔ یہاں سُنانے کا فعل (کام) اُس پر واقع ہوا، چونکہ فاعل نامعلوم ہوتا ہے اس لیے اُسے مجہول کہتے ہیں۔ مجہول کے معنے نامعلوم کے ہیں۔ فعل مجہول کا مفعول قائم مقام فاعل کہلاتا ہے۔ وہ شہر سے نکلوا دیا گیا، اُسے سمجھا دیا گیا۔ یہاں وہ اور اُسے مفعول قائم مقام فاعل ہیں۔

۲۔ صورت

ہر فعل کی کوئی نہ کوئی صورت ہوتی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فعل (کام) کس ڈھنگ سے ہوا۔

فعل کی پانچ صورتیں ہیں۔

۱۔ خبریہ

۲۔ شرطیہ

۳۔ احتمالی

۴۔ امریہ

۵۔ مصدریہ

۱۔ صورت خبریہ وہ ہے جو کسی فعل کے وقوع کی خبر دے یا کسی امر کے متعلق استفسار کرے جیسے حامد گر پڑا۔ آپ پانی پئین گے ؟

۲۔ شرطیہ صورت فعل کی وہ ہے جس مین شرط یا تمنا پائی جائے، خواہ حرف شرط ہو یا نہو، جیسے اگر شام کو آپ آجائین تو مین بھی آپ کے ہمراہ چلون۔ وہ آتے تو مین بھی چلتا۔ اسمین بعض اوقات توقع اور خواہش کا بھی اظہار ہوتا ہے جیسے وہ آتا تو خوب ہوتا، یہ مکان مجھے مل جاتا تو اچھا ہوتا۔

۳۔ صورت احتمالی جس مین احتمال یا شک پایا جائے جیسے اسی نے لکھا ہوگا۔ ممکن ہے کہ وہ نہ گیا ہو۔ شاید وہ آجائے۔

۴۔ صورت امریہ جس مین حکم یا التجا پائی جائے جیسے پانی لاؤ۔ تشریف لائیے

۵۔ صورت مصدریہ جس مین کام کا ہونا بلا تعین وقت کے ہو اس کے آخر مین ہمیشہ نا ہوتا ہے جیسے ہونا۔ کرنا۔ کھانا۔

مصدر کی آخری علامت نا گرا دینے سے اصل مادۂ فعل باقی رہ جاتا ہے اسی سے مختلف افعال بنتے ہین مثلاً ہو۔ کر۔ کھا وغیرہ

۳۔ زمانہ

فعل کے لیے زمانے کا ہونا ضرور ہے۔ زمانے تین ہین۔ گزشتہ، جسے ماضی کہتے ہین۔ موجودہ، جسے حال کہتے ہین۔ اور آیندہ جس کا نام مستقبل ہے ہر فعل یا کام کا تعلق بہ لحاظ زمانے کے ان تینون مین سے کسی کے ساتھ ضرور ہوگا۔ مادہ۔ مصدر کی علامت نا گرا دینے سے فعل کا مادہ رہجاتا ہے، اور اسی سے

تمام باقاعدہ افعال بنتے ہین۔ مثلاً ملنا کا مادہ مِل ہے، اور چلنا کا چل۔ ہندی فعل کا مادہ صورت مین امر مخاطب کے مشابہ ہوتا ہے۔

حالیہ ناتمام و تمام۔ فعل کے مادے سے حالیہ ناتمام و تمام بنتے ہین۔

۱۔ حالیہ ناتمام۔ مادے کے آخر مین تا بڑھانے سے بنا ہے۔

۲۔ حالیہ تمام۔ مادے کے آخر مین آ بڑھانے سے بنتا ہے۔

ذیل کی مثالون سے پوری کیفیت معلوم ہوگی۔

مصدر	مادہ	حالیہ ناتمام	حالیہ تمام
ٹلنا	ٹل	ٹلتا	ٹلا
ڈرنا	ڈر	ڈرتا	ڈرا
گھُلنا	گھُل	گھلتا	گھُلا

لیکن جہان مادے کے آخر مین آ، ای، اُو ہوگا، وہان یا بڑھانا پڑے گا۔ جیسے کھا سے کھایا، پی سے پیا، کھو سے کھویا۔

یہ بھی خیال رہے کہ جب آخر مین ی معروف ہے، تو حالیہ تمام کے اول اُس کی صورت حرف زیر کی رہ جاتی ہے، جیسے پی سے پیا

مونث اور جمع کی صورت مین تبدیلی عام قاعدے کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسے

	مذکر واحد	مذکر جمع	مونث واحد	مونث جمع
لاتا ہے	لاتا	لاتے	لاتی	لاتین
"	لایا	لائے	لائی	لائین

سہ حرفی مادون مین دوسرے حرف کی حرکت ساکن ہوجاتی ہے۔ جیسے نکل سے

نکلا، پھسل سے پھسلا وغیرہ

البتہ چھ مفصلۂ ذیل مصادر میں حالیہ خلاف مادۂ افعال آتا ہے۔

ہونا، مرنا، کرنا، دینا، لینا، جانا،

تیسری صورت حالیہ معطوفہ کی ہے جو مادّے کے آخر کے یا کر لگانے سے بنتا ہے۔ جیسے کھا کر، جا کر، مل کے، سن کے۔

جب حالیہ کے ساتھ ہوا آتا ہے تو مفعول کے معنے دیتا ہے۔ جیسے کھویا ہوا، روتا ہوا وغیرہ

اب بلحاظ زمانہ افعال کی مختلف اقسام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ماضی

افعال ماضی کے اقسام یہ ہیں۔ ماضی مطلق، ناتمام، تمام، شرطیہ (تمنائی)، احتمالی۔

ماضی مطلق وہ ہے جس سے محض ایک فعل کے گزشتہ زمانے میں واقع ہونے کی خبر ملے اور بس۔ جیسے احمد گیا، موہن بھاگا۔

ماضی مطلق اس طرح بنتی ہے کہ مادۂ فعل کے آخر ا بڑھا دیا جاتا ہے جیسے بھاگ سے بھاگا۔ لیکن اگر مادۂ فعل کے آخر میں الف یا واؤ ہو تو بجائے ا کے یا بڑھا دیتے ہیں مثلاً رو سے رویا، کھانے سے کھایا۔ ہوا مستثنیٰ ہے۔ لے اور دے کا زیر مجہول لیا اور دیا میں معروف ہو جاتا ہے۔

جا سے گیا، کر سے کیا اور مر سے موا، بے قاعدہ ہیں۔ لیکن موا اب نہیں بولتے اسکے بجائے مرا آتا ہے موا صرف صفت کے لیے استعمال ہوتا ہے

ادھ موا، موئی مٹی۔

ماضی ناتمام یہ ظاہر کرتی ہے کہ گزشتہ زمانے مین کام جاری تھا جیسے وہ کھا رہا تھا، یا کھاتا تھا۔ آخری حالت سے عادت ظاہر ہوتی ہے، جس کے ظاہر کرنے کی دو اور صورتین بھی ہین جیسے کھایا کرتا تھا، کھاتا رہتا تھا۔ اسکے علاوہ ماضی ناتمام ایک اور طرح بھی ظاہر کی جاتی ہے مثلاً کہتا رہا، کھاتا رہا، تکتا رہا۔ اکثر یہ صورت فعل کے متواتر جاری رہنے کو ظاہر کرتی ہے یا کسی ایسی حالت کو بتاتی ہے جبکہ دو کام برابر ہو رہے ہون مثلاً مین ہر چند منع کرتا تھا مگر وہ بکتا رہا، بارش ہوتی رہی اور وہ نہاتا رہا۔ سوا اِن صورتون کے ماضی ناتمام کے ظاہر کرنے کی ایک اور صورت بھی ہے۔ جیسے پکارا کیا، بکا کیا، سُنا کیا، معناً اس کی حالت بھی گزشتہ صورت کی سی ہے۔

بعض اوقات آخری علامت حذف بھی ہو جاتی ہے جیسے اسمین لڑائی کی کیا بات تھی، وہ اپنا کام کرتا تم اپنا کام کرتے (یعنی کرتے رہتے)۔ میری عادت تھی کہ پہلے کھانا کھاتا پھر پڑھنے جاتا (یعنے کھاتا تھا اور جاتا تھا)، جب کبھی وہ آتے ہزارون باتین سناجاتے (آتے تھے اور سُنا جاتے تھے)۔

ماضی تمام جس سے فعل کا زمانۂ گزشتہ مین ختم ہو جانا پایا جاتا ہے حالیہ تمام کے بعد تھا بڑھانے سے بنتی ہے۔ جیسے مین دلی گیا تھا۔ اسکی دوسری صورت چکا تھا بڑھانے سے بھی پیدا ہوتی ہے اسمین زیادہ زور ہوتا ہے اور اکثر اُس وقت استعمال ہوتی ہے جبکہ اس سے پیشتر ایک اور کام ہو چکا ہو جیسے وہ میرے پاس آنے سے پہلے نکل چکا تھا؛ مین جا کر کیا کرتا، اسکا کام پہلے ہی ہو چکا تھا۔

ماضی احتمالی (یا شکیہ) جس مین احتمال یا شک پایا جائے۔

حالیہ تمام کے بعد ہوگا بڑہانے سے نبتی ہے جیسے آیا ہوگا، لایا ہوگا۔ کبھی گا حذف ہوجاتا ہے جیسے وہ آیا ہو اور تم نہ ملے ہو۔

پہلی صورت مین احتمال قوی ہوتا ہے اور دوسری صورت مین ضعیف جیسے وہ ضرور آیا ہوگا۔ ممکن ہے وہ آیا ہو۔

ماضی شرطیہ (یا تمنائی) جس مین شرط یا تمنا پائی جائے۔

مادۂ فعل کے بعد تا بڑہانے سے نبتی ہے جیسے آتا جاتا، کرتا۔ بعض اوقات ماضی شرطیہ سے بھی احتمال کے معنی پیدا ہوتے ہین جیسے کیا آپ سمجھتے ہین کہ وہ بن بلائے آجاتا۔ میرا خیال ہے کہ وہ آجاتا۔

کبھی یہ زمانۂ گزشتہ مین محض وقوع فعل کو ظاہر کرتی ہے جیسے تمھین کیا وہ اپنا کام کرتا یا نہ کرتا۔ اول مین تمھارے پاس آتا پھر وہان جاتا یہ کیونکر ممکن تھا۔

فعل حال

فعل حال سے زمانۂ موجودہ کا اظہا ہوتا ہے۔

اسکی چھ قسمین ہین۔

۱۔ سب سے اول وہ سادہ اور قدیم حال مطلق ہے جسکی صورت سے ابتک اسکی اصل ظاہر ہے، مگر موجودہ حالت مین وہ صاف صاف زمانۂ حال کو ظاہر نہین کرتا بلکہ زمانہ حال کے ساتھ اسمین کئی قسم کے معانی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ اردو قواعد نویسون نے مضارع کے نام سے اُسے ایک الگ فعل قرار دیا ہے اور ماضی حال اور مستقبل تینون زمانون سے باہر کر دیا ہے حالانکہ ہر فعل کے لیے ضرور ہے کہ وہ ان تینون مین سے

کسی ایک زمانے کے اندر ہو۔ بعض انگریز قواعد نویسوں نے اسے مستقبل کے تحت میں لکھا ہے لیکن یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ درحقیقت یہ حال ہے اور اب بھی اس میں حال کے معنی پائے جاتے ہیں اور اس لیے میں اسے حال ہی کے تحت میں رکھنا پسند کرتا ہوں اگرچہ نام اسکا مضارع ہی مناسب ہوگا۔

مادۂ فعل کے آخر یائے مجہول بڑھانے سے مضارع بنتا ہے جیسے کھا سے کھائے لا سے لائے۔ جمع میں کھائیں مخاطب میں لاؤ اور لائیں متکلم میں لاؤں اور لائیں۔

سنسکرت میں چلت تھا، پراکرت میں چلد ہوا اس سے چلی اور چلی سے چلے بنا جو مضارع کی موجودہ صورت ہے۔ یہی قدیم حال مطلق تھا اور اس سے چلے ہے ہوا جو کچھ عرصہ پہلے حال مطلق تھا اور اب بھی کہیں کہیں بول چال میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی سے موجودہ حال مطلق چلتا ہے بنا ہے یعنی اسکے تغیرات کی صورت یہ ہوئی۔ جاوے، جاوے ہے، جاوے ہے، جاوت ہے، اور جات ہے، اور جاتا ہے۔ جاتا ہے موجودہ فصیح حال مطلق ہے۔ باقی صورتیں مختلف حصص ملک میں مستعمل ہیں مگر فصیح نہیں سمجھی جاتیں مگر موجودہ حال مطلق انھیں سے تراش تراشا کر بن گیا ہے۔ زبان میں افعال اور دیگر اجزائے کلام کے متعلق اول اول تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن مرور زمانے کے بعد بعض صورتیں باقی رہ جاتی ہیں اور وہ خاص خاص حالتوں میں استعمال ہونے لگتی ہیں۔ اصل ماہیت پر غور نہ کرنے سے دھوکا ہو جاتا ہے۔

حال شرطیہ عموماً مضارع سے ظاہر کیا جاتا ہے جیسے وہ قبول کرلے تو زہے عزت۔ مینہ برسے تو کھیت پنپے۔ بعض حالتوں میں شرط دو طرح سے ظاہر ہو سکتی ہے، ایک حال مطلق سے۔ دوسرے مضارع سے جیسے

۱- مینھ برستا ہے تو کھیت پنپتا ہے

۲- مینھ برسے تو کھیت پنپے

درحقیقت پہلی صورت ایک واقعہ ہے جو شرطیہ صورت مین ظاہر کیا گیا ہے دوسری صورت اصلی شرطیہ حالت ہے جس مین امید اور توقع یا تمنا پائی جاتی ہے۔

مضارع کبھی حیرت و استعجاب اور افسوس کے اظہار کے لیے بھی آتا ہے جیسے

وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

افسوس وہ اتنی دور آئے اور بے مراد چلا جائے۔ یون پھرین اہل کمال آشفتہ حال افسوس ہے

بعض اوقات اجازت اور طلب مشورۃ کے لیے بھی آتا ہے جیسے اجازت ہو تو اندر آؤن آپ فرمائین تو وہ جائے۔

بعض اوقات انسان اپنے دل مین مشورہ کرتا ہے اور متکلم کا صیغہ استعمال کرتا ہے جیسے کیا کرون کیا نہ کرون، کیا کیجیے کچھ بن نہین پڑتی۔

۲- امر- یہ دوسری سادہ صورت حال کی ہے۔ امر کے معنی حکم کے ہین یہ عموماً حکم اور التجا کے لیے آتا ہے جیسے جاؤ، چلو، دور ہو تشریف رکھیے۔ اسکا فاعل اکثر محذوف ہوتا ہے اس لیے کہ مخاطب سامنے موجود ہے۔ علامت مصدر گرا دینے کے بعد باقی امر رہ جاتا ہے جیسے کھانے سے کھا، آنے سے آ۔ لیکن بنظر ادب و اخلاق واحد کے لیے جمع بولتے ہین جیسے دوسرے افعال مین بھی ہوتا ہے۔ جمع مخاطب امر مین واحد کے بعد واو یا تی بڑھا دیتے ہین۔ کرو، بیٹھو، بیٹھیے۔ واحد سوائے بے تکلفی، بچون یا نوکرون کو خطاب کرنے یا نظم یا خدا کو خطاب کرنے کے دوسرے مواقع پر استعمال نہین ہوتا۔

امر تین معنوں میں آتا ہے

۱ - حکم جیسے فوراً جاؤ

۲ - التجا یا تمنا " براہ کرم تشریف رکھیے -

۳ - دعا " بڑی عمر ہو، جیتے رہو -

علاوہ مخاطب کے غائب کو بھی حکم دیا جاتا ہے، یہ صورت مضارع غائب اور امر غائب کی یکسان ہوتی ہے جیسے اُسے کہو کہ وہان جائے یا بلا واسطہ جیسے بہتر ہے کہ وہ ایسا کرے، مناسب ہے کہ اس وقت چلا جائے - متکلم کا صیغہ امر مین بہت کم استعمال ہوتا ہے، کیونکہ کوئی شخص نہ اپنے کو حکم دے سکتا ہے نہ اپنے سے التجا کرتا ہے - لیکن خاص خاص حالتون مین مثلاً جب آپس مین یا اپنے آپ سے کچھ کہین یا مشورہ کرین تو البتہ آتا ہے جیسے مجھے چاہیے کہ مین آج چلا جاؤن، چاہیے کہ ہم ایسا کرین، مین وہان جاؤن یا نہ جاؤن، کرون یا نہ کرون - لیکن درحقیقت یہ امر نہین مضارع ہے -

بعض اوقات مصدر بھی امر کا کام دیتا ہے - اس سے مزید تاکید مقصود ہوتی ہے جیسے جلدی آنا کہین رستے مین نہ رہ جانا - زیادہ تعظیم کے لیے امر غائب جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہین جیسے آپ تشریف رکھین، آپ وہان نہ جائین - کبھی اور زیادہ تعظیم کے لیے امر کے بعد ی اور ہمزہ بڑھا دیتے ہین جیسے آئیے، کھائیے وغیرہ - جس سادہ امر کے آخر مین ی ہوتی ہے تو وہان امر تعظیمی کے لیے قبل ی اور ہمزہ کے ج بڑھا دیتے ہین کیونکہ دو یا اور ہمزہ ایک جگہ جمع نہین ہو سکتے اس لیے کہ تلفظ مین بہت دقّت واقع ہوتی ہے مثلاً کیجیے، لیجیے، دیجیے، پیجیے چونکہ یا اور جا کا اکثر بدل ہوتا ہے اسلیے سہولت کے خیال سے ج کا استعمال ہوا ہے - اس صورت مین امر کے آخر کی

یاے مجہول بھی معروف ہو جاتی ہے جیسے دینا اور لینا کی سے دیجیئے اور لیجیئے مین۔ کیجیے کرسے نہین بنایا گیا بلکہ کیا سے لیا گیا ہے، یہ صورت جمع مخاطب مین دعا کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً خدا تم کو زندہ رکھیو۔ مشرکون پر لعنت ہو جیو۔ امر کی یہ تعظیمی علامت سے درصل پراکرت کی علامت اِجّا یا اِجا سے ماخوذ ہے پراکرت مین یہ علامت مادہ اور حال وامر و مستقبل کی آخری حروف کے ساتھ اضافہ کیجاتی تھی۔ پراکرت مین یہ سنسکرت سے آئی ہے جہان التماس و التجا کے لیے استعمال کی جاتی ہے، لیجیئے دیجیئے وغیرہ مین یہ پھر عود کر آئی ہے۔

کبھی اس صورت تعظیمی کے آخر مین مزید تعظیم کے لیے گا بھی بڑھا دیتے ہین جیسے آئیے گا، فرمائیے گا، کیجیئے گا۔ (یہ درحقیقت مستقبل کی صورت ہے)

کبھی امر مخاطب جمع کی علامت آخر و کے پہلے ایک ی بڑھا دیتے ہین۔ جیسے رہو سے رہیو، بچو سے بچیو۔ یہ صورت ضمائر تو اور تم کے ساتھ استعمال ہوتی ہے، آپ کے ساتھ نہین آتی۔ عموماً یہ دعا کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔ خدا تم کو زندہ وسلامت رکھیو، صد وبست سال کی عمر ہو جیو، مشرکون پر لعنت ہو جیو (دیجیو، دیجیو، کیجیو کی وہی صورت ہے جو لیجیئے دیجیئے۔ کیجیئے کی ہے)

کبھی لیجئے اور دیجئے (بغیر ہمزہ) بھی مخاطب کے لیے استعمال ہوتے ہین جیسے

آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجے
جاتا ہو تو اُسکا غم نہ کیجے

مگر بعض اوقات لیجیے بجاے لین (جمع غائب) کے استعمال ہوتا ہے جیسے جو کام ہو نہ سکے اس کا نام کیون لیجے۔

مرا سلام وہ لیتا نہین مگر سمجھا
کہ یہ غریب ہے اسکا سلام کیون لیجیے

لیکن ایسے موقع پر اسے مضارع سمجھنا زیادہ مناسب ہوگا۔

امر مین بعض اوقات حکم کا آیندہ تک قائم رہنا پایا جاتا ہے۔ مثلاً خدا کا حکم ہے کہ چوری نہ کرو۔ قتل نہ کرو وغیرہ۔

بعض اوقات کام کا جاری رہنا پایا جاتا ہے۔ جسے امر دوامی کہتے ہین جیسے جیتا رہ، کرتا رہ، جلتا رہ۔ یہ ہمیشہ امر مطلق کے بعد تا رہ بڑہانے سے بنتا ہے۔

بعض اوقات حکم مین تشدد اور سختی ظاہر کرنے کے لیے مصدر کے بعد ہوگا بڑہا دیتے ہین جیسے تمھین کرنا ہوگا؟ وہان جانا ہوگا۔ یہ اکثر ایسے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے جب کسی شخص کو حکم ماننے مین تامل یا انکار ہو۔

مصدر کے بعد پڑیگا زیادہ کرنے سے بھی یہی معنی پیدا ہوتے ہین جیسے تمھین کرنا پڑے گا، لکھنا پڑے گا، جانا پڑیگا۔ اگرچہ یہ صورتین بظاہر مستقبل کی معلوم ہوتی ہین لیکن درحقیقت امر ہین۔

۳۔ حال مطلق۔ جس سے زمانہ حال عام طور پر بلا کسی تخصیص کے ظاہر ہوتا ہے جیسے آتا ہے، کھاتا ہے۔ یہ مادۂ فعل کے آگے واحد غائب مین تا ہے واحد مخاطب مین تا ہے جمع مخاطب مین تے ہو اور واحد متکلم مین تا ہون بڑہانے سے بنتا ہے۔ جمع غائب اور جمع متکلم کی ایک صورت ہے وہ آتے ہین، ہم آتے ہین، آوے ہے۔ جاوے ہے بجائے آتا ہے، جاتا ہے اب متروک سمجھا جاتا ہے، اگرچہ بول چال مین اب بھی مستعمل ہے

۴۔ حال ناتمام۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کام جاری ہے اور ابھی ختم نہین ہوا

جیسے وہ آ رہا ہے، وہ کھا رہا ہے، مین پڑھ رہا ہون۔

مادۂ فعل کے آگے رہا ہے، رہے ہین، رہا ہون بڑھانے سے بنتا ہے۔

حال ناتمام ایک دوسری طرح سے بھی ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسے ستائے جاتا ہے، ایک کو ایک کھائے جاتا ہے۔ اسمین کسی قدر زیادہ زور، اور فعل کا پے در پے یا متواتر ہونا پایا جاتا ہے۔

۵۔ حال تمام جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کام ابھی ختم ہوا ہے۔ جیسے وہ آیا ہے، پیغام لایا ہے۔ حالیہ تمام کے بعد ہے، ہین، ہون، بڑھانے سے بنتا ہے۔

کبھی مادۂ فعل چکا ہے، چکا ہون، چکے ہین بھی بڑھانے سے حال تمام ظاہر ہوتا ہے جیسے وہ کھا چکا ہے، مین کھا چکا ہون۔ اس صورت مین مزید تاکید اختتام فعل کی پائی جاتی ہے۔

۶۔ حال احتمالی جس سے زمانہ حال کے کسی فعل مین احتمال پایا جائے۔ جیسے وہ آتا ہوگا یا وہ آ رہا ہوگا، آتا ہوگا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قریب زمانہ مین واقع ہوگا اگرچہ احتمال ہے اور آ رہا ہوگا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنے کا فعل جاری ہے، یعنی ظن غالب ہے کہ وہ چل دیا ہے، حالت رفتار مین ہے اور آنے کی امید ہے۔

کبھی گا حذف ہو جاتا ہے، اس حالت مین احتمال ضعیف ہوتا ہے۔ جیسے ممکن ہے کہ وہ آ رہا ہو، کیا تعجب ہے کہ وہ آ رہا ہو۔

بعض اوقات صورت اول سے ماضی احتمالی کے معنی بھی ظاہر ہوتے ہین۔ مثلاً کرتا ہوگا۔ کیا ہوگا اور کرتا ہوگا مین فرق ہے، کرتا ہوگا سے عادت پائی جاتی ہے مثلاً ہم کسی سے سوال کرین کہ تم نے کبھی اُسے ایسا کرتے دیکھا، وہ جواب مین کہے مین نہین جانتا

کرتا ہو گا" تو یہاں صاف ماضی احتمالی کے معنی ہیں۔

کبھی حال ماضی کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً اب بابر ہند پر حملہ کرتا اور راجپوتوں کو شکست دیتا ہے۔ یہ حال حکائی کہلاتا ہے یعنی گزشتہ حالات و واقعات کے بیان کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہیں مولانا روم فرماتے ہیں۔ یا خدا فرماتا ہے۔

وہ امور یا مسائل جو کبھی باطل نہ ہونگے یا جنکی نسبت ایسا خیال ہے' انکے ساتھ ہمیشہ فعل حال آتا ہے۔ جیسے دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے۔

فعل مستقبل

مستقبل مطلق (۱) جس سے محض زمانۂ آئندہ پایا جائے۔

مضارع کے بعد گا (یا گے یا گی) بڑھا دینے سے بنتا ہے جیسے کھائے گا، آئے گا مگر مصدر رہونا سے ہوگا مستثنٰی ہے۔ پرانی اُردو میں ہوے گا استعمال ہوتا تھا مگر اب متروک ہے۔ رہے گا اب بھی بول چال میں مستعمل ہے اور حال یعنی ہے کے معنوں میں آتا ہے، مگر غیر فصیح ہے۔ اسی طرح ہوگا بھی بعض اوقات حال کے معنی دیتا ہے۔ جیسے تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی بے وقوف ہوگا (یعنے ہے)

مستقبل مدامی (۲) جس میں آئندہ زمانہ میں کام کا جاری رہنا پایا جائے جیسے کرتا رہے گا، چلتا رہے گا۔

جو اس شور سے میر روتا رہے گا

تو ہمسایہ کا ہے کو سوتا رہے گا

حالیہ ناتمام کے بعد رہے گا بڑھانے سے بن جاتا ہے۔

مگر جاتا رہے گا مستقبل مطلق ہے۔ جیسے اسکا کام جاتا رہے گا، یعنے ہاتھ سے نکل جائے گا یا بگڑ جائے گا۔ اسکا مصدر جاتا رہنا (ضائع ہونا) مصدر مرکب ہے۔

رہے گا سے ایک قسم کا استغنا ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے آپ جائیے وہ آتا رہے گا، آپ چپ رہیے وہ خود بخود پڑھتا رہے گا۔

کبھی ماضی بھی مستقبل کے معنی دیتی ہے، اگر وہ آگیا تو ضرور جاؤنگا، وہ آیا اور مین چلا (یہان دونون ماضیان مستقبل کے معنی دیتی ہین)۔

کبھی حال بھی مستقبل کے معنی دیتا ہے جیسے مین کل صبح جاتا ہون (اگرچہ یہ زیادہ فصیح نہین ہے) مصدر کے بعد والا کا لفظ بھی استقبال کے معنی دیتا ہے اور مصدر ہونا کے حال کے ساتھ اکثر استعمال ہوتا ہے جیسے مین کتاب لکھنے والا ہون، وہ اب جانے والا ہے اس سے قریب کا آیندہ زمانہ ظاہر ہوتا ہے۔

بعض اوقات علامت مستقبل گر جاتی ہے جیسے ایسا کبھی ہوا اور نہو (یعنے نہ ہوگا)

گا علامت مستقبل جدید تراش ہے، پراکرت اور قدیم ہندی مین اسکا کہین پتہ نہین۔ قدیم ہندی مین زمانہ مستقبل کو مضارع کے ذریعہ سے ظاہر کرتے تھے لیکن رفتہ رفتہ یہ طریقہ ناکافی سمجھا گیا اور اس لیے زیادہ تر امتیاز کے لیے مستقبل کے لیے ایک الگ علامت قائم کی گئی۔

گا دراصل سنسکرت کے مصدر گام کی ماضی مجہول گھتا ہے، اور پراکرت کی گاؤ سے ماخوذ ہے۔ ہندی مین بھی مصدر جانا کی ماضی گیا ہے۔ زمانہ وسطےٰ کے شعرا نے گیا کا اختصار گا کر دیا۔ جو مذکر مین استعمال ہوا اور گائی اسکی تانیث ہوئی جو بعد مین گی رہ گئی

مصدر کے بعد کا، کے، کی لانے سے بھی مستقبل مطلق کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ہمیشہ نفی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور تاکیدی معنی دیتا ہے جیسے وہ نہیں آنے کا، میں نہیں آنے کا۔

فعل کی گردان

فعل کی گردان میں تین باتوں کا لحاظ ہوتا ہے۔ جنس۔ تعداد اور حالت۔

جنس و تعداد

جنس کے معنی تذکیر و تانیث، تعداد کے معنی واحد و جمع کے ہیں۔

اردو میں فعل مذکر و مونث کی صورت میں فرق ہوتا ہے۔ واحد مذکر غائب میں آ اور مونث میں ی معروف جیسے آیا اور آئی، تھا اور تھی۔ آتا اور آتی، ہوگا اور ہوگی جمع مذکر غائب میں ے مجہول، مونث میں اسکے آگے حرف ں بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے آئے اور آئیں۔ جن افعال میں اصل فعل کے بعد کوئی دوسرا فعل یا علامت لگائی جاتی ہے، انکی گردان میں ذرا اختلاف ہے مثلاً ماضی بعید و فعل حال مطلق و تمام میں بحالت مذکر اصل فعل اور علامت دونوں کو بدلنا پڑے گا۔ جیسے آئے تھے، آیا ہے، آئے ہیں، آتا ہے، آتے ہیں، تو آتا ہے، تم آتے ہو، مگر بحالت مؤنث امدادی فعل کو بدلنا پڑے گا۔ جیسے آئی تھی، آئی تھیں، آئی ہے، آئی ہیں، آتی ہے، آتی ہیں، تو آتی ہے، تم آتی ہو۔

مگر فعل مستقبل میں بحالت مذکر تو یہی صورت قائم رہے گی یعنی اصل فعل اور علامت دونوں بدل جائیں گے، لیکن مونث کی صورت میں اصل فعل تو بدل جائے گا مگر علامت نہیں بدلے گی جیسے آئے گی، آئیں گی، آئے گی، آؤ گی، آئے گا وغیرہ

حال امر یہ میں مؤنث اور مذکر کی کوئی تمیز نہیں۔ جیسے چل اور چلو، مذکر و مؤنث دونوں کے لیے یکساں استعمال ہوتا ہے۔ تمام افعال کے جمع متکلم میں تذکیر و تانیث کے صیغے یکساں آتے ہیں غالباً اسکی وجہ یہ ہے کہ بالمشافہ باتیں کرنے میں تذکیر و تانیث کا امتیاز فضول ہے لیکن جہاں عورتوں وغیرہ کا لفظ یا کوئی اور قرینہ موجود ہو تو فرق کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ہم سب عورتیں جائیں گی ہم سب سہیلیاں یا بہنیں جائیں گی۔

حالت

فعل کی تین حالتیں ہیں۔ غائب، واحد، اور متکلم اور ان میں سے ہر ایک کی بہ لحاظ تعداد دو دو حالتیں ہیں، اس لیے کل چھ ہوئیں، اور پھر بہ لحاظ جنس کے ان چھ کی دو دو حالتیں ہیں۔ اس لیے ہر فعل کی بارہ حالتیں ہوئیں، انھیں سے ہر ایک کو صیغہ کہتے ہیں۔

گردان افعال

ماضی

۱۔ ماضی مطلق

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا	وہ لائے	تو لایا	تم لائے	میں لایا	ہم لائے
مؤنث	وہ لائی	وہ لائیں	تو لائی	تم لائیں	میں لائی	"

۲۔ ماضی التمام

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا تھا	وہ لائے تھے	تو لایا تھا	تم لائے تھے	میں لایا تھا	ہم لائے تھے
مؤنث	وہ لائی تھی	وہ لائی تھیں	تو لائی تھی	تم لائی تھیں	میں لائی تھی	"

۳- ماضی ناتمام

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لاتا تھا یا لایا کرتا تھا	وہ لاتے تھے یا لایا کرتے تھے	تو لاتا تھا یا لایا کرتا تھا	تم لاتے تھے یا لایا کرتے تھے	مین لاتا تھا یا لایا کرتا تھا	ہم لاتے تھے یا لایا کرتے تھے
مونث	وہ لاتی تھی یا لایا کرتی تھی	وہ لاتی تھین یا لایا کرتی تھین	تو لاتی تھی یا لایا کرتی تھی	تم لاتی تھین یا لایا کرتی تھین	مین لاتی تھی یا لایا کرتی تھی	

۴- ماضی احتمالی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا ہوگا	وہ لاے ہونگے	تو لایا ہوگا	تم لائے ہوگے	مین لایا ہون گا	ہم لائے ہونگے
مونث	وہ لائی ہوگی	وہ لائین ہونگی	تو لائی ہوگی	تم لائی ہوگی	مین لائی ہونگی	〃

۵- ماضی شرطیہ

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ کرتا	وہ کرتے	تو کرتا	تم کرتے	مین کرتا	ہم کرتے
مونث	وہ کرتی	وہ کرتین	تو کرتی	تم کرتین	مین کرتی	〃

فعل حال

۱- حال قدیم یا مضارع

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ[1] لائے	وہ لائین	تو لائے	تم لاؤ	مین لاؤن	ہم لائین
مونث	〃	〃	〃	〃	〃	〃

[1] ماضی مطلق جمع غائب اور مضارع واحد غائب کی صورت یکسان ہے ان مین تمیز کرنا ضروری ہے خصوصاً جبکہ ضمیر غائب واحد اور جمع مین ایک ہی ہے۔

٢- حال مطلق

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لاتا ہے	وہ لاتے ہین	تو لاتا ہے	تم لاتے ہو	مین لاتا ہون	ہم لاتے ہین
مونث	وہ لاتی ہے	وہ لاتی ہین	تو لاتی ہے	تم لاتی ہو	مین لاتی ہون	״

٣- حال ناتمام

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لارہا ہے	وہ لارہے ہین	تو لارہا ہے	تم لارہے ہو	مین لارہا ہون	ہم لارہے ہین
مونث	وہ لارہی ہے	وہ لارہی ہین	تو لارہی ہے	تم لارہی ہو	مین لارہی ہون	״

٤- حال تمام

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا ہے	وہ لائے ہین	تو لایا ہے	تم لائے ہو	مین لایا ہون	ہم لائے ہین
مونث	وہ لائی ہے	وہ لائی ہین	تو لائی ہے	تم لائی ہو	مین لائی ہون	״

٥- حال احتمالی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ آتا ہوگا یا آرہا ہوگا	وہ آتے ہونگے یا آرہے ہونگے	تو آتا ہوگا یا آرہا ہوگا	تم آتے ہونگے یا آرہے ہونگے	مین آتا ہونگا یا آرہا ہونگا	ہم آتے ہونگے یا آرہے ہونگے
مونث	وہ آتی ہوگی یا آرہی ہوگی	وہ آتی ہونگی یا آرہی ہونگی	تو آتی ہوگی آرہی ہوگی	تم آتی ہوگی یا آرہی ہوگی	مین آتی ہونگی یا آرہی ہونگی	״

۶-امر

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لائے	وہ لائیں	تو لا	تم لاؤ	میں لاؤں	ہم لائیں
مونث	״	״	״	״	״	״

فعل مستقبل

۱- مستقبل مطلق

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لائے گا	وہ لائیں گے	تو لائے گا	تم لاؤ گے	میں لاؤں گا	ہم لائیں گے
مونث	وہ لائے گی	وہ لائیں گی	تو لائے گی	تم لاؤ گی	میں لاؤں گی	״

۲- مستقبل دوامی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لاتا رہے گا	وہ لاتے رہیں گے	تو لاتا رہے گا	تم لاتے رہو گے	میں لاتا رہوں گا	ہم لاتے رہیں گے
مونث	وہ لاتی رہے گی	وہ لاتی رہیں گی	تو لاتی رہے گی	تم لاتی رہو گی	میں لاتی رہوں گی	״

طورِ مجہول

اسے مجہول اس لیے کہتے ہیں کہ فعل کا فاعل معلوم نہیں ہوتا۔

طورِ مجہول عموماً اور اکثر افعال متعدی کا ہوتا ہے۔

جس فعل متعدی کا مجہول بنانا ہو اس فعل کے ماضی مطلق کے آگے مصدر جانا سے

جو زمانہ بنانا منظور ہو وہی زمانہ بنا کر لگا دیا جائے۔ مثلاً کھانے سے حال مطلق مجہول بنانا منظور ہے، تو کھانے کے ماضی مطلق کے آگے جانا کا حال مطلق لگا دیا جائے تو وہ ہوگا کھایا جاتا ہے۔ اسی طرح کھایا جائے گا، (مستقبل) کھایا گیا (ماضی مطلق) کھایا جاتا تھا (ماضی تمام) کھلا دیا جائے (امر غائب یا مضارع)۔

افعال معدولہ طبعی طور پر مجہول واقع ہوئے ہیں۔ پٹنا، لُٹنا، پٹنا، پلنا، کھلنا، بٹنا (تقسیم ہونا) چھدنا، سجنا، کٹنا، سلنا۔ مثلاً وہ پٹا، اب یہاں بظاہر وہ فاعل معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت یہ نہیں ہے پٹنے والا کوئی اور ہی ہے، وہ صرف قائم مقام فاعل ہے۔ اصل میں یوں تھا وہ پیٹا گیا۔

نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا
رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو

اس شعر میں نہ لٹتا کے معنی ہیں نہ لوٹا جاتا۔ اسی طرح آٹا تُلا۔ ظاہر ہے کہ آٹا خود بخود تو تلتا نہیں تو لنے والا کوئی اور ہے۔ اس لیے آٹا فاعل کیسے ہوسکتا ہے دراصل تھا آٹا تولا گیا۔ اسی طرح کپڑے سلے، روپئے بٹے، گھوڑا لدا، کان چھدا، دروازہ کھلا، لکڑی کٹی وغیرہ وغیرہ۔

بعض اوقات فعل لازم کے ساتھ بھی طور مجہول استعمال ہوتا ہے جیسے مجھ سے وہاں جا کر آیا نہ گیا، مجھ سے اتنی دور نہیں چلا جاتا، مجھ سے آیا نہیں جاتا۔ لیکن یہ صورت ہمیشہ نفی کے ساتھ آتی ہے اور اسکے معنی بھی خاص ہیں یعنے یہ ہمیشہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جبکہ فاعل یا قائل کو کسی فعل کا کرنا منظور نہیں یا وہ اسکے کرنے سے معذور ہے انہیں معنوں میں یہ طور مجہول افعال متعدی کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے مجھ سے کھانا کھایا نہ گیا

گل مین اسکی سی جو بو آئی تو آیا نہ گیا

ہم کو بن دوش ہوا باغ مین لایا نہ گیا (میر)

یہان گیا کے معنی "سکے" کے ہین، اگرچہ صورت مجہول کی ہے۔

لیکن بعض اوقات جانا بطور فعل امدادی کے دوسرے افعال کے ساتھ آتا ہے مثلاً کھا جانا، ڈر جانا، اُٹھ جانا ۔ لہذا ان افعال مین اور طور مجہول مین فرق کرنا چاہیے۔ اس کا امتیاز بآسانی اسی طرح ہو سکتا ہے کہ اگر فعل کے ساتھ صورت فاعلی استعمال ہو سکتی ہے تو وہ طور معروف ہے اور اگر نہین ہو سکتی تو وہ طور مجہول ہے۔

طور مجہول مین جو جانا استعمال ہوتا ہے وہ درحقیقت پراکرت کے طور مجہول سے ماخوذ ہے پراکرت مین طور مجہول کے بنانے کے لیے اِجّا مادہ فعل کے آگے بڑھا دیتے ہین (سنسکرت مین علامت مجہول یا ہے) ماڑواڑی اور غالباً سندھی مین اب تک پراکرت کی اصل کا پتہ لگتا ہے۔ ماڑواڑی مین طور مجہول کے لیے اِجنو بڑھاتے ہین۔ جیسے کراجنو یعنے کیا جانا۔ مرور زمانہ اور نیز اصل پر نظر نہ رہنے سے غالباً اجّا کا جا جانا کا جا سمجھا گیا۔ اور رفتہ رفتہ طور مجہول کے لیے جانا استعمال ہونے لگا۔

افعال کی نفی

۱۔ افعال کے شروع مین نہ یا نہین لگانے سے فعل منفی ہو جاتا ہے۔ مثلاً وہ اب تک نہین آیا، تم کل کیون نہین آئے، اُسے کچھ نہ ملا۔

بعض اوقات نہین بعد مین آتا ہے جیسے مین تمام دن انتظار کرتا رہا مگر وہ آیا ہی نہین، صاف چھپتے بھی نہین سامنے آتے بھی نہین، وہ بیٹھا تو نہین۔ یہ اکثر تخصیص کے موقع پر ہوتا ہے، لیکن نظم مین پابندی نہین۔

۲۔ نہ اور نہین کے استعمال مین فرق ہے ۔ ماضی شرطیہ اور مضارع کے ساتھ نہین استعمال نہین کرتے بلکہ نہ استعمال ہوتا ہے ۔ اگر وہ نہ آتا تو خوب ہوتا۔ اگر وہ نہ آئے تو مین کیا کرون، تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا۔

نہ تھا کچھ تو خدا تھا اور نہ ہوتا تو خدا ہوتا ڈبویا مجھکو ہونے نے نہ ہوتا مین تو کیا ہوتا

جزائے شرطیہ کے دوسرے حصہ مین بھی جسے جزا کہتے ہین نہین نہین آتا ۔ جیسے اگر وہ آتا تو اچھا نہ ہوتا ۔ بعض اوقات اسکے استعمال مین غلطی ہو جاتی ہے ۔ مثلاً "ہم خدا تجھکو سمجھتے اگر خودی ہوتی نہین" مین اگر بجائے نہین کے نہ ہوتا تو بہتر اور فصیح تر ہوتا ۔ ماضی مطلق مین شرط کے ساتھ بھی اکثر نہین استعمال نہین کرتے جیسے اگر اس نے نہ مانا تو کیا ہوگا۔

وہ نہ آیا تو توہی چل رنگین اسمین کیا تیری شان گھٹتی ہے

۳۔ حال امریہ کی نفی نہ اور مت دونون سے آتی ہے جیسے ۔ نہ کر ۔ مت کر ۔ مت مین مزید تاکید پائی جاتی ہے۔

۴۔ ماضی مطلق کے ساتھ اکثر اور عموماً نہین آتا ہے، لیکن بعض اوقات نہ ہی استعمال ہوتا ہے جیسے ۔

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب ذوق یارون نے بہت زور غزل مین مارا

اسی طرح ماضی تمام و نا تمام و احتمالی کے ساتھ بھی نہین آتا ہے ۔ لیکن جب ماضی احتمالی کی آخری علامت تھا محذوف ہو تو ہمیشہ نہ استعمال ہوگا جیسے ممکن ہے کہ وہ نہ سمجھا ہو اور یونہی چلا گیا ہو۔

۵۔ فعل مستقبل کی نفی مثل دوسرے افعال کے آتی ہے لیکن کبھی مصدر کے بعد کا (کی، کے) لگا دینے سے مستقبل کے معنے پیدا ہوتے ہین مگر یہ صورت ہمیشہ

نفی کے ساتھ آتی ہے اور اس سے تاکید مخصوص ہوتی ہے جیسے مین نہین آنے کا، ہم نہین آنے کے، وہ نہین آنے کی۔ ایسی صورت مین نفی کے لیے ہمیشہ نہین آتا ہے۔

۶۔ نفی حال مطلق مین آخری علامت ہے یا ہین حذف ہو جاتی ہے۔ جیسے مین نہین آتا، وہ نہین آتا، اس سے نہین کہا جاتا۔

کوئی صورت نظر نہین آتی   کوئی امید بر نہین آتی

لیکن جب کسی جملہ کے دونون حصون مین حرف نفی لانا مقصود ہو تو نہ لکھنا چاہیے۔ اس وقت آخر کا فعل امدادی دینے ہے یا ہین، نہین گرتا۔ جیسے نہ خود آتا ہے نہ دوسرے کو آنے دیتا ہے۔ درحقیقت یہان فعل حال کی نفی نہین بلکہ جملے کی صورت ہی منفی واقع ہوئی ہے۔ حال تمام کے ساتھ بھی نہین استعمال ہوتا ہے اور آخر سے فعل امدادی ہے یا ہین گر جاتا ہے۔ جیسے وہ اب تک نہین آیا (آیا ہے)[ص۵]

۷۔ ایسے افعال کو جو کسی اسم یا صفت اور فعل سے مرکب ہون انکی نفی دو طرح ہوتی ہے یا تو صرف نفی اسم یا صفت کے اول ہوتی ہے یا فعل کے اول۔ جیسے مین یہ کتاب نہین پسند کرتا، اور مین یہ کتاب پسند نہین کرتا۔ مین ان باتون سے نہین خوش ہوتا اور مین ان باتون سے خوش نہین ہوتا ہماری رائے مین فعل کے ساتھ حرف نفی لانا بہتر ہے۔

۸۔ بعض افعال کے آخر مین حرف نفی کبھی زائد بھی آتا ہے، مگر اس مین ایک قسم کی تاکید اثباتی پائی جاتی ہے۔ جیسے آؤ نہ وہان چلین، آخر نہین آیا نہ۔

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب   آؤ نہ ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی

ص۵ اس فعل امدادی (ہے) کے گر جانیکی وجہ یہ ہے کہ نہین مین خود یہ فعل (ہے) موجود ہے کیونکہ نہین مرکب ہے نہ اور ہین [illegible] قدیم حال سے۔ اور ہیچ ہے کی ضرورت نہین۔

افعال کا تعدیہ

سوائے ایک آدھ کے باقی تمام افعال معدولہ و افعال لازم متعدی بن سکتے ہین اور متعدی متعدی المتعدی جیسے ڈرنا سے ڈرانا، چلنا سے چلانا، یہ لازم سے متعدی ہوے۔ دینا سے دلانا، کھانا سے کھلانا، متعدی سے متعدی المتعدی۔

اسکے علاوہ ایک قسم متعدی بالواسطہ کی ہے جس کے معنی یہ ہین کہ فعل کے وقوع کے لیے کسی دوسرے شخص کے واسطہ کی ضرورت ہے۔ جیسے کھانا متعدی کھلانا متعدی المتعدی، کھلوانا متعدی بالواسطہ۔

أ۔ اول افعال معدولہ و لازم سے متعدی اور متعدی سے متعدی المتعدی بنانے کے قاعدے لکھے جاتے ہین۔

۱۔ عام قاعدہ فعل معدولہ یا لازم کو متعدی اور متعدی کو متعدی المتعدی بنانے کا یہ ہے کہ فعل کے مادے کے آگے آ بڑھا دیا جائے، جیسے چلنا سے چلانا، ملنا سے ملانا، اُٹھنا سے اُٹھانا، پکڑنا سے پکڑانا۔

لیکن اگر ایسے افعال کا دوسرا حرف متحرک ہو تو متعدی بنانے کی حالت مین ساکن ہو جائے گا۔ جیسے پگھلنا سے پگھلانا، پکڑنا سے پکڑانا، سمجھنا سے سمجھانا۔

ب کبھی مادۂ فعل کے آخر حرف سے قبل آ بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے نکلنا سے نکالنا، اُترنا سے اُتارنا، اُبھرنا سے اُبھارنا، بگڑنا سے بگاڑنا،

ج۔ کبھی پہلے حرف کی حرکت کو اسکے موافق حرف علت سے بدلنے سے یعنے زبر کو الف سے جیسے مرنا سے مارنا، تپنا سے تاپنا، ٹلنا سے ٹالنا، تھمنا سے تھامنا،

کٹنا سے کاٹنا، زیر کو ی سے جیسے چرنا سے چیرنا، پھرنا سے پھیرنا، گھرنا سے گھیرنا، پسنا سے پیسنا، گھسٹنا سے گھسیٹنا، کھنچنا سے کھینچنا، بٹرنا سے بیٹرنا، پیش کو واؤ سے۔ جیسے مڑنا سے موڑنا، جڑنا سے جوڑنا، کھلنا سے کھولنا، لٹنا سے لوٹنا، گھلنا سے گھولنا۔ ان مصادر مین بعض اوقات ٹ ڑ سے بدل جاتی ہے جیسے ٹوٹنا سے توڑنا، پھوٹنا سے پھوڑنا، پھٹنا سے پھاڑنا۔

د۔ کبھی مصادر چار حرفی مین جبکہ حرف دوم حرف علت ہو تو اُس حرف علت کو ساقط کر کے حرف اول کو اسکے موافق حرکت دیتے ہین اور اُسکے آگے آیا بجاے آ کے لا بڑھا دیتے ہین۔ جیسے رونا سے رُلانا، پینا سے پلانا، سونا سے سلانا، دھونا سے دُھلانا، جینا سے جلانا، جیتنا سے جتانا، کھانا سے کھلانا (اس مین خلاف قاعدہ پہلے حرف کو زیر دیا گیا ہے) جاگنا سے جگانا، بیٹھنا سے بٹھانا (یا بٹھلانا جو فصیح نہین) ڈوبنا سے پہلے ڈبانا آتا تھا، لیکن اب وہ غیر فصیح سمجھا جاتا ہے، آج کل ڈبونا کہتے ہین۔ اسی طرح بھیگنا سے بھگونا آتا ہے۔

اگر مصدر پانچ حرفی ہے اور دوسرا حرف حرف علت ہے تو حرف علت حذف کر کے پہلے حرف کو اسکے موافق حرکت دیتے اور اسکے آگے آ بڑھا دیتے ہین جیسے توڑنا سے تڑانا، تیرنا سے ترانا، جاگنا سے جگانا، بھاگنا سے بھگانا۔

۲۔ متعدی بالواسطہ کے بنانے کے یہ قاعدے ہین۔

ا۔ کبھی علامت مصدر کے اول الف بڑھا دینے سے جیسے گرنا سے گرانا۔

ب۔ کبھی وا بڑھانے سے۔ دوسرا حرف حرف علت ہو تو گر جاتا ہے اور اسکے بجاے اسکے موافق حرکت آ جاتی ہے۔ جیسے تولنا سے تلوانا، اُٹھانا سے

اُٹھوانا، دبنا سے دلوانا، جھاڑنا سے جھڑوانا۔ تیسرا اور چوتھا حرف علت بھی گرجاتا ہے جیسے نچوڑنا سے نچڑوانا بیچنا سے بکوانا آتا ہے، کیونکہ مصدر معدولہ اسکا بکنا تھا اس سے متعدی بیچنا ہوا، اور متعدی بالواسطہ بکوانا۔ متعدی بالواسطہ اکثر صورت اول کی طرف عود کرتا ہے۔

۳۔ بیٹھنا سے بٹھانا اور بٹھلانا، دیکھنا سے دکھانا اور دکھلانا، سیکھنا سے سکھانا اور سکھلانا، سوکھنا سے سُکھوانا اور سکھلانا دو دو آتے ہین لیکن بٹھلانا، سکھلانا، دکھلانا، سکھلانا، زیادہ فصیح نہین سمجھے جاتے۔ یہی حال تبلانے کا ہے۔

۴۔ بعض مصادر کے متعدی دو طرح آتے ہین جیسے دبنا کا متعدی دابنا بھی ہے اور دبانا بھی لیکن ان کے معنون مین فرق ہے، دابنا کے معنے چپّی کرنے کے ہین، اور دبانا کے معمولی معنے ہین۔

ٹوٹنا لازم ہے، توڑنا اور تڑانا دونون اسکے متعدی ہین، توڑنا عام طور پر ہر ایک چیز کے توڑنے کو کہین گے، لیکن تڑانا صرف اُسی وقت استعمال کرین گے جب کوئی جانور رسی توڑ کر بھاگ جائے۔ جیسے بیل رسی تڑا کر بھاگ گیا۔

اسی طرح گھلنا کے دو متعدی ہین، ایک گھولنا دوسرا گُھلانا۔ گھولنا جیسے دوا یا نمک اور اسی قسم کی اشیا کے متعلق کہین گے جو پانی وغیرہ مین گُھل سکین لیکن گھلانا ایسے موقع پر بولین گے جیسے غم نے اُسے گھلا دیا۔ طور لازم گُھلنے مین بھی یہ معنے پائے جاتے ہین، لیکن گھولنا جو متعدی ہے اسمین یہ معنی نہین ہین، البتہ دوسرے متعدی گھلانے مین یہ معنے ہین۔

اسی طرح بھولنا اور بھلانا دونون متعدی بیک مفعول ہین مگر معنون مین فرق ہے

جیسے وہ مجھے بھول گیا، یعنے درازی مدت یا کسی اور وجہ سے، اُسنے مجھے بھلا دیا یعنے جان بوجھ کر۔ وہ لکھا پڑھا سب بھول گیا، اُس نے لکھا پڑھا سب بھلا دیا، پہلے فقرے مین ایسی وجوہ ہین جو اختیاری نہین ہین، دوسرے مین ارادہ یا ایسی وجوہ پائی جاتی ہین جو ایک حد تک اختیاری تھین۔

۵۔ کبھی امدادی افعال کے لانے سے متعدی بنتا ہے۔ جیسے وہ اُسے لے ڈوبا، وہ اُسے لے بھاگا، وہ مجھپر آ پڑا (ڈوبنا، بھاگنا اور پڑنا افعال لازم ہین مگر افعال امدادی کے آنے سے متعدی ہو گئے)

۶۔ سنسکرت مین علامت تعدیہ اَیا تھی، پراکرت مین اَے ہوی۔ یہ اَے بعض اوقات مادۂ فعل کے آگے بڑھادی جاتی تھی، لیکن زیادہ تر پراکرت مین (جو سنسکرت مین بعض مادون کے ساتھ آتی تھی) اَم کے اضافہ سے اپے ہوکر استعمال ہوتی تھی۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد پ کا بدل ب اور و سے ہو گیا یعنی اپے سے ابے اور ابے سے اوے ہوا اور یہ ہندی مین وا اور آ رہ گیا۔ مثلاً سنسکرت مین کری سے کار یا پراکرت مین کارے اور بعد ازان کراوے (بجاے کراپے) ہندی کرا۔ بعض ہندی مصادر مثلاً بھگونا اور ڈبونا اور گڑونا مین جو واؤ آ گیا ہے وہ درحقیقت اوا کا بگاڑ ہے۔

ایک سوال یہ ہے کہ بعض افعال کے تعدیہ مین ل کہان سے آیا۔ بعض کا خیال ہے کہ صرف کانون کو اچھا معلوم ہونے کی وجہ سے ل بڑھا دیا گیا، مگر یہ ٹھیک معلوم نہین ہوتا زیادہ تر قرین قیاس دوسری توجیہہ ہے جو یہ ہے کہ سنسکرت کا اَے بدل کر آل یا آر ہوا۔ اسکی مثالین موجود ہین کہ ی سنسکرت مین ل سے بدل جاتی ہے اور ل اور ر کا بدل ہوتا ہی ہے، اسکے بعد یہ لا را ہو گیا چنانچہ ہندی اور پنجابی مین لا اور ہندی مین را زیادہ تر استعمال ہوتا ہے۔

مرکب افعال

افعال مرکب دو طرح سے بنتے ہین

۱- ایک دوسرے افعال کی مدد سے جنھین افعال امدادی کہتے ہین۔

۲- دوسرے افعال کو اسما یا صفات کے ساتھ ترکیب دینے سے۔

امدادی افعال

ہندی افعال موجودہ حالت مین اُن ترکیبی پیچیدگیون سے آزاد ہو گئے ہین جو سنسکرت مین پائی جاتی ہین بلکہ اب ہندی فعل نے ترکیبی طرز چھوڑ کر تفصیلی طریقہ اختیار کیا ہے، یعنی بجاے خود فعل کے تغیر سے نئے معنی پیدا کرنے کے دوسرے افعال کی مدد سے وہ معنی پیدا کیے جاتے ہین۔ یہ طریقہ زیادہ آسان اور ترقی یافتہ ہے اور اس سے اُسے کچھ نقصان نہین پہونچا بلکہ امدادی افعال کی مدد سے بیشمار لطیف اور نازک معنی پیدا ہو جاتے ہین، اور اردو زبان مین امدادی افعال نے بڑی وسعت اور نزاکت پیدا کر دی ہے۔ اکثر اوقات امدادی افعال سے معانی مین جو فرق پیدا ہو جاتا ہے وہ ایسا نازک اور پر لطف ہوتا ہے کہ بیان مین نہین آسکتا۔ یہ ذکر زیادہ تر نحو سے متعلق ہے لیکن چونکہ فعل کا بیان یہان مفصل آچکا ہے لہذا موقع کے لحاظ سے یہ بھی یہین لکھا جاتا ہے۔

۱- سب سے زیادہ کار آمد اور کثیر الاستعمال امدادی فعل ہو (سنسکرت بھو) ہے اس سے اکثر افعال بنتے ہین۔ مثلاً ماضی ناتمام، تمام، احتمال، فعل حال کے مختلف اقسام اور مستقبل اسی کی امداد سے بنتے ہین۔



نا کی گردان یہ ہے۔

ماضی	حال	مستقبل
ہوا یا تھا	ہے یا ہوتا ہے	ہو گا

ہونا کی مدد سے جو فعل بنتے ہین اگرچہ اُنکا ذکر فعل کے بیان مین ہو چکا ہے لیکن بعض خاص صورتین ایسی ہین جو وہان مذکور نہین ہوئین۔ ان کا ذکر یہان کیا جاتا ہے۔

(ا) مثلاً آیا ہوتا یا سُنا ہوتا وغیرہ۔ اگر وہ آیا ہوتا تو مجھے ضرور اطلاع ہوتی یہ شرطیہ صورت کے ساتھ زمانہ ماضی کے لیے آتا ہے۔

ماضی شرطیہ یہ ہے اگر وہ آتا تو مجھے ضرور اطلاع ہوتی۔ اِسمین اور اسمین کچھ یون ہی سا فرق ہے۔ البتہ پہلی صورت مین زیادہ زور پایا جاتا ہے۔

(ب) کیا ہو، سُنا ہو۔ جیسے کہین، تم نے کبھی اُسکا نام سُنا ہے۔ دوسرا شخص اسکے جواب مین کہے ممکن ہے سُنا ہو (مگر اس وقت یاد نہین) یا کہین سُنا ہو گا۔ پہلی صورت مین احتمال خفیف ہے، دوسری مین قوی۔ یا مثلاً ممکن ہے اُس نے ایسا کیا ہو۔ اور غالباً اس نے ایسا کیا ہو گا۔

(ج) آتا ہوتا، کرتا ہوتا وغیرہ جیسے اگر وہ ایسا کرتا ہوتا تو اب تک نہ بچتا (لیکن وہ ایسا نہین کرتا تھا)۔ اگر پڑھتا ہوتا تو آج بڑے عہدے پر ہوتا۔ یہ بھی صورت شرطیہ ہے اور نفی عادت کو ظاہر کرتا ہے۔

۲۔ بعض امدادی افعال تکمیل فعل مین تقید ظاہر کرتے ہین مثلاً دینا، لینا، جانا، ڈالنا، پڑنا، رہنا۔

(۱) دینا سوائے چل دینا کے اکثر طور متعدی اور متعدی المتعدی کے ساتھ آتا ہے جیسے سمجھا دینا، بتا دینا، نکال دینا، ہٹا دینا بعض صورتون مین اس مین جبر کی جھلک بھی پائی جاتی ہے جیسے من نے اُسے گھر سے نکال دیا، اٹھا کے پھینک دیا، پٹک دیا وغیرہ۔

(ب) لینا اس مین تکمیل فعل کے ساتھ فاعل کی قربت، فائدہ یا جانب داری ظاہر ہوتی ہے جیسے بلا لینا (یعنے اپنے پاس بلاتا) رکھ لینا (اپنے واسطے یا پاس رکھ لینا) اسی طرح سُن لینا، لے لینا، بچا لینا، دکھا لینا (دوسرے کو اپنے فائدہ کے لیے) وغیرہ وغیرہ یہ طور لازم و متعدی دونون کے ساتھ آتا ہے۔ امدادی افعال دینا اور لینا مین فرق یہ ہے کہ لینا مین اپنا فائدہ یا قرب ظاہر ہوتا ہے اور دینا مین بخلاف اسکے دوسرے کا فائدہ یا قربت نکلتی ہے، گویا ایک دوسرے کے برعکس ہین۔ معانی کا یہ فرق مثال ذیل سے بخوبی عیان ہے۔

۱ - مین نے اُسے سمجھا لیا ہے

۲ - مین نے اُسے سمجھا دیا ہے

پہلے جملے سے ظاہر ہے کہ مین نے معاملہ اُسے اس طرح سمجھایا ہے جس من میرا فائدہ ہے، دوسرے جملے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسے جو کچھ سمجھایا گیا ہے وہ اُسی کے فائدے کے لیے ہے، یا عام الفاظ مین یون کہنا چاہیے کہ لینا مین فعل فاعل کی جانب جاتا ہے اور اُسی کی غرض ملحوظ ہوتی ہے مگر دینا مین فاعل سے نکل کر مفعول کی جانب پہنچتا ہے جیسے مین نے کتاب میز پر رکھدی اور مین نے کتاب جیب مین رکھ لی۔ اسی طرح بٹھا دینا اور بٹھا لینا (یعنی اپنے پاس) مگر ایسے افعال جیسے پی لینا کھا لینا مین صرف فعل کی تکمیل ظاہر ہوتی ہے۔

(ج) جانا بکثرت افعال کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور زیادہ تر طور لازم کے ساتھ جیسے ٹوٹ جانا، بکھر جانا، بگڑ جانا، چلے جانا وغیرہ وغیرہ۔ اس سے صرف تکمیل فعل ظاہر ہوتی ہے، اور بعض وقت یہ بھی نہیں بلکہ سادہ فعل کے بجائے عموماً جانا مرکب کر کے بولتے اور لکھتے ہیں جیسے مل جانا، ہو جانا، لوٹ جانا۔ جانا سے بعض بہت ہی لطیف محاورے بن گئے ہیں مثلاً پانا سادہ فعل ہے لیکن پا جانا کے معنی ہی دُوسرے ہیں یعنی تاڑنا۔ اسی طرح کھونا سے کھوئے جانا وغیرہ وغیرہ

(د) آنا اور جانا میں وہی نسبت ہے جو لینا اور دینا میں ہے۔ آنا بطور امدادی فعل کے بہت کم استعمال ہوتا ہے اور وہ بھی زیادہ افعال ابتدائی یا معدودے کے ساتھ جیسے بن آنا اور بنا آنا۔ اکثر یہ افعال کے ساتھ آکر تکمیل فعل کے معنی دیتا ہے اور ساتھ ہی ظاہر کرتا ہے کہ فاعل کسی کام کو انجام دے کر واپس آگیا جیسے میں اُسے دیکھ آیا ہوں، ہو آیا ہوں، ان معنوں میں وہ لازم اور متعدی دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

(ہ) ڈالنا اس میں تکمیل فعل کسی قدر زیادہ زور کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے، نیز اس میں جبر کی شان بھی پائی جاتی ہے جیسے مار ڈالنا، مسل ڈالنا، کاٹ ڈالنا بگاڑ ڈالنا وغیرہ۔

(و) رہنا جیسے بیٹھ رہنا، سو رہنا۔ وہاں جا کے بیٹھ رہا، اس سے فعل کا ایک حالت پر قائم رہنا پایا جاتا ہے جیسے وہ سُنتا ہے اور وہ سُن رہا ہے، وہ کھیلتا ہے اور کھیل رہا ہے، آخری صورتوں میں مصروف ہونا اور فعل کا جاری ہونا ظاہر ہوتا ہے، مگر جاتے رہنا کے معنی ہیں تلف ہو جانے اور ضائع ہو جانے کے

(ز) پڑنا جیسے دکھائی پڑنا۔ دوسرے معنی اسکے دوسری جگہ بیان کیے جائینگے

(ح) بیٹھنا، اس مین بھی جبر اور زور پایا جاتا ہے جیسے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ ٹڑ بیٹھا

۳۔ چکنا، اختتام فعل کو کامل طور پر ظاہر کرتا ہے جیسے کام ہو چکا۔ کام کر چکا۔ مین خط لکھ چکا۔ وہ کھا چکا۔ ان تمام جملون سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کام ختم ہوگیا ہے۔

۴۔ بعض افعال سے امکانی حالت اور قابلیت یا اجازت ظاہر ہوتی ہے

(۱) سکنا۔ جیسے مین کر سکتا ہون۔ وہ نہین دیکھ سکتا (اس سے قابلیت فعل کی ظاہر ہوتی ہے)۔

وہ نہین بول سکتا، وہ نہین جا سکتا، مین نہین جا سکون گا (امکانی صورت ہے) اجازت کے معنون مین بھی استعمال ہوتا ہے وہ نہین آ سکتا، کیا مین آ سکتا ہون۔ سکنا کبھی تنہا استعمال نہین ہوتا، ہمیشہ کسی دوسرے فعل کے ساتھ بطور فعل امدادی کے آتا ہے۔

(ب) دینا، سے بعض اوقات اجازت کے معنی نکلتے ہین، جیسے اُسے آنے دو اُسے کس نے آنے دیا۔

(ج) کبھی کبھی پانا بھی سکنے اور اجازت کے معنون مین آتا ہے مگر ہمیشہ مصدر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وہان کوئی نہین جانے پاتا۔ (یعنی کسی کو جانے کی اجازت نہین ہے) کیا مجال کہ آدمی ٹھہرنے پائے (ٹھہر سکے)

اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے ۔۔۔ آج اُس سے کوئی ملنے نہ پایا (نہ مل سکا)

کسی کو اُس بتہ خوبان تلک جانا نہین ملتا
مگر خلوت مین اُسکے ایک مین ہی جانے پاتا ہون

یہاں ملنے کے معنی بھی سکنے کے آئے ہین۔ یہ ہمیشہ مصدر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

(د) جانا بھی کبھی سکنے کے معنی دیتا ہے، جیسے مجھ سے چلا نہین جاتا۔ اُس سے کھانا کھایا نہین جاتا۔

۵۔ بعض امدادی افعال سے فعل کے جاری ہونے یا فاعل کی عادت کا اظہار ہوتا ہے جیسے

(ا) کرنا۔ وہ آیا کرتا تھا، کہا کرتا تھا، آیا کرو۔ اسی طرح رویا کیا، سنوارا کیا۔

(ب) رہنا جیسے وہ بولتا رہا، کہتا رہا، سوتا رہا، وہ کھیلتا رہتا ہے، سوتا رہتا ہے۔

(ج) جانا بھی کبھی ان معنون مین آتا ہے، ہزار منع کرو مگر وہ اپنی سی کیے جاتا ہے، بکے جاتا ہے، ایک کو ایک کھائے جاتا ہے۔

نا امیدی مٹائے جاتی ہے　　　　شوق نقشہ جمائے جاتا ہے

خاص یہ صورت عموماً فعل حال ہی کے ساتھ استعمال ہوتی ہے، ماضی مین اسکا استعمال دوسری طرح ہوتا ہے جیسے وہ پڑھتا جاتا تھا اور مین لکھتا جاتا تھا۔ حال جیسے پانی بہتا جاتا ہے۔ (یعنی فعل آہستہ آہستہ جاری ہے)

۶۔ بعض امدادی افعال دوسرے افعال کے ساتھ مل کر کسی کام کے دفعتہً ہوجانے یا کرنے کے معنون کا اظہار کرتے ہین۔

(ا) بیٹھنا جیسے کہہ بیٹھا، کر بیٹھا، وہ ایسے کام اکثر بے سوچے سمجھے کر بیٹھتا ہے۔ اس مین فعل کے یکایک ہو جانے یا بے سوچے سمجھے کرنے کے معنی پیدا ہوتے ہین۔

(ب) اُٹھنا بھی انھین معنون مین آتا ہے جیسے بول اُٹھا۔

(ج) پڑنا جیسے لڑ پڑا، آپڑا، جا پڑا۔

(۶) نکلنا جیسے بہ نکلا، چل نکلا، یعنی حالت سکون سے دفعۃً حرکت مین آجانے کے معنی دیتا ہے۔ ان معنون مین نکلنا بہت کم استعمال ہوتا ہے اور شاید زیادہ تر انھین دو مصدرون کے ساتھ آتا ہے۔ آنکلا اور جا نکلا دفعۃً نمودار ہو جانے کے معنون مین ہے۔

۷۔ لگنا کام کے آغاز کو بتاتا ہے، جیسے کہنے لگا، کھانے لگا، منھ سے پھول جھڑنے لگے۔ مگر یہ صورت صرف ماضی مطلق ہی مین استعمال ہوتی ہے کبھی کبھی حال مین بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے جب وہ بیان کرنے لگتا ہے تو دو دو گھنٹے دم نہین لیتا مگر عام طور پر صرف لگا (ماضی مطلق) مصدر کے بعد آنے سے ان معنون مین آتا ہے۔

۸۔ پڑا (ماضی مطلق) کسی دوسرے فعل کے شروع مین آنے سے فعل مین زور اور کثرت کے معنی پیدا کرتا ہے اور عموماً ایسے افعال کے ساتھ آتا ہے جس مین کام کا جاری رہنا پایا جائے۔ جیسے منھ سے پڑے پھول جھڑ رہے ہین، پڑا مارا پھرتا ہے، پڑا روتا پھرتا ہے، باغون کے نیچے نہرین پڑی بہ رہی ہین۔

۹۔ چاہنا ایک تو فاعل کی خواہش ظاہر کرتا ہے، دوسرے یہ بتاتا ہے کہ کام قریب زمانۂ آئندہ مین ہونے والا ہے، مگر اصل فعل ہمیشہ ماضی کی صورت مین رہتا ہے جیسے وہ بولا چاہتا ہے، دیکھیے کیا ہوا چاہتا ہے۔ یہ حالت صرف فعل حال مین استعمال ہوتی ہے۔

دل اُس بت پہ شید ہوا چاہتا ہے   یہ کعبہ کلیسا ہوا چاہتا ہے

خواہش ظاہر کرنے کے لیے اصل فعل صورت مصدریہ کے ساتھ ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اس نے بولنا چاہا، وہ بولنا چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہی معنی مصدر کے الف کو یائے مجہول سے بدلنے اور اس کے بعد کو اور ہونا کے افعال ماضی و حال بڑھانے سے پیدا ہوتے ہین جیسے کہنے کو ہے، جانے کو ہے وغیرہ۔

۱۰۔ چاہنا سے چاہیے بطور امدادی فعل کے مستعمل ہے۔ یہ اخلاقی امر یا فرض منصبی کے

جتانے کے لیے آتا ہے، اور ہمیشہ مصدر کے بعد استعمال ہوتا ہے جیسے اُنھیں وہاں جانا چاہیئے، تم کو وقت پر حاضر ہونا چاہیئے، انسان کو سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیئے۔

۱۱۔ لے فعل کے شروع میں آنے سے اپنے ساتھ کسی دوسرے شخص یا شے کو لے جانے یا مبتلا کرنے کے معنوں میں آتا ہے جیسے لے بھاگنا، لے اُڑنا، لے ڈوبنا، لے مرنا وغیرہ۔

۱۲۔ رہا اور چھوڑا جب حالیہ کے بعد آتے ہیں تو اسکے معنی ہوتے ہیں کہ باوجود مشکلات کے پوری سعی کے ساتھ کام کو انجام دیا جیسے کرکے رہا، مکان بناکے چھوڑا۔

۱۳۔ کبھی فعل میں تکرار ہوتا ہے، یعنی دوسرا فعل اسی کا مترادف یا اسکا ہم آواز ساتھ آتا ہے اور معنوں میں زور پیدا کردیتا ہے۔ جیسے دیکھ بھال کر، سوچ سلجھ کر، بن شام کو ہارا تھکا گھر پہنچا، وہ مُردوں کے گاڑنے داہنے میں مصروف رہے، بیس پاس کے مسالہ تیار کردیا، دہل دہلا کر خاصہ سفید ہوگیا، گرتے پڑتے گھر پہنچ گیا۔ اسی طرح چلنا پھرنا، سینا پرونا، کھانا پینا، رونا دھونا وغیرہ۔

۲۔ اسما و صفات کی ترکیب سے

۱۔ ہندی اسم یا صفت کے ساتھ سادہ مصادر کا آنا جیسے پوجا کرنا، نام دھرنا، بُرا کہنا، اچھا کہنا، دم لینا، دم دینا، دم مارنا، دم توڑنا، رکھوالی کرنا، اُدھار دینا، ڈینگ مارنا، چھلانگ مارنا، مار کھانا، غوطہ کھانا، جاڑا لگنا، تاک لگانا، پتہ لگانا، ہل چلانا، رستہ دیکھنا وغیرہ وغیرہ بکثرت اور بیشمار مستعمل ہیں۔

۲۔ فارسی اسم کے ساتھ ہندی مصدر کا آنا جیسے دل دینا، باز آنا، باز رکھنا، دلاسا دینا، پیش آنا، بر آنا، بر لانا وغیرہ۔

۳۔ عربی اسم کے ساتھ جیسے شروع کرنا، یقین کرنا، یقین لانا، علاج کرنا،

جمع ہونا وغیرہ۔

۴۔ فارسی یا عربی صفت کے ساتھ جیسے قوی کرنا، روشن کرنا، مشہور کرنا، ضعیف ہونا وغیرہ۔

۵۔ بعض اوقات ہندی اسما یا صفات میں کسی قدر تغیر کر کے نا علامت لگا دیتے ہیں اور مصدر بنا لیتے ہیں۔ جیسے پانی سے پنیانا، جوتی سے جُتیانا، ساٹھ سے سٹھیانا، مٹی سے مٹیانا، پتھر سے پتھرانا، ٹھوکر سے ٹھکرانا، چکّر سے چکرانا، لالچ سے للچانا، کیچے سے کچیانا، لنگڑے سے لنگڑانا، بھن بھن سے (جو مکھیوں کی آواز ہے) بھنبھنانا، ٹھن ٹھن سے ٹھنٹھنانا، بڑبڑ سے بڑبڑانا، مِن مِن سے منمنانا وغیرہ۔

۶۔ بعض مصدر اُردو میں ایسے ہیں کہ عربی یا فارسی افعال یا اسما کے آگے ہندی مصدر کی علامت نا لگا کر اُردو بنا لیا گیا ہے۔

مثلاً فارسی کے فرما سے فرمانا، بخش سے بخشنا، آزما سے آزمانا، نواز سے نوازنا، گرم سے گرمانا، نرم سے نرمانا، داغ سے داغنا، خرید سے خریدنا۔

اسی طرح عربی کے بدل سے بدلنا، بحث سے بحثنا، قبول سے قبولنا، دفن سے دفنانا، کفن سے کفنانا۔

افسوس ہے کہ اس طرح سے مصدر بنانے کا رواج جاتا رہا ہے حالانکہ اس سے زبان میں بڑی وسعت ہو سکتی ہے۔

۷۔ بعض اوقات علامت مصدر حذف ہو جاتی ہے، مگر یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ دوسرا مصدر ساتھ ہو۔ جیسے بنا جانا، بنا آنا، بن آنا، لٹا آنا وغیرہ۔

ایک ہم ہیں کہ دیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ ایک وہ ہیں جنھیں تصویر بنا آتی ہے

۸۔ بعض مصدر بالکل اسم کے طور پر مستعمل ہین۔ جیسے کھانا اور بتانا دبتانا
چوپڑیون کے پیمانے کو کہتے ہین)

۵۔ تمیز فعل

تمیز فعل یا متعلق فعل۔ فعل کی کیفیت بیان کرتا ہے اور اُسکے آنے سے فعل کے معنون مین تھوڑی
بہت کمی بیشی واقع ہوجاتی ہے۔ بعض اوقات یہ صفت کے ساتھ آکر بھی یہی کام دیتا ہے
چند متعلقات فعل ایسے ہین جو ہندی ضمائر سے بنے ہین اور چونکہ وہ سب سے
سادہ ہین لہذا اُنکا ذکر اول کیا جائے گا اور اُنکے ساتھ اسی قسم کے دوسرے
الفاظ بیان کیے جائین گے جو اسما سے بنے ہین۔

۱۔ زمان۔ اب، جب، تب، کب۔

یہ سب الفاظ سنسکرت سے ماخوذ ہین۔ مثلاً جب اور تب سنسکرت کے الفاظ
یاوت اور تاوت سے بنے ہین، جو پراکرت مین جاکر جاوا اور تاوا ہوئے
اور ان سے ہندی کے جب اور تب بنے۔ یہی حال اب اور کب کا ہے۔
انکے علاوہ دوسرے ہندی الفاظ جو تمیز فعل زمان کا کام دیتے ہین یہ ہین
آگے، پیچھے، پہلے، آج، کل، پرسون، اترسون، ترڑکے، ترت، نت
سدا، سویرے، پھر۔

فارسی الفاظ ان معنون مین یہ مستعمل ہین۔

ہمیشہ، جلد، جلدی، یکایک، اچانک، ناگاہ، ناگہان، بعدازان، شب وروز۔

۲۔ مکان ۔ یہان، وہان، جہان، تہان، کہان ۔ یہ الفاظ بھی سنسکرت سے ماخوذ ہین۔ ہان یا ان جو سنسکرت کے لفظ ستھان کا مخفف ہین جس کے معنی جگہ کے ہین ۔ضمیری ماڈے کے میل سے یہان اور وہان بن گئے ۔کہان کا کاف سنسکرت کے لفظ کت سے ہے جس کا بگاڑ کد ہے جو اب بھی قصبات و دیہات مین مستعمل ہے اور اسی سے مرہٹی مین اکادسے بنا ہے۔

اس کے علاوہ ہندی مین تمیز فعل مکان کے لیے یہ الفاظ آتے ہین آگے، پیچھے، پرے، ورے، پاس، اوپر، نیچے، بھیتر، باہر، اندر،

۳۔ سمت ۔ادہر، اُدہر، جدہر، تدہر، (ہندی)، کدہر۔

اِن الفاظ کی اصل ٹھیک طور پر معلوم نہین ہوئی۔ بعض کا خیال ہے کہ پراکرت ضمیر اندیرہا (سنسکرت اوریتا) سے ماخوذ ہین۔

۴۔ طور و طریقہ، یون، جون، کیون، کیونکر، کیسے (بمعنے کیون)

یہ الفاظ سنسکرت کے لفظ الوم پراکرت الوام سے نکلے ہین جنکی صورت بعد مین امی اور اِم ہوئی اور ہندی مین یون۔

علاوہ انکے دوسرے الفاظ یہ ہین ٹھیک، اچانک، دہیرسے، ہولے، لگاتار، برابر، تابڑتوڑ، سچ مچ، جھوٹ موٹ، کسی قدر، تھوڑا، بہت، جھٹ، جھٹ پٹ۔

فارسی عربی کے الفاظ ذرا، تخمیناً، تقریباً، خصوصاً، زیادہ، بالکل، مطلق، لعینہ، بجنسہ، ہرچند، سوا، حسبہ، یعنی من وعن، باہم، فوراً، دفعتہً، ناگہان، ناگاہ، یکایک، فی الفور، القصہ، الغرض، فی الجملہ وغیرہ۔

۵- برائے تعداد۔ ایکبار، دوبار، دغیرہ۔ اکثر، ایک ایک، دو دو وغیرہ اتنا، جتنا، کتنا

۶- ایجاب و انکار۔ ہاں، جی، جی ہاں، نہیں، تو۔

شاید، غالباً، یقیناً، بیشک، بلا شبہ، ہرگز، زنہار، بارے، البتہ، فی الحقیقت۔

۷- سبب و علت۔ اس لیے، اس طرح، چنانچہ، کیونکہ، لہذا۔

۸- مرکب تمیز فعل۔ کبھی دو تمیز فعل مل کر آتے ہیں جیسے کبتک، جب کبھی، جہاں کہیں، جہاں جہاں، کہیں نہ کہیں، کبھی نہ کبھی، ادھر ادھر، اندر باہر

۹- بعض اوقات ایک ایک دو دو لفظ مل کر بطور جزو جملہ کے حال کا کام دیتے ہیں جیسے رفتہ رفتہ، خوشی خوشی، ایک ایک کرکے، روز روز، آئے دن گھڑی گھڑی، ہونہو، دھوم دہام، دونوں وقت ملتے، آس پاس، اطراف و جوانب، جھم جھم، نت نت، کیوں نہیں، الگ الگ، صبح و شام، چوری چھپے، آہستہ آہستہ، جوں توں، جوں کا توں۔

عربی کے جملے کما حقہ، حتی الامکان، کماینبغی، من و عن، حتی المقدور، حاصل کلام، طوعاً کرہاً آخرالامر وغیرہ۔

۱۰- بعض اسما کے بعد سے، تک، میں وغیرہ آنے سے تمیز فعل بن جاتے ہیں جیسے کبتک۔ خوشی سے، زور سے، عقلمندی سے، بھولے سے، پھرتی سے آرام میں، غصہ میں بیٹھا۔ فارسی کی ب فارسی الفاظ کے ساتھ آنے سے کام دیتی ہے جیسے بخوشی، بخوبی، بدل وجان۔

۱۱۔ بعض اسما وار کے ساتھ مل کر یہ معنی دیتے ہیں جیسے تفصیل وار، ہفتہ وار، ماہوار، نمبروار وغیرہ۔

۱۲۔ بعض الفاظ صفات بھی تمیز فعل ہوتے ہیں۔ مثلاً خوب، ٹھیک، بجا، درست۔ جیسے خوب کہا۔ بجا فرمایا۔ ٹھیک کہتے ہو۔ درست فرماتے ہیں۔

ہزار اور لاکھ کثرت کے معنوں میں تمیز فعل کا فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے میں نے لاکھ سمجھایا کچھ اثر نہوا۔ ہزار سر مارا مگر وہ ٹس سے مس نہوا۔ لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

۱۳۔ کبھی اسمائے عام بھی تمیز فعل کے معنوں میں آتے ہیں جیسے انگلوں ٹہتا ہے بانسوں اُچھلتا ہے گھٹنیوں چلتا ہے۔ بھوکوں مرتا ہے۔ جھوٹوں بھی نہ پوچھا (یہ سب الفاظ جمع میں استعمال ہوتے ہیں)

۱۴۔ بعض اوقات افعال حالیہ بھی متعلقات فعل کا کام دیتے ہیں جیسے کھلکھلا کر ہنسا بلبلا کر رو دیا۔

حروف

حروف وہ مستقل الفاظ ہیں جو تنہا بولنے یا کہنے میں کچھ معنی نہ پیدا کریں۔ جیسے کو۔ تک۔ جب وغیرہ

اُردو میں اِنکی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ ربط

۲۔ عطف

۳۔ تخصیص

۴۔ فجائیہ

۱۔ ربط

حروف ربط وہ ہین جو ایک لفظ کا علاقہ کسی دوسرے لفظ سے ظاہر کرتے ہین۔

(۱) کا، کے، کی

(۲) نے۔

(۳) کو، تئیں، سے، مین، تک، پر۔

یہ مذکورہ بالا حروف ربط سادہ قسم کے ہین جو عموماً اسما کے ساتھ آتے ہین اور اُنکی حالت کا پتہ دیتے ہین مثلاً (نمبر۱) حالت اضافی کے لیے (نمبر۲) حالت فاعلی کے لیے (نمبر۳) حالت مفعولی انتقالی یا ظرفی کے لیے آتے ہین۔

اگرچہ بظاہر یہ حروف بہت سادہ معلوم ہوتے ہین، لیکن جب انکی اصل پر نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنسکرت مین مستقل الفاظ تھے لیکن زمانہ کے تغیرات سے رفتہ رفتہ ایسے ہو گئے کہ وہ اب محض ایک سادہ علامت کا کام دیتے ہین۔ مثلاً کنے جو پرانی اردو مین پاس کے معنون مین استعمال ہوتا تھا اصل مین کرن یا کرنے سے ہے جس کے معنی کان کے ہین چونکہ کان قریب کا عضو ہے اس لیے اسکے یہ معنی ہو گئے یہی حال دوسرے حرف کا ہے۔ کا (مذکر واحد) کے (جمع مذکر) کی (واحد وجمع مونث) اسماء وضمائر دونون کے ساتھ استعمال ہوتے ہین۔

یہ لفظ کرتا کی خرابی ہین جو سنسکرت کے فعل کری کا مفعول ہے۔ پراکرت مین کرتا کے ساتھ مفعولی علامت کا اضافہ کی گئی، بعد ازان ت نکل گئی اور ری کا ی ر سے بدل گیا اور لفظ کی صورت کیرا کا ہو گئی پراکرت مین یہ لفظ حالت

اطلاعی کے ساتھ استعمال ہوتا تھا، رفتہ رفتہ اضافت تو مٹ گئی اور یہ اسکی جگہ قائم ہو گیا۔ اسی لفظ سے بعد میں کیرو، کرا، کرے نکلے جو قدیم ہندی میں حالت اضافی کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ اور انھیں کی مختلف صورتیں برج اور ہندی کے کو، کو اور کا ہیں۔ اور جب انکے شروع سے ک نکل گیا، تو باقی را اور اسکی دوسری صورتیں ری رے پیدا ہو گئیں جو ضمیر ذاتی میں صرف متکلم کے ساتھ استعمال ہوتی ہیں۔

نے صرف فاعل کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ اور وہ بھی افعال متعدی میں سنسکرت کا مفعول لگیا پراکرت میں لگیو ہوا، وہاں سے ہندی لگے، اسلیے اتے بنے۔ گجراتی اور پنجابی میں نے مفعول اور فاعل دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن چونکہ ہندی میں مفعول کی علامت کو موجود ہے لہذا نے صرف فاعل کے لیے مخصوص ہو گیا۔

کو بعض کا خیال ہے کہ یہ بھی کرتا سے اسی طرح نکلا ہے جیسے کا، لیکن زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ سنسکرت کے ظرف کا کشتے سے بنا ہے۔ کا کشتے کا کشتا سے نکلا ہے جس کے معنی بغل کے ہیں اسی سے پنجابی کچھ بمعنی بغل ہے اور بنگالی کا پاچھے بھی اسی سے بنا ہے جسکے معنی اُس زبان میں نزدیک کے ہیں کیونکہ بغل سب سے قریب ہے اسلیے اسکے یہ معنی ہو گئے۔ قدیم ہندی میں کاکھہ اور کاکھم ہوا، کاکھم سے معمولی تغیر و تبدل کے بعد کاہاں، کہاں، کہاؤں، کاؤں اور کو بنا۔

سے سنسکرت کے لفظ سانگے سے ہے جسکے معنی معیت کے ہیں۔

میں سنسکرت کی لفظ مدھیا سے بنا ہے۔ مدھیا کی مختلف صورتیں رفتہ رفتہ مدھیا، مدھی، مھی، ماہی، اور ماہ ہوئیں، ان میں دھا ہا اور یا سے بدلا اور یا بعد میں ای ہوی اور پھر ای بھی غائب ہو گئی۔

مانجھ (جسکے معنی درمیان کے ہین) بھی اسی سے ہے۔ اسکے بعد کی صورتین ما ہین، مہان، مین، مون ہین۔ غرض مین آخر مین "ہن" سے بنا ہے۔

پر سنسکرت کے اُپری سے ہے۔

تک سنسکرت مین ایک لفظ ترتیا ہے جسکی اصل ترّی ہے اور جو سنسکرت مین انھین معنون مین آتا ہے جیسے اردو مین تک۔ ترّی کے ساتھ کو اضافہ کیا گیا تو ترکیو ہوا۔ ر اُڑ گئی۔ تک رہ گیا۔

تلک کی بھی یہی اصل ہے ترکیو مین ر ل سے بدل گئی۔ ر اور ل کا بدل عام طور پر ہوتا ہے، تو تلیکو بنا اور تلیکو سے تلک بن گیا ہندی اور پرانی اُردو اور اور آج کل کے دیہات مین بھی لگ بمعنی تک کے آتا ہے چونکہ لگ کے معنی قریب پہونچنے کے ہین اور تک اور تلک حد کو بتاتا ہے کہ اُسے چھو سکتے ہین اسی لیے لگ ان معنون مین استعمال ہونے لگا۔

تئین بھی غالباً سنسکرت کے لفظ ترتیا سے ہے۔

انکے علاوہ اور بہت سے الفاظ ہین جو حروف ربط کا کام دیتے ہین خاص کر وہ الفاظ جو حال کے لیے آتے ہین اُنھین سے اکثر ربط کے واسطے بھی استعمال ہوتے ہین مثلاً پاس، تلے، پیچھے، آگے، بن، بیچ، سمیت، اوپر، نیچے، باہر، لیے، ساتھ، سامنے، مارے، جیسے (تمھارے مارے مین وہان نہ گیا) دھوپ کے مارے سر دکھنے لگا۔

اسی طرح بہت سے فارسی و عربی کے الفاظ بھی حروف ربط کا کام دیتے ہین جیسے بغیر، اندر، نزدیک، باعث، واسطے، سبب، سوا، طرح نسبت، بجا، بجز، موجب، پیش، پس، قبل، گرد، درمیان،

ہندی کے بعض حروف ربط دو دو مل کر آتے ہیں اور ایک حرف کا کام دیتے ہیں جیسے وہ چھت پر سے گر پڑا۔ نالی میں سے نکل گیا۔ یہ تو اُس میں کا ہے۔ دیوار پر سے کود گیا۔

۲۔ حروف عطف

حروف عطف وہ ہیں جو دو لفظوں یا جملوں کو ایک حالت میں ملائیں جیسے جوان اور بوڑھے سب تھے۔ ہرکارہ آیا اور خط دیکر چلا گیا۔ میں تو آ گیا مگر وہ نہیں آیا۔ اگر ہم جانتے تو وہ نہ جاتا۔

انکی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) وصل (۲) تردید (۳) استدراک (۴) استثنا (۵) شرط (۶) علت (۷) بیانیہ

۱۔ وصل کے لیے اور و کیا... کیا، کہ، یا۔ اس میں و اور کہ فارسی ہیں۔ مثالیں۔

جوان اور بوڑھے سب تھے۔ ہرکارہ آیا اور خط دے کر چلا گیا۔ بادشاہ و وزیر کھڑے ہیں۔ کیا وہ اور کیا تم دونو ایک ہو۔ اس نے کہا کہ ابھی مت جاؤ۔ اور اور و کے استعمال میں فرق ہے جس کا ذکر نحو میں کیا جائے گا۔ یا جیسے کوئی ہے یا نہیں۔ کہ بھی انھیں معنوں میں آتا ہے۔ جیسے کوئی ہے کہ نہیں۔

۲۔ تردید نہ نہ، خواہ، چاہے یا یا۔ نہ وہ آیا نہ تم آئے۔ خواہ تم آؤ خواہ اُسے بھیجدو۔ چاہے رہو چاہے چلے جاؤ۔ یا یہ لو یا وہ۔

۳۔ استدراک۔ پر، لیکن، بلکہ۔

جہاں یہ لفظ آتے ہیں تو جملوں کے مضمون میں جو مغائرت ہوتی ہے ان الفاظ کے آنے سے شک وشبہ رفع ہوجاتا ہے۔ یہ سب سچ ہے پر وہ نہیں مانتا۔ اس نے بہت سی شرطیں پیش کیں لیکن میں نے ایک نہ مانی۔ ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔

۴۔ استثنا مگر الّا۔

سب آئے مگر وہ نہیں آیا، سب آئے الّا وہ نہیں آیا

۵۔ شرط جو، اگر

اور جو تم نے کچھ کہا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔ جو ڈوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا (غالب)

اگر وہ نہ آیا تو مجھے جانا پڑے گا۔

ورنہ اور نہیں تو اور تو شرط کے جواب میں آتے ہیں۔

وہ آیا تو آیا ورنہ مجھے خود جانا پڑے گا۔

کچھ کہتے ہو تو کہو نہیں تو میں جاتا ہوں۔

پہلے جملہ میں حرف شرط آتا ہے۔ اور دوسرے جملہ میں جواب کے لیے اکثر تو آتا ہے۔ اسی لیے جزا کہتے ہیں۔

۶۔ علت۔ سو۔ پس۔ اس لیے، لہذا، بنا برین، کیونکہ۔ اس لیے کہ آپ نے اسے جانے کا حکم دیا تھا سو وہ گیا۔ اس نے ہمیں حاضر ہونے کو کہا تھا، پس ہم حاضر ہوگئے بعض حروف عطف علت ومعلول کے لیے جوڑا جوڑا آتے ہیں۔ جیسے۔ چونکہ آپ نہ تھے اس لیے میں نہ آیا۔

میں وہاں نہیں گیا، کیونکہ آپ نے منع کر دیا تھا۔

میں نے اسے اپنے گھر بلا بھیجا، اس لیے کہ میں چلنے سے معذور تھا۔

تا اور تا کہ اور مبادا کو بھی اسی ضمن میں سمجھنا چاہیے۔ مثلاً کتابیں بھیج دیجئے تاکہ جلد بندھوا دوں۔ آپ کمر بھیجئے مبادا وہ نہ آئے۔

۳۔ حروف تخصیص

حروف تخصیص جب کسی اسم یا فعل کے ساتھ آتے ہیں تو ایک خصوصیت یا حصر پیدا کر دیتے ہیں۔

حروف تخصیص یہ ہیں ہی۔ تو۔ بھی۔ ہر

کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی   جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

ہیں جہاں سو ہزار ہم بھی ہیں۔

فعل کے ساتھ بھی یہ حرف استعمال ہوتے ہیں۔

کسی نے اُنکو سمجھایا تو ہوتا۔ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔

ہر شخص اپنی اپنی فکر میں مبتلا ہے۔ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہے۔

ہر عموماً ایک کے ساتھ ملکر آتا ہے جیسے ہر ایک آدمی پر لازم ہے کہ اپنا فرض ایمانداری سے ادا کرے۔ ہر ایک کا یہ مقدور نہیں۔

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے   تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

کوئی اور کسی کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ہر کسی کے کہنے کا یقین کیونکر ہو سکتا ہے۔ اب تو ہر کوئی تمھاری سی کہنے لگا۔

ہی بعض اسما و ضمائر و حروف کے ساتھ مل کر مرکب الفاظ بنتا ہے۔ مثلاً

تب   ہی کے ساتھ مل کر   کبھی   ہوا

جب	ہی کے ساتھ مل کر	جبھی	ہوا
اب	"	ابھی	
تب	"	تبھی	
سب	"	سبھی	
کہان	"	کہین	
وہان	"	وہین	
یہان	"	یہین	
وہ	"	وہی	
یہ	"	یہی	
اُس	"	اُسی	
اِس	"	اِسی	
تم	"	تمھین	
ہم	"	ہمین	
تجھ	"	تجھی	
مجھ	"	مجھی	
جون	"	جونہین	
یون	"	یونہین	



۴۔ حروف فجائیہ

وہ الفاظ جو جوش یا جذبے میں بے تحاشا زبان سے نکل جاتے ہیں۔

جیسے ہیں ہیں! اوہو، ہائے وغیرہ۔

مختلف جذبات و تاثیرات کے لیے الگ الگ حروف مستعمل ہیں بعض اوقات جملہ ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے ماشاءاللہ! لوحش اللہ

۱۔ حرف ندا۔ اے، یا، ہوت

اے اور یا کے سوا باقی حروف خلاف تہذیب سمجھے جاتے ہیں۔

ارے۔ ابے۔ اجی۔ ارے او۔ ابے او۔

عموماً یا تو بے تکلفی میں یا چھوٹے درجہ کے ذلیل لوگوں کے استعمال کیے جاتے ہیں۔

فارسی کی طرح کبھی الف اسم کے آگے بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے شاہا۔ شاہنشاہا۔ بادشاہا واعظا وغیرہ۔ مگر یہ حرف شعر میں آتا ہے۔ جسے بلاتے ہیں اُسے منادیٰ کہتے ہیں۔

جب منادیٰ جمع کی حالت میں ہوتا ہے۔ تو جمع کا آخری ں گرجاتا ہے۔ اے صاحبو اے بھائیو! بعض وقت حرف ندا محذوف بھی ہوتا ہے۔ جیسے۔ لوگو دوڑو۔ صاحبو یہ کیا ہے منادیٰ بجائے مفعول کے آتا ہے، کیونکہ جملہ کا باقی حصہ محذوف ہے۔ مثلاً جب ہم کہتے ہیں "احمد"۔ تو اسکے معنی ہیں میں بلاتا ہوں احمد کو۔

۲۔ خوشی اور مسرت کے لیے۔ اہا، اہو ہو واہ واہ، سبحان اللہ، ماشاءاللہ۔

۳۔ رنج و تاسف کے لیے۔ ہائے، وائے، آہ، اُف، اے وائے، ہائے رے افسوس، حیف، ہیہات۔

۴۔ تعجب کے لیے سبحان اللہ، اللہ اللہ، اللہ اکبر، تعالی اللہ، صلے علےٰ، اُفّوہ، اہا۔

۵۔ نفرت کے لیے۔ دُر، دُردُر، دور، تف، ھو، استغفر اللہ، معاذ اللہ، لاحول ولا قوۃ الاّ باللہ، ہشت، چھی۔

۶۔ تحسین و آفرین کے لیے۔ سبحان اللہ، ماشاء اللہ، بارک اللہ، خوب، شاباش، جزاک اللہ، واہ وا، اللہ اللہ صلے علے، چشم بد دور۔

۷ پناہ مانگنے کے لیے۔ الامان، الحفیظ، الامان الامان، توبہ، الٰہی توبہ، معاذ اللہ، عیاذ باللہ۔

۸ تنبیہ کے لیے۔ ہیں ہیں، ہیں، ہوں ہوں، ہوں، خبردار، دیکھو، سُنو۔

فصل سوم

مشتق اور مرکب الفاظ

اس فصل میں مشتق اور مرکب الفاظ کا ذکر کیا جائے گا۔

مشتق

مشتق الفاظ میں زیادہ تر ہندی الفاظ سے بحث کی جائے گی فارسی اشتقاق اکثر ہندی سے ملتا جلتا ہے۔ عربی فی الحال ہماری بحث سے خارج ہے۔

۱۔ اسمائے کیفیت

(۱) اکثر افعال کے مادے (یعنی علامت مصدر کے گر جانے کے بعد) اسمائے کیفیت کا کام دیتے ہیں۔ مثلاً ہار جیت، مار، پھیر، تاک، سیک، بول، لوٹ، روک ٹوک وغیرہ

بعض اوقات اعراب کو لمبا کر کے حروف علت کی شکل میں لے آتے ہیں جیسے

اترنا سے اتار، چلنا سے چال، ٹلنا سے ٹال، ملنا سے میل۔

(ب) مادے کے آخر میں آ کے بڑھانے سے جیسے جھگڑا، پھیرا، چھاپا۔

(ج) ن کے بڑھانے سے جیسے چلن، مرن، کہن، اُترن

بعض اوقات صفات کے آگے ن بڑھانے سے اسمائے کیفیت بن جاتے ہیں

جیسے اونچان۔ چوڑان، لنبان۔

(د) آن کے اضافے سے جیسے اُٹھان، لگان، اُڑان، ڈھلان۔

(و) مادہ فعل کے آگے ئی (معروف) یا وائی بڑھانے سے۔ لیکن اسمیں ہمیشہ اجرت یا مزدوری کے معنی پائے جاتے ہیں۔ جیسے ڈھلائی، چرائی، اپسوائی، دُھلائی، سلائی، رنگوائی۔

(و) اسم یا صفت کے بعد ائی یا ئی بڑھانے سے اسمائے کیفیت بن جاتے ہیں جیسے اچھائی، بُرائی، گولائی، بڑائی، چھٹائی، چوری، ٹھگی۔

(ز) ت یا تی کے بڑھانے سے۔ جیسے بچت، کھپت، بھرتی، بڑھتی۔

(ح) وٹ۔ ہٹ۔ اٹ کے بڑھانے سے جیسے گھبراہٹ، بناوٹ، رکاوٹ، لگاوٹ وغیرہ

بعض اوقات صفات کے آگے بڑھانے سے بھی اسمائے کیفیت بنتے ہیں جیسے چکناہٹ، کڑواہٹ، نیلاہٹ

(ط) آؤ کے اضافہ کرنے سے جیسے بچاؤ، چڑھاؤ، چھڑکاؤ، جھکاؤ۔

(ی) پا، پن اور پنا اسم کے آگے بڑھانے سے جیسے بڑھاپا، چھٹاپا، مٹاپا، لڑکپن، بچپن۔ شہد پن، دیوانہ پن، بچپنا، گنوار پنا، چھٹپنا۔

(س) ک کے بڑھانے سے (اسم یا فعل کے بعد) ٹھنڈک، بیٹھک۔

(ع) اس کے اضافہ سے جیسے مٹھاس، پیاس، کھٹاس۔

یہ سب ہندی صورتیں ہیں لیکن بعض فارسی ترکیبیں بکثرت استعمال ہوتی ہیں مثلاً گی کے لگانے سے بندگی، زندگی، مردانگی، دیوانگی (یہ علامت اُن فارسی الفاظ کے آگے اضافہ کی جاتی ہے جن کے آخر ہ ہے)

ی کے اضافہ جیسے گرمی، نرمی، جوانی، روشنی وغیرہ۔

" ر کے آگے ش یا یش کے اضافہ سے جیسے سوزش، آزمائش، گردش وغیرہ

" " اک کے بڑھانے سے جیسے خوراک، پوشاک۔

۲ — اسم فاعل جو کام کرنے والے یا پیشہ ور کے ظاہر کرنے کو استعمال ہوتا ہے مفصلہ ذیل علامات کے اضافے سے بنتا ہے۔

(ا) والا جیسے رکھوالا۔ گوالا (گئووالا)

(ب) ہار۔ ہارا جیسے پنہارا، پسنہارا، لکڑہارا، گھسیارا، جانہارا (ہار سنسکرت کے لفظ کارک سے بگڑ کر بنا ہے۔ جس کے معنے آنے والے کے ہیں) بعض الفاظ میں ہ اُڑ گئی ہے اور آرا، آر یا ر رہ گئے ہیں جیسے کرتار، بنجارا، بھٹیارا، سنار، لوہار۔

ایک آدھ اسم ارَی۔ رَی کے اضافہ سے بھی بنا ہے جیسے بنجاری، کھلاڑی۔

ایرا سے جیسے لٹیرا، کمیرا، سپیرا۔

(ج) آ سے جیسے بھڑبھونجے میں بھونجا جو پرانے فعل بھنجنا (بھوننا) سے نکلا ہے۔

یا سے جیسے گدڑیا (گادر بمعنے بھیڑ) دلولیا، بنجنیا۔

آؤ، و جیسے کھاؤ، کماؤ، بکاؤ۔ (یہ سب اسم صفت کے طور پر آتے ہیں)

یہ سب علامات سنسکرت کے لفظ اکا سے بنی ہیں جو بعد میں کا ہوگیا اور ہ کا سے بدل کر یا، (یا) اور آؤ بن گیا۔

(د) ایا سے جیسے گویّا

(و) ہا سے جیسے چرواہا۔

(ی) وا سے جیسے لیوا (جان لیوا)۔ مچھوا۔ بھڑوا (بھاڑے سے)

(ز) اک سے جیسے پیراک۔ لڑاک۔ تیراک

(ح) تا سے جیسے داتا یا رشتہ کو ظاہر کرنے کے لیے پتا (یہ سنسکرت علامت ہے)

(ط) کڑ جیسے بھلکڑ کودکڑ

اسکے علاوہ فارسی علامتیں بھی اُردو میں بکثرت استعمال ہیں مثلاً

گر، گار، کار جیسے کاریگر، نیلگر، زرگر، خدمتگار، مددگار، دستکار

بر جیسے رہبر، دلبر، پیغامبر۔

بان، وان جیسے باغبان، گاڑی بان، کوچوان اور اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں موٹر بان۔

مند جیسے دولتمند، حاجتمند۔

ور، آور جیسے جانور، زورآور۔

ترکی علامات چی سے جیسے خزانچی، طبلچی، تنبہ چی، باورچی۔

۳ــــ اسمائے آلہ فعل کے بعد ان علامات کے بڑھانے سے بنتے ہیں جیسے

(ا) نی، نا، ن کے اضافہ جیسے دھونکنی، اوڑھنی، بیلن، چھلنی۔ اسم کے بعد ن بڑھانے سے جیسے دتون

(ب) ا کے اضافہ سے جیسے گھیرا

(ج) یل کے اضافہ سے جیسے نکیل

فارسی میں ہ کے اضافہ سے جیسے دستہ، چشمہ۔ آنہ سے جیسے انگشتانہ، دستانہ

۴ — اسمائے ظرف اسم کے بعد ان علامات کے لگانے سے بنتا ہے۔

(ا) باڑی۔ باڑہ، وار جیسے بالس باڑی، سید باڑہ، امام بارہ، رسول باڑی، مقامی واڑہ، ہڑواڑ، پھلواری۔

(ب) ستان۔ جیسے راجستان، ہندوستان۔

(ج) لہ سے جیسے ہمالہ، سوالہ

(د) آل۔ یال سے جیسے سسرال۔ ننھیال۔

(ہ) سال۔ سالہ سے ٹکسال، گھڑسال، پاٹ سالہ، دھرم سالہ

(و) آنہ سے جیسے سمدھیانہ۔

(ز) دوار جیسے ہردوار۔

۵ — تصغیر اسما ان علامات کے اضافے سے بنتی ہے۔

(ا) آ کے لگانے سے جیسے ڈبیا، چھڑیا، لٹیا،

اس قسم کی تصغیر سے اکثر پیار اور محبت کا اظہار ہوتا ہے جیسے ٹبیا، بہنیا، بھیا

(ب) ی معروف سے جیسے ٹوکری، رسی، شیشی۔

(ج) یا سے جیسے انبیا، کھٹیا، تالیا (تال سے)

(د) وا سے جیسے مردوا، جوروا، ہٹوا۔

(ہ) ڑی اور ڑا یا را سے جیسے دمڑی (دام سے)، پلنگڑی، چمڑا، چمڑی، گنیاری، کھاڑی، لنگڑا، ٹکڑا (ٹک سے)، ٹھیکرا (ٹھیک سے)، مکھڑا، جیوڑا۔

(و) ایلا، اولا سے جیسے دھیلا (ادھیلا یعنی آدھے سے)، بگھیلا یا بگھیلا (باگھ سے)، کھٹولہ، ہندولہ، گگیلا، سپولیا (ہندی سنپولا)

(ز) ٹا یا وٹا سے جیسے ہرنوٹا، چوٹا، بامنٹا

(ح) نا سے جیسے بھتنا، ڈھولنا۔

(ط) ک ہندی اور فارسی دونوں میں مشترک ہے جیسے ڈھولک، مردک، عینک

طفلک، بطخ (بطک)

علاوہ ک کے فارسی علامت چی اور چہ اُردو میں مستعمل ہے۔ جیسے صندوقچہ

باغیچہ دیگچہ، دیگچی، نیچہ، ڈولچی، نیمچہ، سینچہ، ریچی،

۶۔ اب ان صفات کا ذکر کیا جاتا ہے جو دوسرے الفاظ سے مشتق ہیں۔

(ا) ی کے اضافہ سے جیسے سنہری، پہاڑی، دیسی، بہاری، اونی،

(ب) آ کے بڑھانے سے جیسے دودھیا، جھوٹا، میلا، بھوکا، نیلا،

(ج) اک سے جیسے لڑاک، پیراک یا تیراک

(د) ایلا (یای معروف) جیسے پتھریلا، شرمیلا، رسیلا، کسیلا،

ایلا (یای مجہول) سجیلا، رنگیلا، اکیلا، سوتیلا،

ایل ڈرہیل، پائل، بوجھل، گھائل،

ال دودہیل۔

ایرا وغیرہ پچیرا، ممیرا، کمیرا، ہنسوڑ۔

(ہ) یت - پچیت، کرکیت۔

(و) ونت - بلونت بھگونت

(ز) مان یا وان جیسے بھاگوان، بدھیمان، گنمان، دھنوان

(ح) سا سے جیسے پیاسا، رواسا (روکھا)، نندا سا۔

اسکے علاوہ فارسی کی بعض علامات بھی اسی طرح اُردو مین مستعمل ہین جیسے ی
ہندی اور فارسی دونون مین یکسان استعمال ہوتی ہے اسکے علاوہ
آنہ جیسے مردانہ، سالانہ، ماہانہ۔
ین جیسے زرین، آتشین، رنگین، نمکین، شوقین، کمین۔
ناک جیسے غضبناک، ہیبتناک، خطرناک۔

اسکے علاوہ اسم اور امر سے مل کر سینکڑون فارسی صفات بنتے ہین جو اردو مین بلا تکلف لکھے اور بولے جاتے ہین۔

فارسی حروف بے، بر، با، بہ کے ساتھ جیسے برمحل، بروقت، برقرار، بجا، بیجا، بیدل، باتدبیر، بے عقل وغیرہ۔

علاوہ اسکے ہندی مین س خوبی کے لیے اور ک برائی کے لیے بعض الفاظ کے شروع مین آتا ہے (مگر عموماً یہ قیاسی ہے) جیسے سڈول، سپوت، سپھل، کچپت، کپوت، کڈھب

مرکب

مرکب الفاظ دو قسم کے ہین۔

اوّل وہ جہان ایک خاص لفظ دوسرے مختلف الفاظ کے ساتھ خاص معنی پیدا کرتا ہے اس قسم کے مرکبات زیادہ تر فارسی ہوتے ہین

دوسرے وہ جب کہ دو مختلف اسم یا ایک اسم اور صفت یا اسم و فعل یا صفت و فعل مل کر ایک مرکب لفظ بن جاتا ہے۔ ایسے مرکبات زیادہ تر ہندی ہوتے ہین۔



ا

(۱) اول اُن الفاظ کا بیان کرتے ہین جنکے شروع مین آنے سے صفات کی نفی ہوتی ہے

آ (ہندی) سے جیسے ادہر، اٹل، اٹٹ

اَن " " انجان، ان پڑھ، ان گھڑ

نَ " " نڈر، نہتا۔

نِر " نراسا، نرمل۔

بِن " بن سلا، بن سر (فعل کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے خدائی مین سربسر بن جتی تھی)

کُ " کڈھب، کڈول

بعض فارسی اور عربی الفاظ بھی اسی طرح نفی کے لیے استعمال ہوتے ہین جیسے

نا (فارسی۔ ہندی الفاظ کے ساتھ بھی آتا ہے) جیسے نالائق، نادار، ناوقت، ناسمجھ، ناچار

بے " " بیہوش، بےخبر، بیڈھب، بیدل، بےمثل، بےصبر، بے

کم " " کمزور، کمیاب، کم بخت، کم عقل، کم حوصلہ، کم اصل۔

غیر (عربی) غیر حاضر، غیر مفید۔

خلاف " خلاف عقل، خلاف شرع، خلاف قاعدہ۔

اسی طرح بد، تنگ، زشت، دون وغیرہ الفاظ دوسرے الفاظ کے ساتھ آکر ذم کے معنی پیدا کرتے ہین جیسے بدگمان، بدشکل، بدچلن، تنگ دل، تنگ چشم، زشت رو، زشت خو، دون ہمت وغیرہ۔

(۲) مرکب صفات جو اکثر فارسی ہوتے ہین اور اکثر بطور اسم فاعل مستعمل ہین۔ (اسم کے ساتھ اسم یا دوسرا اسم اضافہ کرنے سے)

دار کے ساتھ جیسے دلدار، زردار، جاندار، وفادار، مالدار وغیرہ

بر کے ساتھ	جیسے	دلبر، فرمانبر،
باز	״	جانباز، سرباز، دغاباز
ساز	״	حیلہ ساز، دمساز، سخن ساز، زمانہ ساز، کارساز
آور (ور)	״	نامور، زورآور، دلاور، قدآور، نام آور
خواہ	״	خیر خواہ، دلخواہ، خاطر خواہ، عذر خواہ۔
اندیش	״	دوراندیش، خیراندیش، کوتہ اندیش، بداندیش۔
طلب	״	خیر طلب، مرست طلب، شہرت طلب۔
شناس	״	رمزشناس، اداشناس، مردم شناس، قدرشناس، سخن شناس۔
دان	״	قدردان، سخن دان، سائنس دان، کاردان، مزاج داں،
فہم	״	سخن فہم، شعر فہم، معاملہ فہم۔
پوش	״	عیب پوش، خطا پوش، پردہ پوش، خوان پوش۔
بخش	״	خطا بخش، زربخش، صحت بخش۔
پرست	״	آشنا پرست، زن پرست، شکم پرست، بت پرست، خدا پرست۔
فروش	״	خود فروش، یار فروش، دل فروش۔
گیر	״	جہانگیر، عالمگیر، دست گیر، دلگیر، دامن گیر، گلوگیر۔
خوار (خور)	״	خونخوار، دانہ خور، مئےخوار، شراب خوار، بسیار خوار۔
گو	״	راست گو، دروغ گو، کم گو، پوچ گو۔
جو	״	عیب جو، جنگ جو، نام جو،
بین	״	باریک بین، عیب بین، خوردبین، آخر بین، پیش بین۔

نشین کے ساتھ جیسے دل نشین، خانہ نشین، ذہن نشین۔

ربا 〃 〃 〃 دلربا، ہوش ربا، اندوہ ربا۔

چین 〃 نکتہ چین، سخن چین، عیب چین، خوشہ چین۔

ریز 〃 خونریز، شکر ریز، برگ ریز، زر ریز، گوہر ریز۔

فشاں (افشاں) 〃 گلفشاں، نور افشاں، در افشاں، اشک فشاں

سوز 〃 جگر سوز، دل سوز، عالم سوز، جہاں سوز۔

کن 〃 بیخ کن، گورکن (اسم فاعل)

زدہ 〃 غم زدہ، آتش زدہ، قحط زدہ۔

آلودہ 〃 خون آلودہ، گرد آلودہ، شکر آلودہ۔

زن 〃 لاف زن، نیش زن

آزار 〃 دل آزار، مردم آزار، خلق آزار،

افروز 〃 دل افروز، بزم افروز، جہاں افروز، عالم افروز،

افراز (فراز) 〃 گردن افراز، سرافراز (سرفراز)

آموز 〃 علم آموز، جنگ آموز، نو آموز

آمیز 〃 خاک آمیز، گلاب آمیز، مکر آمیز، مصلحت آمیز،

انگیز 〃 فتنہ انگیز، آتش انگیز، بغاوت انگیز،

پرور 〃 غریب پرور، امیر پرور، شریف پرور، بندہ پرور، ناز پرور، زبان پرور، سخن پرور

نواز 〃 غریب نواز، بندہ نواز، ذرہ نواز، پلک نواز،

پرداز 〃 سخن پرداز، معنی پرداز

کشا	کے ساتھ جیسے	دلکشا، مشکل کشا
گداز	"	دل گداز، تن گداز، جان گداز
نما	"	خوشنما، بد نما، خود نما، انگشت نما۔
بوس	"	خاک بوس، قدم بوس، دست بوس، پابوس۔
لیس	"	کاسہ لیس، رکابی لیس
بار	"	بردبار، زیر بار، گرانبار، سُبکبار
رو	"	تیزرو، سبک رو، کم رو، گرم رو
دوز	"	زمین دوز، دلدوز
رس	"	فریادرس، سخن رس، شاہ رس، دربار رس، دادرس۔

اسی طرح بعض خاص اسم دوسرے اسما کے ساتھ آنے سے یہی معنی پیدا کرتے ہین مثلاً

دوست	کے ساتھ جیسے	غریب دوست، وطن دوست، خانہ دوست
دشمن	"	آشنا دشمن، زن دشمن
فریب	"	دل فریب، مردم فریب، ابلہ فریب
مائل	"	سبزی مائل، زردی مائل، سرخی مائل (رنگ کے لیے)
گون	"	نیلگون، گلگون "
فام	"	گلفام، نیلفام "
خوش	لفظ کے اول مین	خوشرو، خوش خلق، خوش مزاج، خوشنما۔
نیک	"	نیک دل، نیک طینت، نیک مزاج
خوب	"	خوبصورت، خوب شکل

خود	لفظ کے اول میں	خودنما، خودپسند، خودغرض، خودفریب، خودرو،
صاحب	،،	صاحب نصیب، صاحب شعور، صاحبدل، (بطور اسم متعدی)
اہل	،،	اہل دل، اہل کمال، اہل علم وغیرہ (یہ الفاظ ہمیشہ جمع میں استعمال ہوتے ہیں)
کار	،،	بدکار، نیکوکار،
نیم	کے ساتھ جیسے	نیم بخت، نیم جان، نیم بسمل، نیم بریان، نیم مردہ (نیم ملا بطور اسم)

ترکیب اضافی لائق اور قابل کے ساتھ جیسے قابل سزا، قابل علاج، قابل داد، قابل شک قابل تحسین وتعریف، لائق انعام، لائق تعریف وغیرہ۔

(۳) بالکل اسیطرح اسم فاعل بھی بنتے ہیں، بلکہ اکثر اوقات صفات واسماے فاعل مشترک ہوتے ہیں مثلاً

	کے ساتھ جیسے	پیغمبر، رہبر وغیرہ
بردار	،، ،،	عصا بردار، حقہ بردار، علم بردار، حکم بردار،
گر، گا	،،	کاریگر، نیل گر، زرگر
کار	،،	دستکار، کاشتکار، پیشکار، قلمکار،
دار	،،	زمیندار، قرضدار، چوبدار، دکاندار
باز	،،	مرغ باز وغیرہ
کش	،،	جریب کش، تارکش، آرہ کش، بادکش
پوش	،،	سرپوش، پلنگ پوش، پاپوش
فروش	،،	میوہ فروش، مے فروش،
خوان	،،	قصہ خوان، مسل خوان، مرثیہ خوان، فارسی خوان

انداز	کے ساتھ جیسے	گولنداز، تیرانداز، برقنداز، زیرانداز یا انداز
نشین	"	جانشین، نیل نشین، کرسی نشین، تخت نشین
ربا	"	کاہ ربا، آہن ربا
کن	"	گورکن، پشتہ کن
دوز	"	خیمہ دوز، چکن دوز، کفش دوز
شو	"	مردہ شو، پاشو
چی	"	خزانچی، اوبچی، طنبورچی، طبلچی

یہان صرف وہی فارسی ترکیبین بیان کی گئی ہین جو اکثر اسما خاص الفاظ کے ساتھ آکر خاص معنی پیدا کرتے ہین اسی ڈھنگ سے دوسرے نئے الفاظ بنانے مین مدد مل سکتی ہے۔ مختلف الفاظ کے باہم ملنے سے جو الفاظ مرکب بنتے ہین اُنکا ذکر آگے کیا جاتا ہے۔

۲

اُردو مین جب دو مختلف لفظ مل کر ایک بن جاتے ہین، تو اسکی دو حالتین ہین۔

اول بہ لحاظ ترکیب لفظی، یعنے جب دو لفظ مل کر ایک ہوتے ہین تو لفظ کی صورت کیا ہوتی ہے۔

دوسرے بہ لحاظ معنی یعنی معنی کے لحاظ سے ایسے الفاظ کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔

اول ہم پہلی حالت کا بیان کرتے ہین اور وہ ہمارے خیال مین بہت ضروری ہے تاکہ آئیندہ جو نئے الفاظ ہم بنانا چاہین تو وہ اسی ڈھنگ پر ہون اور غیر مانوس نہ معلوم ہون اور آسانی سے رائج ہو سکین۔

(۱) دو لفظ مل کر اپنی اصلی حالت قائم رکھتے ہین اور اُنمین کوئی تغیر واقع نہین ہوتا

جیسے بھلا مانس، ان داتا، کرن پھول، کارخانہ، کارچوب، مانس گند، گوراشاہی، باگڈور، دیاسلائی

(۲) الف ممدودہ کا مد گر جاتا ہے اور صرف سادہ الف رہ جاتا ہے جیسے ادھ کچرا، ادھ کھلا، ادھ مہنا، امرس۔

(۳) جب دو لفظ ملتے ہیں تو پہلے لفظ کے آخر کا آ یا ی گر جاتی ہے جیسے ادھ کچرا، ادھ کھلا وغیرہ الف کے گرنے کی مثالیں بڑھ بھائی، بڑپن، بڑ بتا، بڑ دنتا، بڑ کنا، بڑما، بڑ منہی، بڑ منہا، بھتیج بہو، بھتیج داماد، کپڑ چھن، کپڑ گند، بچ بنیدیا، بچ لہو، کھٹمٹھا۔

(۴) بیچ کا حرف علت گر جاتا ہے جیسے پت جھڑ، پن چکی، پن گھٹ، پن بھرا، پن کٹی (پانی کا مخفف)، ہت پھیری، ہت چھٹ، ہت کڑی، ہتکنڈے، دہن کٹی، کن ٹوپ، کن چھیدن، گل جبا، گل تکیہ، گل مچھے، گل مالا، گل پھولا، کن رس، کن رسیا، کن کٹا، ست نجا، کن چھٹا، پن کال، تل چٹا (تل تیل کا مخفف ہے)، پچھیل، منجدھار، پھلجھڑی،

(۵) بیچ اور آخر کے دونوں حرف علت گر جاتے ہیں جیسے گھڑ بہل، گھڑ چڑھا، گھڑ دوڑ، گھڑ ناؤ، گھڑ مہنا۔

(۶) دونوں لفظوں میں حرف علت کا گرنا جیسے بگ ٹٹ، بھلمنسائی، بھلمنسات

(۷) جب پہلی لفظ کا آخر حرف اور دوسری لفظ کا اول حرف ایک ہوں تو ایک گر جاتا ہے جیسے کجالو، نکٹا۔ ہڑتال میں ہٹ تال کا مخفف ہے ٹ اور ت کے یکجا آنے سے ٹ ڑ سے بدل گئی۔

(۸) اسم فاعل یا صفت یا اسم عام بنانے کی غرض سے آخر میں الف یا مؤنث کے لیے ی بڑھا دیتے ہیں جیسے چوبغلا، کن رسیا، لم ڈڑھیا، مرکھنا (مر اور کھن سے مرکب ہے کھن کے معنی ٹکرے کرنے کے ہیں)، ست لڑا، ست ماسا، ست نجا، انگرکھا،

بڑ دلتا، بڑ بھوا، بڑ مہی، گٹھ کٹا، کن پھٹا، کن کٹا، بھڑ بھونجا (بھڑ بھاڑ کا مخفف ہے اور بھونجنا کے معنے بھونتا کے ہین)

(۹) بعض اوقات دو لفظون کے بیچ مین آ حرف نسبت یا تعلق کے لیے بڑہا دیتے ہین جیسے مٹیا محل، ہیرا پھیری، بیچا بیچ، دہڑا دہڑ۔

(۱۰) بعض الفاظ عجیب طرح سے مرکب ہوے ہین مثلاً پُھلیل، اصل مین پھول تیل تھا۔ پھول مین سے و کو اور تیل مین سے ت کو حذف کر کے ایک لفظ بنا لیا۔ اسی طرح بھتیجا اصل بھائی جایا اور بھانجا بہن جایا تھا۔

لوچون لوہے چورے سے ہے۔

(۱۱) آندھ کے معنی ہندی مین بو کے ہین۔ اس سے کئی لفظ مرکب بنے ہین۔ مثلاً چیراند، بساند، سڑاند

(۱۲) ہندی مین مرکب الفاظ کی سب سے بہتر ترکیب ہندی اعداد مین نظر آتی ہے جیسے ہم بالتفصیل صرف کے حصے مین لکھ چکے ہین۔



یہ ہندی ترکیبین قریب قریب اُسی قسم کی ہین جو سنسکرت مین پائی جاتی ہین۔ لہذا انکی تقسیم بلحاظ معنی کے اُسی صورت سے کی جاتی ہے جو سنسکرت مین ہے۔

اول مرکبات تابع، جنمین الفاظ کا تعلق اسم کی حالت کے تابع ہوتا ہے۔

دوم مرکبات ربطی، جنمین الفاظ کا تعلق حرف ربط سے ظاہر ہوتا ہے۔

سوم مرکبات توصیفی، جنمین صفت کسی دوسرے اسم سے مل کر آتی ہے۔

چہارم مرکبات اعدادی، جنمین اول جز عدد ہوتا ہے۔

پنجم مرکبات تمیزی، جنمین پہلا جز متعلق فعل ہوتا ہے۔

اب ہم ان کی تفصیل ذیل ہین لکھتے ہین۔

اول مرکبات تابع اسما کی حالات کے مطابقت کے لحاظ سے مختلف قسم کے ہین۔

(۱) تابع مفعولی جو عام طور پر مستعمل ہے، اسمین دوسرا جز اسم فاعل یا فعل ہوتا ہے اور پہلا جز حالت مفعول ہین دوسرے کے تابع ہوتا ہے۔ جیسے بٹ مار، چڑیمار، آن داتا، تل چٹا، گٹھ پھوڑا، گٹھ کٹا۔

(۲) تابع انتقالی جسمین پہلا لفظ دوسرے سے تعلق انتقالی رکھتا ہو جیسے دیس نکالا، چھیل، دو غلا۔

(۳) تابع اضافی جسمین پہلا جز دوسرے جز سے تعلق اضافی رکھتا ہو۔ یہ مرکبات کثرت سے مستعمل ہین۔ جیسے لکھ پتی، پن گھٹ، پن چکی، امرس، کن رس، کٹھ پتلی، راجپوت، سوت جا یا، بھتیج بہو، کن ٹوپ، ہت جھڑ، کپڑ گند، مانس گند، ہت کڑی، راج ہٹ وغیرہ وغیرہ

(۴) تابع ظرفی جسمین پہلے لفظ کا تعلق دوسرے سے بہ لحاظ مقام کے ہو۔ جیسے گھڑ چڑھا، سرگ باسی، بن باسی، بن مانس، جل مانس، جل ککڑ، اوپروالا، اوپرالی

دوم مرکبات ربطی وہ ہین جنکے پہلے اور دوسرے جز مین صرف ربط واقع ہوتا ہے جیسے ٹیا محل، دھڑا دھڑا، اینچا تانی، بھاگا بھاگ، شرما شرمی، آب وہوا (اس قسم کے فارسی مرکبات بکثرت مستعمل ہین)

(۱) اکثر اوقات حرف ربط محذوف ہوتا ہے جیسے ماں باپ، دال روٹی، تلپٹ، آن جل، دل گردہ بول چال، جوڑ توڑ، گھر بار، خاک دھول، جوتی پیزار، دم درود، دم دلاسا، دم خم وغیرہ

(۲) اجتماع ضدین جیسے ہار جیت، گھٹتی بڑھتی (کمی بیشی)، سر پیر، دن رات، جوڑ توڑ
بُرا بھلا،

(۳) لفظی مناسبت اور قافیہ کے لحاظ سے جیسے دم خم، رونا دھونا، بھولا بسرا، تانا بانا
بھولا بھٹکا، پاس پڑوس۔

(۴) مذکر کا مونث بنا کر بڑھا دیتے ہیں جیسے دیکھا دیکھی،

(۵) مرادف الفاظ جیسے رونا جھینکنا، اینچا تانی بھول چوک، دیکھ بھال، چھان بین،
سوچ بچار، بھلا چنگا

کبھی ہندی فارسی مل کر آتے ہیں جیسے تن من

(۶) ایک ہی مادہ کے دو لفظ جیسے چال چلن،

اسی ضمن میں توابع مہمل بھی آسکتے ہیں، جو بول چال میں بکثرت استعمال ہوتے ہیں
اسکی صورت یہ ہے کہ ایک ہی لفظ کو اس طرح دُہرایا جاتا ہے کہ یا تو پہلا حرف گرا دیا جاتا
ہے، یا پہلے حرف کے بجائے کوئی دوسرا حرف قائم کر دیا جاتا ہے، یا درمیانی حرف علت
میں کچھ تبدیلی کر دی جاتی ہے۔ اس سے شئے مذکور کے متعلقات و لوازم کا بیان مقصود
ہوتا ہے۔ مثلاً روٹی ووٹی یعنی روٹی اور اُسکے ساتھ کی دوسری چیزیں۔ یا ڈیرے
ویرے

(۱) اکثر یہ ہوتا ہے کہ پہلے حرف کو واؤ سے بدل کر دہرا دیتے ہیں جیسے روٹی ووٹی
ڈیرے ویرے، پانی وانی، کاغذ واغذ، شکر وکر وغیرہ۔ یہ طریقہ قیاسی ہے اور تقریباً
ہر لفظ کے ساتھ استعمال ہو سکتا ہے مگر باقی طریقے سماعی ہیں جنکا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے

(ب) علاوہ اسکے توابع عموماً الفاظ کی مناسبت یا کسی قدر قافیہ کے لحاظ سے بھی آتے ہیں

جیسے بچا کھچا، میل کچیل، ٹالا بالا، ٹال مٹول، لت پت، چور چکاری، لوگ باگ

(ج) بعض اوقات صرف پہلے ایک دو حرف ایک سے ہوتے ہین اور باقی بدلے ہوئے ہوتے ہین جیسے دانہ دُنکا، گالی گلوج، سودا سلف،

(د) کبھی کلمۂ اول ہی کو کھینچ تان کر، یا حرف علت کو بدل کر تابع بنا لیتے ہین جیسے ٹیپ ٹاپ، ٹھیک ٹھاک، ڈیل ڈول، تول تال،

(ہ) کبھی تابع اول آ جاتا ہے جیسے ادلا بدلی، آمنے سامنے، آس پاس، ارد گرد۔

سوم مرکبات توصیفی وہ ہین جنمین کوئی صفت یا کوئی لفظ بطور صفت کے دوسری لفظ سے مل کر آئے۔ جیسے بھلا مانس، کن کٹا، نکٹا، مہاراجہ، مہاراج، کلجگ، پرمیشور (پرم۔بڑا۔ ایشور۔خدا) کچ لہو، کل جبھا، کن چھدا، من رسیا، لم ڈھینگ، لم وڑھیا، بڑ کنا، ادھ موا، کھٹمٹھا، الکھ لٹ۔

بعض علامات ہندی لفظ کا جز ہین خصوصاً ک وذم کے لیے) اورس وصف کے لیے، جیسے کپوت، سپوت، کڈھب، سڈول، سلونا، بدبشی، سودیشی۔ انکا ذکر علامات مین ہو چکا ہے۔
کبھی اسم بھی صفت کا کام دیتا ہے۔ جیسے راج ہنس، لاٹ پادری۔ یہان راج اور لاٹ بطور صفت آئے ہین۔

چہارم مرکبات اعدادی وہ ہین جن مین پہلا جز عدد ہوتا ہے۔ ہندی اعداد مروجہ کو دیکھا جائے تو درحقیقت سب سے عمدہ مثال مرکبات کی ہے، اسکا مفصل ذکر ہم صفات مین دے چکے ہین یہان ہم صرف چند مثالین مرکبات کی دیتے ہین جن مین ایک جز عدد کا ہے جیسے

ترا ہا، دوپٹا، ست نجا، ست ماسا، ست لڑا، ہشت پہل، ترپولیا، چوراہا، دوتھی چوتھی، چوبولا، تکنا، چولغلا، پچ محلا، چومحلا، چوتالا، چوپہل، دوتارا، ستارا دوشالہ، دوغلا،

پنجم مرکبات تمیزی۔ یہ مرکبات اردو میں یا تو ہندی علامات نفی کے ساتھ آتے ہیں یا بعض علامات فارسی مثلاً بے، بر، بہ وغیرہ کے ساتھ جن کا بیان پہلے ہوچکا ہے۔

صرف ہندی مرکبات کا بیان تھا ان کے علاوہ فارسی مرکبات کثرت سے اردو زبان میں اور خاص کر نظم میں مستعمل ہیں جن کا ذکر بخوف طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔

اگر ان تمام صورتوں کو جو بیان کی گئی ہیں نظر میں رکھا جائے تو آئندہ جدید الفاظ بنانے میں بہت مدد ملے گی۔

فصل چہارم

نحو

اس باب میں دو امور کا ذکر ہوگا۔

اول۔ اجزائے کلام اور ان کے مختلف تغیرات کے عمل سے بحث ہوگی جو ان میں بہ لحاظ تعداد و حالت و زمانہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

دوم۔ جملوں کی ساخت سے بحث کی جائے گی۔

اول کا نام نحو تفصیلی ہے اور دوسرے کا نام نحو ترکیبی

ا۔ نحو تفصیلی

تعداد

اگرچہ واحد سے ایک اور جمع سے کئی کا ہونا پایا جاتا ہے لیکن اس عام قاعدے مین بعض صورتین مستثنےٰ بھی ہین۔ مثلاً

(۱) تعظیم یا عظمت کے لیے جیسے حضرت ہمارے بڑے ہین یا ہماری آنکھون کے تارے ہین۔

(۲) بعض الفاظ اگرچہ واحد ہین مگر زبان کے روزمرہ اور محاورے مین جمع مستعمل ہین۔ جیسے

ختنے	بچے کے ختنے ہو گئے (واحد بھی مستعمل ہے)
دستخط	اُنکے دستخط پڑھے نہین جاتے (بعض واحد مؤنث بھی لکھتے ہین)
معنے	اس لفظ کے کیا معنے ہین۔
دام (بمعنی قیمت)	اس کتاب کے کیا دام ہین
بھاگ (بمعنی نصیب)	اس کے بھاگ کھُل گئے۔
پت	قے مین پت نکلے۔
کرم (نصیب)	کرم پھوٹ گئے۔
نصیب	نصیب جاگ اُٹھے (واحد بھی مستعمل ہے)
کوتک	اسکے کوتک اچھے نہین۔
کرتوت	تمھارے کرتوت اچھے نہین۔

الجھن	یہ دنیا میں رہنے کے الجھن نہیں ہیں۔
درشن	آج اُن کے درشن نہیں ہوئے۔
اوسان	اوسان خطا ہو گئے۔
مسیں	مسیں بھیگی ہیں۔

اسی طرح والد اور ابّا بھی ہمیشہ جمع مستعمل ہوتے ہیں۔ واحد کہنا ہو تو باوا یا باپ کہیں گے۔ مثلاً

آپ کے والد کہاں ہیں؟ تمھارے ابّا ہیں یا گئے؟

تمھارا والد یا تمھارا ابا کہنا ٹھیک نہ ہو گا۔

(۳) بعض الفاظ جو بطور استعارہ جانوروں اور دیگر اشیا کی تعداد کے ساتھ آتے ہیں وہ واحد مستعمل ہوتے ہیں۔ جیسے چار زنجیر فیل۔ چھ راس گائے۔ ہفت دانہ سیب۔ دس نفر مزدور پچاس جلد کتب۔ بیس عدد زین۔ چار منزل گاڑی وغیرہ۔

لیکن دانہ اور جلد اردو ترکیب اضافی میں بصورت جمع بھی مستعمل ہیں۔ مثلاً بیس دانے سیب کے۔ پچاس جلدیں کتابوں کی۔

(۴) اکثر واحد الفاظ جن کی جمع عام طور پر مستعمل ہے تعداد غیر معین مثلاً دسوں بیسوں سیکڑوں۔ ہزاروں۔ لاکھوں۔ کروڑوں یا صدہا ہزارہا۔ لکھوکھا کے ساتھ واحد استعمال ہوتے ہیں اور معنی جمع کے دیتے ہیں اور انھیں معنوں میں یہ الفاظ جمع کی صورت میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے

ہزارہا مکان جل گیا	ہزاروں مکان جل گئے
ہزاروں روپیہ بگڑ گیا	ہزاروں روپئے بگڑ گئے
صدہا تماشائی موجود تھا	صدہا تماشائی موجود تھے

قحط مین سیکڑون جانور بھوکا مرگیا — قحط مین سیکڑون جانور بھوکے مر گئے

تعداد معین کے ساتھ بھی یہ استعمال جائز رکھا گیا ہے جیسے

دس ہزار گورا پڑا ہے۔ پانچ ہزار سوار اترا ہوا ہے۔ پندرہ ہزار پیدل کھیت رہا۔ پانسو آدمی کھڑا ہے۔ ایک ہزار کرسی پڑی ہے۔ اسی طرح انھین جملون مین یہ الفاظ جو واحد مستعمل ہوے ہین جمع مین بھی مستعمل ہو سکتے ہین جیسے دس ہزار گورے پڑے ہین وغیرہ وغیرہ

یہی حال مقدارون کا ہے جیسے سیرون منون غلہ پڑا ہے۔ مقدار وقت کے لیے جیسے گھنٹون پہرون برسون وغیرہ

(۵) بعض اسما سواے خاص صورتون کے ہمیشہ واحد استعمال ہوتے ہین۔ اور صورت جمع استعمال نہین ہوتی۔

(ا) اسماے کیفیت جیسے درد۔ بخار۔ مطالعہ۔ رفتار بھوک وغیرہ

بھوکون مرنا جو محاورہ مستعمل ہے مستثنےٰ ہے۔

(ب) اسماے خاص خواہ اشخاص کے ہون یا اشیا کے

(ج) اشیاے مادّی

(۱) دھاتون اور دیگر معدنیات کے نام جیسے سونا۔ چاندی۔ تانبا۔ رانگ۔ سیسا جست پیتل۔ پھول۔ تیل۔ پانی۔

اس مین چاندی مؤنث ہے باقی سب مذکر ہین۔

(۲) پیداوار مین اکثر غلون وغیرہ کے نام جیسے

باجرہ۔ جوار۔ مکی۔ موٹھ۔ مونگ۔ مسور۔ ارہر۔ شکر۔ گڑ۔ کھانڈ وغیرہ۔ سونٹھ۔ اجوائن۔ گاؤزبان۔ عقرقرہ۔ اسی طرح اشیاے خوردنی جیسے گھی۔ شہد۔ سوجی۔ آٹا۔ نمک۔ ہلدی۔ تنباکو۔ چھالیا۔ مرچ۔ الائچی۔ پان کی جمع بھی آتی ہے۔ جیسے ان پانون مین وہ مزہ کہان)

لیکن غلون مین گیہون اچنا۔ تل۔ جو واحد اور جمع دونون صورتون مین استعمال ہوتے ہین۔ جیسے

آجکل گیہون بہت اچھا آیا ہے یا آئے ہین۔ واحد کے استعمال مین عموماً اس غلہ کی قسم سے مراد ہوتی ہے۔ یہ چنا اچھا ہے۔ یہ چنے اچھے ہین۔ وغیرہ۔

ان مین بعض اشیا ایسی ہین کہ جب اُنکی مختلف قسمین بیان کرنی ہون تو صورت جمع استعمال کرتے ہین۔ جیسے اس چورن مین ساتون نمک ہین۔ گیہون۔ چنا۔ جوار ان تینون کے آٹے ملا کر روٹی پکائی۔ سب دالین ملا کر پکاؤ۔

(۶) فارسی ترکیب اضافی کا مضاف صورت واحد مین بخلاف استعمال زبان فارسی اُردو مین واحد اور جمع دونون صورتون مین واحد ہی رہتا ہے جیسے داغ عصیان مٹ گیا۔ داغ عصیان مٹ گئے۔

ہمارے داغ عصیان داغ کیا کیا رنگ لائین گے   گمان گزریگا دوزخ پر بھی جنت کے گلستان کا

(۷) محاورے مین بعض الفاظ استعمال ہوتے ہین جیسے بھوکون مرتا ہے۔

حالت

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ حالت لوازم اسما مین سے ہے۔ جملہ مین ہر اسم کے لیے کسی نہ کسی حالت کا ہونا ضروری ہے۔ اُردو مین اسما کی حالتین چھ ہین۔

۱۔ حالت فاعلی	۴۔ حالت انتقالی
۲۔ " مفعولی	۵۔ " ظرفی
۳۔ " اضافی	۶۔ " ندائیہ

اب ہر ایک کا ذکر بتفصیل کیا جاتا ہے۔

حالت فاعلی

فاعل یا تو

(۱) فعل کا مبتدا ہوتا ہے۔ جیسے عاقل کی باتیں سچ ہوتی ہیں

(۲) یا افعال لازم و متعدی کے ساتھ بطور خبر کے آتا ہے جیسے یہ لکڑی میرے بڑھاپے کا سہارا ہے۔

(۳) یا بطور منادی کے جیسے اس نے آواز دی "بیٹا"

(۴) یا بعض اوقات اس طرح استعمال ہوتا ہے کہ جملے میں بے تعلق معلوم ہوتا ہے جیسے بادشاہ وہ بیٹھا ہے صحت اور دولت یہ دو بڑی نعمتیں ہیں۔

(۵) کبھی مصدر کے ساتھ حالت اضافی کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے پتھر گرنے کی آواز آئی۔

نے علامت فاعل

نے بطور علامت فاعل کے قدیم ہندی میں کہیں استعمال نہیں ہوا اور ہندی کی پوربی شاخوں میں کہیں اس کا وجود نہیں تلسی داس تک کے کلام میں بھی کہیں اس کا استعمال نہیں پایا جاتا۔ اس کا استعمال اس طور پر غالباً اس وقت شروع ہوا ہے جب کہ اردو نے اپنا سکہ جمایا البتہ مرہٹی میں اس کا استعمال اردو یا پچھان (پچھم) کی ہندی کی طرح ہوتا ہے۔ لیکن پہلے بطور علامت مفعول استعمال ہوتا تھا۔ جس کا پتہ پنجابی سے ملتا ہے۔ اس کے استعمال کے متعلق مفصلہ ذیل امور کا خیال رکھنا ضرور ہے۔

۱ علامت فاعل کا فعل متعدی ماضی مطلق۔ تمام۔ احتمالی اور حال قریب کے

ساتھ آنا لازم ہے۔ جیسے مین نے کھانا کھایا۔ اس نے احمد کو مارا۔ یہ کس نے لکھا ؟ مین نے لکھا ہوگا۔ مین نے لکھا ہے۔

لانا۔ لے جانا۔ بھولنا۔ شرمانا۔ بکنا۔ بولنا

جیسے مین کتاب لایا۔ وہ رقعہ لے گیا۔ مین تمھارا نام بھول گیا۔ وہ دیر تک مجھ سے بکتا۔ وہ اس حرکت سے شرمایا۔ وہ بولے چل دور ہو۔ (یہان شرمانا اور بولنا افعال متعدی ہین) لیکن بعض اوقات بولنے کے ساتھ جب کوئی لفظ بطور مفعول ہوتا ہے تو نے لگا دیتے ہین۔ جیسے اس نے جھوٹ بولا۔ مگر وہ جھوٹ بولا بھی صحیح ہے۔

۲۔ لیکن جب فعل متعدی کے ساتھ کوئی متعدی امدادی فعل آئے تو حسب قاعدۂ فاعل کے ساتھ نے آئے گا۔ مگر جب فعل امدادی لازم ہوگا تو علامت فاعل متعدی فعل کے ساتھ بھی نہین آئے گی۔ جیسے

مین نے رقعہ بھیجا	(فعل متعدی بلا فعل امدادی)
مین نے رقعہ بھیج دیا	(فعل متعدی مع فعل امدادی متعدی)
مین رقعہ بھیج چکا	(فعل متعدی مع فعل امدادی لازم)
مین رقعہ نہ بھیج نہ سکا	(ایضاً)

اس نے ہنس دیا، اور وہ ہنس دیا۔ اس نے رو دیا اور وہ رو دیا دونون مستعمل ہین۔ غالباً بغیر نے کے زیادہ فصیح ہے۔

فعل لازم کے ساتھ اگرچہ فعل امدادی متعدی ہو تو بھی علامت فاعل کا اظہار نہین کیا جائے گا۔ جیسے وہ آلیا۔ وہ سو لیا۔

لیکن جب امدادی فعل کے آنے سے فعل لازم متعدی بن جائے تو نے آئے گا جیسے اس نے

مجھے آیا۔ تم نے اُسے کیون ڈرنے دیا۔ اس نے بیمار کو سونے نہ دیا۔ ایسی حالت مین اصل فعل کے معنون بہت تغیر ہو جاتا ہے اور فعل لازم نہین رہتا۔

۳۔ بعض متعدی فعل ایسے ہین کہ انکے ساتھ نے کا استعمال ہوتا بھی ہے اور نہین بھی ہوتا جیسے

مین بازی جیتا	مین نے بازی جیتی	جب بطور لازم استعمال ہوتے ہین تو نے مطلق نہین آتا۔ جیسے تم جیتے مین ہارا۔
مین شرط ہارا	مین نے شرط ہاری	
مین بات سمجھا	مین نے بات سمجھی	
من کام سیکھا	مین نے کام سیکھا	

سیکھے ہین مہ رخون کے لیے ہم مصوری
تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیے (غالب)

یہ سبق بھی کوئی پڑھا ؟ کسی نے یہ سبق بھی پڑھا

۴۔ افعال لازم اور متعدی دونون طرح استعمال ہوتے ہین متعدی ہونے کی صورت مین نے علامت فاعل فعل کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔ اور لازم کی حالت مین نہین۔ جیتنے اور ہارنے کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اسکی صورت مستثنےٰ ہے۔ پکارنا لازم اور متعدی دونون ہے۔ لازم ہونے کی صورت مین نے نہین آتا مگر متعدی کی حالت مین نے آتا ہے۔ جیسے

پکارنا۔ اس نے مجھے پکارا (متعدی) وہ پکارا (لازم)

بھرنا۔ اس کا پیٹ بھرا	لازم
”۔ مین نے پانی بھرا	متعدی

پلٹنا۔ خط مین جب آپ نے تحریر سراسر پلٹی (متعدی)

مین نے جانا مری تقدیر سراسر پلٹی (لازم) (ظفر)

بدلنا۔ جب سے وہ بدلا ہے ساری دنیا بدل گئی (لازم)

مین نے کپڑے بدلے (متعدی)

چاہنے کے ساتھ ہمیشہ نے آتا ہے جیسے ہم نے چاہا تھا کہ مرجائین سو وہ بھی نہ ہوا۔ لیکن جب جی اور دل کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو نہین آتا جیسے جی چاہا تو آؤن گا۔ اسکی کیا پوچھتے ہو، دل چاہا گیا دل چاہا نہ گیا۔

۵۔ تھوکنا، موتنا، ہگنا افعال لازم ہین، مگر انکے ساتھ نے استعمال ہوتا ہے جیسے مین نے تھوکا۔ اس نے موتا۔

تھوکنا اور موتنا کبھی متعدی ہوتے ہین۔ جیسے

دوگانا جان کی بچی نے موتا مجھ نمازی پر (جان صاحب)

بچے نے نہالچے پر موتا۔

اس نے مجھپر تھوکا۔ اسکو ساری دنیا نے تھوکا، مگر بے غیرت کی بلا دور کچھ بھی اثر نہوا۔

۶۔ بعض افعال کے ساتھ جو خاص موقع پر متعدی استعمال ہوتے ہین نے علامت فاعل نہین آتی۔ مین اُسے رویا۔ وہ مجھپر ہنسا۔ کتا بلّی پر جھپٹا۔ وہ مجھسے لڑا۔ (یہ خیال رہے کہ یہان پر اور سے علامت مفعول ہین)

۷۔ جب علامت فاعل وہ، جو اور کون کے ساتھ آتی ہے تو وہ اُس سے جو جس سے اور کون کس سے بدل جاتا ہے۔ جیسے اس نے (وہ نے) مارا۔ کس نے (کون نے) مارا۔ جس نے (جو نے) کہا غلط کہا۔

۸۔ صرف میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ میں ضمیر متکلم میں اول سے نے موجود ہے کیونکہ یہ اصل میں می یا موئے تھا۔ مگر اصل پر نظر نہ رہنے سے یا مرورِ زمانہ اور نا واقفیت کی وجہ سے ایک نے اور اضافہ ہو گیا۔ اور میں نے استعمال ہونے لگا۔

۹۔ نے علامت فاعل ہے اور مفعول کے ساتھ کبھی نہیں آتی لیکن مجھ اور تجھ کے ساتھ جب کوئی صفت آتی ہے تو نے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مجھ کم بخت نے یہ کب کہا تھا۔ مجھ خاکسار نے ایسا نہیں کیا۔ تجھ بدبخت نے ایسا کیا۔

اصل یہ ہے کہ مجھ اور تجھ پراکرت کے ضمائر اضافی مَجّھا اور تُجّھا سے نکلے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے قدیم اُردو میں مجھ تجھ بھی بطور ضمائر اضافی کے استعمال ہوتے تھے۔ مثلاً نصرتی ملک الشعرائے دربار عادل شاہ اپنی مثنوی گلشن عشق میں لکھتا ہے۔

کہا سُن کو یوں اُن کہ اے دل کے یار

فدا ہے یہ تجھ بات پر جیو ھزار

یہاں تجھ بات سے مطلب تیری بات ہے۔ غرض تجھ حالت اضافی سے حالت مفعولی میں آیا۔ اور صفت کے ساتھ اب بھی استعمال ہے جیسے مجھ خاکسار کی حالت۔ صفت کے بیچ میں حائل ہو جانے سے یہ نظر انداز ہو گیا کہ مجھ کس حالت میں ہے اور اسلیے اضافی اور فاعلی حالتوں میں استعمال ہونے لگا (مَجّھا کے میم پر زبر ہے لیکن تُجّھا کے ساتھ ساتھ آنے سے مجھ کی میم پر پیش آ گیا)

حالت مفعولی

ا۔ مفعول قریب اس پر فاعل کے فعل کا اثر بغیر کسی واسطے کے راست پڑتا ہے۔ یہ مفعول درحقیقت فعل متعدی کے تکملہ کا کام دیتا ہے۔ جیسے احمد نے حامد کو مارا۔ اس نے

کھانا کھایا۔ رام کتاب پڑھتا ہے۔ (عربی مین اسے مفعول بہ کہتے ہین ا

(ا) جب فعل کا ایک ہی مفعول قریب ہو اور اشیا مین سے، یعنی بیجان ہو! تو اس کے ساتھ کو علامت مفعول نہین آتا۔ جیسے مین کھانا کھاتا ہون۔ بکری پانی پیتی ہے۔ اُسے تمھاری ملاقات کی آرزو ہے۔ احمد نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

(ب) لیکن جب مفعول جاندار یا ذوی العقول سے ہوتا ہے، تو اس کے ساتھ اکثر کو استعمال ہوتا ہے۔ امثلہ ذیل سے ذوی العقول و غیر ذوی العقول دونون کی حالت معلوم ہو جائے گی۔

مین نے احمد کو دیکھا	مین نے وہ نقشہ دیکھا
مین احمد کو جانتا ہون	مین ریاضی جانتا ہون
مین نے احمد کو مارا	مین نے سانپ مارا
اس نے سائیس کو پیٹا	گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

مین نے ایک آدمی دیکھا صحیح ہے لیکن جب آدمی کا نام لین یا کوئی اور تخصیص اشارے یا اضافت وغیرہ سے پیدا کر دین تو کو لانا ضرور ہے جیسے مین نے مسعود کو دیکھا۔ مین نے اس آدمی کو دیکھا۔ مین نے تمھارے بھائی کو دیکھا۔ لیکن

اس کی چالین مین ہی خوب سمجھتا ہون اور

اُس کی چالون کو مین ہی خوب سمجھتا ہون

دونون صحیح اور فصیح ہین۔ یا جیسے مری فریاد کو پہنچو۔ یہان کو بالکل صحیح اور فصیح ہے۔

(ج) مگر محاورات مین جہان مفعول مصدر کے ساتھ آتا ہے کو لانا غیر فصیح ہی نہین بلکہ غلط ہے۔ مثلاً منھ چڑانا، کان کھولنا، سر اُٹھانا، جان دینا، تنکے چننا، تارے گننا،

وغیرہ۔ نسیم دہلوی اپنی مشہور غزل میں لکھتے ہیں

نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

یہاں "کمر کو باندھو" میں کو فصیح نہیں ہے۔ کیونکہ کمر باندھنا استعارۃً استعمال ہوتا ہے جس کے معنے تیار ہونے کے ہیں۔

اسی طرح دوسری بے جان اشیا اور کیفیات قلبی کے ساتھ بھی یہی عمل ہوتا ہے۔ جیسے خط لکھا۔ شراب پی۔ پانی پیا۔ خربوزہ کھایا۔ رنج نہ کرو مہربانی رکھو۔

(د) یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ جب عمومیت ہوتی ہے تو کو نہیں کہتے لیکن جب خصوصیت کا اظہار کیا جاتا ہے یا توجہ دلانی مقصود ہے تو کو لکھتے ہیں۔ لیکن غیر ذوی العقول اور بے جان اشیا کے ساتھ مخصوص ہے ذوی العقول کے ساتھ بہت کم۔

جیسے مری فریاد کو پہنچو	اس بوجھ کو اٹھاؤ تو جانوں۔
مایا کو چھوڑ اور رام کو لے	اپنے دل کو دیکھ اور غور کر۔

میں نے سب پیڑ دیکھے کوئی کام کا نہ نکلا جیسی لڑکی میں تمھیں دیدوں یہ ممکن نہیں ہاں لاش کے تم مالک ہو۔ تم نے کیا بات دیکھی جو اس قدر رتجھے ہوئے ہو۔

(ہ) جب مفعول قریب اور بعید قریب قریب واقع ہوں تو دوبار کو کا آنا کانوں کو برا معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسے موقع پر مفعول قریب کے ساتھ کو نہیں لاتے۔ جیسے میں نے تمھارا بیٹا افضل کو دیدیا۔ سعیدہ جو مقصود سے منسوب ہے میں تمھارے بیٹے کو کبھی نہ دوں گا۔

(و) بعض افعال متعدی ولازم کے ساتھ فعل کے اسی مادہ کا مفعول قریب استعمال ہوتا ہے۔ اسے عربی میں مفعول مطلق کہتے ہیں جیسے تم کیسی چال چلتے ہو۔ آدمیوں کی سی چال چلو۔ وہ بڑا بول بولتا ہے۔

(ز) بعض افعال کے دو مفعول قریب ہوتے ہیں۔

افعال متعدی یا متعدی المتعدی کے دو مفعول ہوتے ہیں ان میں سے ایک شخص ہوتا ہے دوسرا شے۔ مفعول شخص کے ساتھ ہمیشہ کو آتا ہے جیسے میں نے فقیر کو روپیہ دیا۔ اس نے سب کو مٹھائی کھلائی۔

نیز جو افعال بنانے، مقرر کرنے، بلانے یا نام رکھنے کے معنوں میں ہوں یا جو افعال قلوب ہوں یعنی اُنکے معنی سمجھنے جاننے اور خیال کرنے کے ہوں تو اُنکے ساتھ بھی دو مفعول ہوتے ہیں۔ مفعول اول کے ساتھ اکثر کو آتا ہے جیسے تم اسکو کیا خیال کرتے ہو۔ انھوں نے ہری کو اپنا راجہ بنایا۔ میں اُسے (اسکو) آدمی سمجھتا تھا مگر وہ تو کچھ اور نکلا۔ وہ مجھے (مجھکو) حکیم سمجھا۔

(ح) ایسے افعال کے طور مجہول میں جنہیں دو مفعول ہوتے ہیں مفعول قریب قائم مقام فاعل ہوتا ہے۔ مگر حالت اسکی وہی رہتی ہے۔ یعنے کو اسکے ساتھ رہتا ہے جیسے فقیروں کو کھانا کھلادیا جائے۔ مجھکو تنخواہ دیدی جائے۔

(ط) اگرچہ کو عام طور پر علامت مفعول ہے لیکن بعض اوقات سے، کے اور پر بھی کو کے بجائے علامت مفعول کے طور پر استعمال ہوتے ہیں جیسے

میں نے احمد کے تھپڑ مارا

میں نے احمد کے کاجل لگایا

محمود سے کہو۔ میں خالد سے محبت کرتا ہوں۔

مجھ پر خفا مت ہو۔ اس پر رحم کرو۔

اسی طرح میرے اور اسکے بجائے مجھکو اور اسکو کے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اس نے میرے ہاتھ جوڑے۔ میں نے اس کے ہاتھ جوڑے۔

۲۔ مفعول بعید وہ ہے جس پر فاعل کے فعل کا اثر درست نہیں پڑتا۔

(۲) یہ فعل متعدی کا مفعول بعید ہوتا ہے۔ جیسے یہ جانور مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔ وہ سب کو تشفی و تسلی دے رہا تھا۔

(ب) کبھی یہ علامت مفعول غرض اور معاوضہ کو ظاہر کرتی ہے۔ جیسے وہ پڑھنے کو آتا ہے۔ بادشاہ سلامت سیر کو نکلے۔ میں گرو کے درشن کو جاتا ہوں۔ یہ کتاب کتنے کو دو گے۔ میں نے دو سو روپیہ کو اپنا گھوڑا بیچا۔

عربی میں اسے مفعول لہ کہتے ہیں۔ یہاں کو واسطے اور لیے کے معنے میں آتا ہے۔ اور دوسری صورت میں یہ معنے زیادہ تر اضافی صورت میں ادا کیے جاتے ہیں۔ جیسے وہ پڑھنے کے لیے آتا ہے وغیرہ۔

(ج) یہ استعمال اکثر مصدر کے ساتھ بھی ہوتا ہے جب کہ اس میں استقبال قریب کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے وہ جانے کو ہے۔ اُٹھنے کو ہے۔ لکھنے کو ہے۔ وہ کھانے کو دوڑتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہیں دہن غنچوں کے وا کیا جانیں کیا کہنے کو ہیں   شاید اُسکو دیکھکر صل علے کہنے کو ہیں

(د) بعض اوقات علامت مفعول بعید ہونے یا موجود ہونے کے معنی دیتی ہے۔ جیسے جورو ستم کو ہے وہ اسکو نہیں ہے۔ اُسے بہت سے شغل ہیں۔ سب کو نا امیدی تھی۔ اُسکے کوئی بیٹا نہ تھا۔ اسے تن من کی سُدھ نہ تھی۔ ایک گدھا جسکے دُم نہ تھی۔ گھوڑے کے کان نہ تھے۔ یہاں کے کو کے بجائے ہے)

علاوہ مصدر ہونے کے بعض مصادر معدولہ بھی انھیں معنوں میں استعمال ہوتے ہیں غیرت نام کو نہ رہی۔ اُسے کچھ ہوش نہ رہا۔

ملنا بھی محاورے میں اسی طور پر استعمال ہوتا ہے جسمیں فاعل وہ شے ہے جو ملی ہے اور مفعول بعید وہ ہے جو پانے والا ہے۔ جیسے مجھے انعام ملا۔ اُسے کچھ نہ ملا۔ مجھے راستہ نہ ملا۔

(ھ) اسی طرح مفعول بہت سے الفاظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جسمیں وہ ان اشیا کو ظاہر کرتا ہے جن کی نسبت کوئی امر بیان ہوا ہے

مثلاً مصدر لگنا کا استعمال ہے جیسے میر کا شعر

کوئی سادہ ہی اسکو سادہ کہے لگے ہے مجھے وہ تو عیار سا

مجھے یہ بات بھلی نہین لگتی۔ مجھے جاڑا لگتا ہے۔ اسکے سخت چوٹ لگی (یہان کے معنی کو ہے)

بھانا اسی طرح استعمال ہوتا ہے جیسے مجھے وہ نہین بھاتا۔

آنا جیسے بادشاہ کو اسکے حال پر رحم آیا۔

پڑنا جیسے مجھے جانا پڑا۔ سرکار کو دست اندازی کرنی پڑی

دکھائی دینا جیسے انکو شیر دکھائی دیا۔

اسی طرح بعض اسماء صفات کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے آفرین ہے تیری ہمت کو۔

(و) اسی طرح سے مفعول بعید لازم ہے، مناسب ہے اور چاہیے وغیرہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسے تم کو کچھ تو فکر کرنی چاہیے۔ مجھے یہ بات جلد کہنی مناسب ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ بھلائی کرے۔ اسکو لازم ہے کہ دفتر کی باتین باہر نہ کہے۔

(ز) کبھی سن ظاہر کرنے کے لیے جیسے ع ہمشکل مصطفےٰ کو تو اٹھارواں ہے سال؎ یعنے سترہ پورے ہو چکے ہین اور اٹھارواں شروع ہے۔

(ح) کبھی مفعول بعید غیر معین یا غیر محدود زمانہ ظاہر کرتا ہے۔ جیسے رات کو مینھ برسا ین

مین جب صبح کو ام اُٹھا وغیرہ

(ط) کبھی لزوم کے معنون مین آتا ہے۔ جیسے

مہر ووفا وراحت وآرام کو رقیب جور وجفاؤ کاوش وخون جگر کو مین (داغ)

بعض اوقات علامت مفعول محذوف ہوتی ہے جیسے وہ صبح سویرے چل دیا۔ مین گھر گیا۔ وہ کھانا کھانے گیا ہے۔

حالت اضافی

اضافت کے معنی نسبت کے ہین۔ اور کسی لفظ کی حالت اضافی اس لفظ کے تعلق کو دوسرے لفظ سے ظاہر کرتی ہے۔ اسی لیے جس لفظ کی طرف نسبت کی جاتی ہے اُسے مضاف الیہ کہتے ہین۔ اور جو لفظ کہ نسبت کیا جاتا ہے اُسے مضاف کہتے ہین۔ مثلاً محمود کا گھوڑا۔ یہان گھوڑا حالت اضافی مین ہے اور اپنا تعلق محمود (یعنے مضاف) سے ظاہر کرتا ہے۔ درحقیقت اگر دیکھا جائے تو مضاف ایک قسم کی صفت ہے اور مضاف الیہ موصوف۔ اور یہ دونون مل کر ایک خیال ظاہر کرتے ہین۔

اُردو مین حالت اضافی مختلف قسم کے تعلقات کو ظاہر کرتی ہے جسکی تفصیل ذیل مین کی جاتی ہے۔

۱۔ مِلک یا قبضہ ظاہر کرنے کے لیے جیسے راجہ کی باندی ہے۔ یہ اُسکے گھوڑے ہین۔ ان جملون مین کہ "اسکا کیا بگڑتا ہے" "اسکا کیا جاتا ہے" کیا کو حالت اضافی مین سمجھنا چاہیے جو ملک کے ظاہر کرنے کے لیے آیا ہے۔ یا یہ کہ کیا کے بعد مال شے بات وغیرہ محذوف ہین مگر پہلی صورت زیادہ صاف ہے۔

۲۔ رشتہ یا قرابت۔ جیسے میرا بیٹا۔ مسعود کا باپ۔ اسکا چچا۔

۳- مادی اشیا کا بیان- جیسے سونے کی انگوٹھی- صندل کا صندوقچہ- بھڑون کا چھتا

۴- ظرف مکان و زمان جیسے متھرا کا باشندہ- ملک ملک کے بادشاہ- یہ ایک منٹ کا کام ہے چار دن کی بات ہے- یہ اگلے وقتون کے لوگ ہین-

۵- کیفیت یا قسم- جیسے قسم قسم کی باتین- بڑے اچنبھے کی بات ہے- ایک پلے کا بوجھ-

۶- سبب یا علت- جیسے راستے کا تھکا ماندہ- دھوپ کا جلا- نیند کا ماتا- موذی کے مارنے کا کچھ گناہ نہین-

۷- اصل و ماخذ- جیسے پوترون کا امیر- چنبیلی کی خوشبو- باجے کی آواز-

۸- وضاحت کے لیے- جیسے جمعہ کا دن- مئی کا مہینہ-

۹- عمر کے لیے- چھ برس کا بچہ- ستر برس کا بوڑھا-

۱۰- استعمال- جیسے پینے کا پانی- ہاتھی کے کھانے کے دانت اور ہین اور دکھانے کے اور- یہ چاقو کسی کام کا نہین-

۱۱- قیمت- جیسے ایک روپیہ کے آم دو- اس کپڑے کے کیا دام ہین- دو روپیہ کا گھی لے آؤ-

۱۲- تشبیہ کے لیے- جیسے اُسکی کلائی شیر کی کلائی ہے-

۱۳- استعارہ- (استعارے کے معنے ہین مانگے لینا یعنی کسی شے مین کوئی خاص بات یا صفت پائی جاتی ہے وہ اس سے مانگ کر کسی دوسرے سے منسوب کرنا) جیسے اسکے دل کا کنول کھل گیا-

۱۴- ادنےٰ کے تعلق کے لیے- یعنے ذرا سے تعلق سے سب چیز کو اپنی طرف منسوب کر لینا جیسے اسکا ملک- ہمارا شہر وغیرہ-

۱۵- صفت کے لیے جیسے غضب کی گرمی- قیامت کی دھوپ ہے- آفت کا پرکالہ-

اسی طرح صفات کے ساتھ بھی مستعمل ہے۔ قول کا سچا۔ ذہن کا پکا۔

۱۶۔ جزو کے لیے جیسے قصّے کا آغاز۔ پہاڑ کی چوٹی۔ پانی کی ایک بوند۔

۱۷۔ کل کے لیے۔ اسکا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ دونوں ایک ہی لفظ ہوتے ہیں اور اُنکے درمیان علامت اضافی ہوتی ہے۔ جیسے سب کے سب۔ ڈھیر کا ڈھیر آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔ ایک شعر کیا غزل کی غزل مرصع ہے۔ شہر کا شہر اسی میں مبتلا ہے۔ قوم کی قوم۔ خاندان کا خاندان وغیرہ۔

اضافت کے ساتھ لفظ کا یہ تکرار اور معنی بھی دیتا ہے۔ مثلاً

(۱) بالکل اور مطلق کے معنی جیسے ہزار لکھا یا پڑھا یا مگر جاہل کا جاہل رہا یعنے بالکل جاہل۔ اسی طرح سے بیل کا بیل رہا۔

(ب) معنے کثرت جیسے درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ کھڑے ہیں۔ لوگ جوق کے جوق آرہے تھے

(ج) حصر اور تقلیل کے لیے جیسے اس سے رات کی رات ملاقات رہی (یعنے صرف ایک رات) وقت کے وقت کیسے انتظام ہو سکتا ہے (یعنے فوراً) وہ بات کی بات میں بگڑ گیا (یعنے ذرا سی بات میں) اسی طرح پاس کے پاس۔ وغیرہ۔

(د) شمول کے لیے۔ جیسے آدمی کا آدمی ہے اور بندر کا بندر یعنے آدمی بھی ہے اور بندر بھی۔ آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام یعنے آم بھی ہے اور گٹھلیوں کے دام بھی۔ روپیہ کا روپیہ گیا اور عزت کی عزت یعنے روپیہ اور عزت دونوں گئے۔

(و) ہر کے معنوں میں جیسے "وہ برس کے برس آتا ہے" یعنے ہر برس۔ اسی طرح ہفتہ کے ہفتہ۔ مہینے کے مہینے۔ روز کے روز۔ سہ ماہی کی سہ ماہی۔ چھ ماہی کی چھ ماہی۔ فصل کی فصل بھی مستعمل ہیں۔ لیکن یہ استعمال ہمیشہ زمانہ کے ساتھ ہوتا ہے۔

(ز) افعال حالیہ کے ساتھ بھی اضافت کا اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔ جیسے گرا کا گرا رہ گیا۔ یا کُھلی کی کُھلی رہ گئی آنکھ سب کی۔ دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔ یعنے جس حالت مین تھا ویسا ہی رہگیا۔

۱۵۔ فاعل یا مفعول کے اظہار کے لیے جیسے اسکے بھاگ جانے کی خبر ہے۔ مین اسکی تکلیف نہ دیکھ سکا۔ یہ استعمال اکثر مصادر کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ اور مصدر اپنے فاعل یا مفعول یا ظرف کا مضاف ہوتا ہے جیسے صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا (غالب)۔ رات کا آنا قیامت کا آنا ہے۔ دل کا آنا جان کا جانا ہے۔ وہان کا بیٹھنا اچھا نہین وغیرہ وغیرہ۔

۱۹۔ بعض صفات و دیگر الفاظ ہمیشہ علامت اضافت کے ساتھ استعمال ہوتے ہین جیسے لائق، قابل، قریب، برابر، متعلق، موجب، موافق، نسبت، طرف، مطابق، بابت، مشابہ۔ اسی طرح قبل، بعد، پاس۔ آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، تئین، لیے، واسطے، طرح کے ساتھ بھی حروف اضافت آتے ہین۔ مگر قبل اور بعد بعض اوقات بغیر اضافت کے بھی مستعمل ہین۔ جیسے دو ماہ قبل۔ دو ماہ بعد۔

۲۰۔ بعض اوقات حرف اضافت کے بعد کا اسم (یعنی مضاف الیہ) محذوف بھی ہوتا ہے۔ جیسے ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا۔ (یعنی ایمان کی بات) اس نے میری ایک نہ سُنی۔ دل کی دل ہی مین رہی ایک نہ ہونے پائی۔

ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے
عجیب رنگ مین ہین پوچھتے ہو کیا اُنکی

ایسی حالتون مین اکثر بات یا حالت کا لفظ محذوف ہوتا ہے مگر کبھی کبھی دوسرے الفاظ بھی محذوف کردیے جاتے ہین۔ یا تو اس لیے کہ انکا بیان اکثر خلاف تہذیب ہوتا ہے۔ یا یہ کہ اُنکا سمجھنا سہل ہوتا ہے۔ مثلاً

غرض یہ کہ سرکار۔ ہین پیٹ بھر کے

آج وہ پھر ہندو کا آیا تھا۔ انکی بھلی کہی۔

۲۱۔ بعض اوقات اور خاصکر نظم مین مضاف الیہ و مضاف کی ترتیب بدل جاتی ہے جیسے

یہی حال دنیا مین اس قوم کا ہے بھنور مین جہاز آکے جسکا گھرا ہے

یا جیسے نام تو اُنکا مجھے یاد نہین البتہ صورت یاد ہے۔ یا کوئی مزاج پوچھے تو جواب دین "شکر خدا کا"

اس موقع پر ایک بات خاص طور پر قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ بعض اوقات جب ترکیب اضافی اپنی اصل حالت پر نہین ہوتی بلکہ علامت اضافت جو عموماً مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان واقع ہوتی ہے آخر مین واقع ہو تو محاورے مین کی کے بجائے کے استعمال ہوجاتا ہے۔ مثلاً مانند شیر کے یہان کے ازروے محاورہ صحیح ہے حالانکہ ازروے قاعدہ کی ہونی چاہیے کیونکہ مانند مونث ہے یا جیسے آتش کا شعر ہے۔

معرفت مین اُس خدائے پاک کے اُڑتے ہین ہوش و حواس ادراک کے

یا میر انیس فرماتے ہین۔ میدان مین تھا حشر بپا چال سے اس کے

اسی طرح میر تقی فرماتے ہین۔ آنکھون مین ہین حقیر جس لِس کے۔

حالانکہ معرفت، چال، آنکھون، مؤنث ہین مگر انکے ساتھ کے استعمال ہوا ہے۔ زبان کا محاورہ یہی ہے اور اسلیے اعتراض کی گنجایش نہین، اگرچہ عام قاعدہ اسکے خلاف ہے مگر یہ استعمال اکثر نظم مین ہوتا ہے۔

۲۲۔ یہان ایک اور نکتہ بھی قابل ذکر ہے جس کا تعلق زبان کے محاورے سے ہے۔

ذیل کے فقرون مین کے کے استعمال پر غور کیجیے۔

احمد نے اس کے تھپڑ مارا۔

اس کے سرمہ لگایا۔

گھوڑے نے اس کے لات ماری۔

مین نے اس کے چٹکی لی۔

اس کے اپٹنا ملو۔

اس کے بیٹا ہوا۔

گدھے کے دم نہ تھی۔

اس کے چوٹ لگی۔ وغیرہ وغیرہ

بعض حضرات کا اسکے متعلق یہ خیال ہے کہ کے کے بعد کوئی ایک لفظ محذوف ہے۔ مثلاً جب ہم کہتے ہین کہ "اسکے تھپڑ مارا" تو اصل مین ہے اسکے مُنھ پر تھپڑ مارا۔ اسی طرح اسکے سرمہ لگایا، اسمین آنکھون کا لفظ محذوف ہے۔ "اسکے بیٹا ہوا" اس مین ہان محذوف ہے۔ "گدھے کے دم نہ تھی" یہ اصل مین ہے گدھے پاس دم نہ تھی "اسکے چوٹ لگی" یعنے اس کے بدن مین یا جسم مین وغیرہ

لیکن میری رائے مین یہ کے وہ نہین ہے جو حروف معنویہ کے آنے سے کا سے کے ہوجاتا ہے۔ اسمین شک نہین کہ صورت مین اسکے مشابہ ہے لیکن درحقیقت یہ کے بھی مثل دوسری علامات اضافت (بقول بعض محققین) اورکو کے سنسکرت کے حالیہ کرتا سے ماخوذ ہے۔ اور اس صورت مین کسی لفظ محذوف کی ضرورت باقی نہین رہتی۔ علاوہ اس کے مارواڑی مین جو مثل دیگر ہندی زبانون کے پراکرت سے نکلی ہے اب تک کے مذکر و مونث دونون کے لیے استعمال ہوتا ہے اور بھوج پوری، ماگدھی، میتھلی زبانون مین اب تک علامت مفعول کے کی بھی ہین۔ نیز دکن اور بعض دیگر مقامات مین بجائے "اُسکے بیٹا ہوا" کہنے کے "اُسکو بیٹا ہوا" کہتے ہین، جو اگرچہ اُردو محاورے کے رو سے غلط ہے مگر اصل کا پتہ ضرور دیتا ہے۔

حالت انتقالی

حالت انتقالی ایک شے کی جدائی دوسری شے سے ظاہر کرتی ہے خواہ وہ مادی طور پر ہو یا خیالی طور پر۔ عموماً اسکا اظہار حرف سے ہوتا ہے۔ اسے ذیل کی صورتوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ حالت انتقالی مکانی۔ یہ اکثر ایسے افعال کے ساتھ آتی ہے جن میں حرکت پائی جائے۔ اور اس مقام کو بتاتی ہے جہاں سے حرکت شروع ہوئی۔ جیسے

وہ مدرسہ سے گھر آیا۔ نکل شہر سے راہ جنگل کی لی۔ وہ دلی سے روانہ ہوئی۔ مسند سے اٹھا۔

۲۔ زمانی۔ آغاز وقت کے لیے (یعنی جہاں سے کسی وقت کی ابتدا ہوئی) جیسے اب سے دور۔ وہ کل سے نہیں آیا۔ مہینوں سے بیکار بیٹھا ہوں۔ کچھ دنوں سے یہی حال ہے۔ ایک زمانہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے۔

۳۔ جدائی کے لیے مادی ہو یا خیالی۔ جیسے وہ مجھ سے جدا ہو گیا۔ میں نے اُسے غلامی سے آزاد کر دیا۔ اُس نے مجھے آگ سے بچایا۔ تم نے مجھے وہاں جانے سے کیوں منع کیا۔ وہ کام سے جی چراتا ہے۔ عقل سے بعید ہے۔

۴۔ ماخذ، اصل یا علّت کے اظہار کے لیے۔ جیسے وہ اپنے کیے سے بہت نادم ہوا۔ زمانہ کے انقلاب سے گھبرا کر گھر بیٹھ رہا۔ اسکی اطاعت سے کیا فائدہ وہ بدنامی سے ڈرتا ہے۔ آپ کے خوف سے پڑھتا ہے۔ فساد سے ضرر پیدا ہوتا ہے۔ وہ مجھ سے خوش ہے۔

۵۔ ذریعہ یا آلہ کے ظاہر کرنے کے لیے جیسے میں نے اُسے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ کسی دوسری کنجی سے نہیں کھُلنے کا۔ اس نے مجرموں کو ہاتھی سے کچلوا دیا

یہ فقرہ بھی کہ ندی نالے پانی سے بھرے ہیں اسی شق میں آ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اُس شے کو ظاہر کرتا ہے جس سے ندی نالے بھرے ہیں۔

(یہ یاد رکھنا چاہیے کہ فعل "ہونا" اور افعال متعدی المتعدی یا متعدی بالواسطہ میں سے

صورت فاعلی ہو جاتی ہے۔ جیسے مجھسے خطا ہوئی۔ مین ان لڑکون کو مولوی صاحب سے عربی پڑھواتا ہون)

۶۔ مقابلہ کے لیے۔ جیسے وہ مجھسے اچھا ہے۔ یہ اس سے بڑا ہے۔ وہ سب سے پہلے گیا مجھسے کوئی نہ جیتا۔ دل آزاری سے بڑھکر کوئی گناہ نہین۔ سخی سے شوم بھلا۔

نیز فعل ظرفی کے ساتھ جیسے گھر سے باہر۔ اس سے پہلے۔

۷۔ طور و طریقہ کے اظہار کے لیے جیسے غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ اس نے بڑی محبت سے کہا۔ وہ بہت خاطر تواضع سے پیش آیا۔ انکسار سے فرمایا وغیرہ۔

۸۔ معیت کے لیے جیسے بڑے سامان سے آیا۔ مین نے روٹی سالن سے کھائی۔

۹۔ جزو کل یا جنس و نوع کے تعلق کے لیے۔ جیسے وہ ہم مین نہین ہے۔ اُسے اس گروہ سے تعلق نہین۔ یہ حیوانات کی قسم سے ہے۔ یہ شخص خاندان شرفا سے ہے۔

۱۰۔ صفت کے ساتھ۔ اس حالت مین وہ عموماً صفت ہی کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے نکھ سکھ سے درست بدن سے ننگا۔ آنکھون سے اندھا۔ کانون سے بہرا۔ لین دین سے ہوشیار۔

(۱۱) اسی طرح سے دیگر تعلقات کے اظہار کے لیے آتا ہے جیسے یہ پیڑ چھونے سے مرجھا جاتا ہے لاتون کا بھوت باتون سے نہین مانتا۔ آپ کی عنایت سے۔ یہ مین دل لگی سے نہین کہتا۔ کام سے کام رکھو۔

حالتِ مفعولی مین یہ ذکر ہو چکا ہے کہ بعض مصادر کے ساتھ سے کو کے معنون مین آتا ہے اور اسلیے اُنھین حالت مفعولی ہی مین سمجھنا چاہیے۔ انہین سے ایک فعل کہنا ہے۔ اسکے ساتھ سے اور کو دونون آتے ہین۔ لہذا اس استعمال مین فرق بتا دینا ضروری ہے۔ کہنا جب کسی سے خطاب کرنے کے معنون مین آتا ہے تو اسکے ساتھ ہمیشہ سے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مین نے اس سے کہا۔ مجھ سے کہو۔ مین کس سے کہون؟ لیکن باقی تمام صورتون یعنی کسی کی

نسبت کچھ کہنے یا رائے قائم کرنے یا نام تجویز کرنے وغیرہ مین کو آتا ہے۔ جیسے یہ کیا بات ہے کہ اُسے (اُسکو) توسب اچھا کہتے ہین مگر تمھین (تم کو) سب بُرا۔ اس جانور کو کیا کہتے ہین ؟

مدعی صاف کھڑے مجکو بُرا کہتے ہین

چپکے تم سُنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہین

مثلاً "تم سے کوئی کیا کہے" اور "تم کو کوئی کیا کہے"۔ "اب مین تم سے کیا کہون" اور "اب مین تم کو کیا کہون" مین بہی فرق ہے۔ تم سے کہنے کے یہ معنی ہین کہ جو بات کسی معاملہ کی تمھارے روبرو کہی جائے۔ اور تم کو کیا کہین کے یہ معنی ہین کہ تم خود ہوشیار لائق ہو، تمھین کوئی کیا مشورہ دے۔ یا یہ کہ تم نے جو کام کیا ہے اسکے دیکھتے تمھین کیا کہا جائے۔ احمق یا عقل مند۔

اسی قسم کی اور مثالین ہین جیسے اُس کو سب احمق کہتے ہین لیکن درحقیقت وہ احمق نہین۔ مجھکو آپ جو چاہے کہیے مگر اُسے کچھ نہ کہیے (یعنی میری نسبت یا اسکی نسبت)۔ مجھ سے کوئی کچھ نہین کہہ سکتا۔ دونون درست ہین۔ کیونکہ یہان معناً دو شقین جمع ہوگئی ہین۔

اسی طرح سے بعض اور افعال ہین جن کے ساتھ سے کو کے معنون مین آتا ہے جیسے وہ مجھ سے لڑ پڑا۔ مین اُس سے ملا۔ اس نے احمد سے وعدہ کیا۔ وہ کس سے باتین کر رہا ہے۔

۱۲۔ بعض اوقات سے بعض حروف ظرف مین یا پر سے مل کر آتا ہے۔ جیسے گھر مین سے بولا۔ چھت پر سے اترا۔

حالت ظرفی

حالت ظرفی کا اظہار عموماً مین اور پر سے ہوتا ہے۔

۱۔ مین بلحاظ اصل کے اور یون بھی عام طور پر مکان کے اظہار کے لیے آتا ہے۔ جیسے دنیا جہان مین۔ شہر مین۔ گھر مین وغیرہ

اسی طرح قدمون مین گر پڑا۔ دل مین آیا۔

محاورے مین جیسے کانون مین تیل ڈالے بیٹھے ہین۔ اس کام مین میرا دل نہین لگتا۔ وہ ہوش مین آیا۔

۲۔ زمانہ کے لیے (یعنی وہ وقت جس مین کوئی کام واقع ہو) جیسے یہ کام کتنے دنون مین ہو جائے گا۔ وہ ایک مہینے مین واپس آجائے گا۔

۳۔ مقابلہ کے لیے۔ مین اس سے کس چیز مین کم ہون، لیاقت مین، عزت مین، مال دولت مین۔ ان دونون مین کون بہتر ہے۔ مجھ مین اسمین زمین آسمان کا فرق ہے۔ مجھ سے عمر مین بڑا ہے۔ لاکھ مین ایک ہے۔

۴۔ ذریعہ کے اظہار کے لیے۔ جیسے ایک ہی ہاتھ مین کام تمام کر دیا۔ دو ہی باتون مین پرچا لیا۔ چند ہی کشون مین حقہ جلا دیا۔

۵۔ مصروفیت جیسے وہ دن رات مطالعہ مین رہتا ہے۔ اُسے فرصت کہان وہ تو شب و روز ناچ رنگ مین مشغول رہتا ہے۔ اپنے کام مین ہے۔

۶۔ حالت یا کیفیت۔ اسی سوچ مین آنکھ لگ گئی۔ پینک مین ہے۔ نشہ مین ہے۔ وہ اپنے

خوشی کے آپے مین نہین سماتا۔ ہاتھ مین شفا ہے۔ زبان مین اثر ہے۔

۷۔ چسپان یا ملا ہوا ہونا۔ جیسے انگوٹھی مین ہیرا جڑا ہے۔ جھالر مین موتی لگے ہوے ہین۔ ایک تولے سونے مین ماشہ بھرتا نبا ہے۔

۸۔ جزء کا تعلق کُل سے۔ خاندان بھر مین یہ ایک ہی لائق شخص ہے۔ ساری کتاب مین ایک صفحہ بھی پڑھنے کے قابل نہین۔ وہ ہمارے دفتر مین منشی ہین۔

۹۔ قیمت کے لیے۔ جیسے یہ کتاب کتنے مین پڑی۔

قیمت کے لیے کبھی حالت اضافی استعمال ہوتی اور کبھی مفعولی اور کبھی ظرفی۔ لیکن معنون مین کسی قدر فرق ہوتا ہے۔ مثلاً جب ہم کہتے ہین کہ یہ مال کتنے کا ہے۔ تو اسکے معنی یہ ہین کہ اسکے اصلی قطعی قیمت کیا ہے۔ جب یہ پوچھتے ہین کہ یہ کتنے کو دوگے؟ یا یہ کتنے کو لیا تو اسکے معنی ہین کہ وہ قیمت جتنے مین یہ شئے بکتی ہے لیکن جب ہم یہ کہتے ہین کہ مین نے یہ لیمپ چار روپیہ مین لیا تو اسکا یہ مطلب ہے کہ یہ قیمت خریدہی یا اتنے مین پڑا ہے ممکن ہے کہ اصلی قیمت یا قیمت فروخت کم و بیش ہو۔

۱۰۔ معاملہ کے متعلق جیسے اسمین بحث کرنا فضول ہے۔ اسمین میرا کچھ بس نہین چلتا۔ اس مقدمے مین مشورہ کرنا چاہیے۔

۱۱۔ وزن کے لیے جیسے تول مین کم ہے۔ سیر مین چار چڑھتے ہین

۱۲۔ درمیان کے معنون مین۔ جیسے اُن مین صلح ہوگئی۔ ان مین لڑائی ہوگئی۔ بھرے مجمع مین بول اُٹھا۔ بیس دانتون مین ایک زبان ہے۔ سو مین کمھدون لاکھ مین کمھدون۔ تین مین نہ تیرہ مین۔ ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین۔ سچ اور جھوٹ مین امتیاز کرو۔

۱۳۔ صفت کے ساتھ جیسے باتون مین تیز کام مین سست

۱۴۔ کبھی حرف ظرف محذوف ہوتا ہے۔ جیسے مین چوتھی کو دلی پہنچا۔ خصوصاً محاورات مین

پاؤں پڑنا۔ کام آنا۔

پر بھی حالت ظرفی کے لیے استعمال ہوتا ہے

۱۔ بیرونی تعلقات کے لیے۔

(ا) وہ گھوڑے پر سوار ہے۔ پھاٹک پر کھڑا ہے۔ منڈیر پر چڑیا بیٹھی ہے۔ خدا کا دیا سر پر۔ بنارس گنگا پر واقع ہے۔

(ب) فاصلہ کے لیے۔ یہاں سے کچھ فاصلہ پر ہے۔

۲۔ ٹھیک وقت۔ جیسے عین وقت پر آیا

خصوصاً جب گھنٹوں کے ساتھ منٹ اور سکنڈ بھی ذکر کیے جائیں۔ جیسے پانچ بج کے دس منٹ پر آیا۔ دس بج کے پندرہ منٹ بیس سکنڈ پر پہنچا۔

۳۔ تعلق خاطر۔ ہمارے حال پر رحم کرو۔ اس بات پر غور کرو۔ میرا دل اس پر آ گیا۔

۴۔ کسی کے خلاف عمل یا خیال کرنا۔ جیسے دشمن پر حملہ کیا۔ شیر اُس پر جھپٹا۔ وہ مجھ پر غصے ہوا۔ اسکے مال پر قبضہ کر لیا۔

۵۔ فضیلت و فوقیت۔ جیسے اسکا مجھ پر کچھ بس نہیں چلتا۔ اُسے اُس پر ترجیح ہے۔ اُسے اس پر تقدم ہے۔

۶۔ پابندی (قواعد و رسوم)۔ وہ اپنے طریقہ پر ہے ہیں اپنے طریقہ پر۔ ان قواعد کی پابندی مجھ پر لازم نہیں۔ خدا کی اطاعت سب پر واجب ہے۔ وہ اپنے قول و اقرار پر قائم نہیں رہتا۔ ہر چیز اپنی اصل پر جاتی ہے۔

۷۔ وجہ و سبب۔ جیسے میرے استقلال پر وہ سب حیران تھے۔ اتنی سی بات پر آگ بگولا ہو گیا

۸۔ واسطے اور خاطر کے معنوں میں۔ جیسے ہم پر گیا ہے۔ کام پر گیا ہے۔ وہ نام پر مرتا ہے۔ ۔۔۔ پر جان دیتا ہے۔

۹۔ باوجود یا باوصف کے معنوں مین جیسے اس ہوشیاری پر ایسی غفلت۔ اتنے علم وفضل پر یہ کج فہمی۔

۱۰۔ طرف و جانب کی معنوں مین جیسے اسکی بات پر نہ جانا۔ اسپر نہ جانا یہ سب دیکھنے کے ہین۔

تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو

دامن نچوڑ دین تو فرشتے وضو کرین

اسپر کوئی خیال نہین کرنا چاہیے۔

۱۱۔ انحصار۔ جیسے میری زندگی اسی پر ہے۔ ایک مجھی پر کیا سب کا یہی حال ہے۔ میرا جانا اُنپر موقوف ہے۔

حالت ندائیہ

حالت ندائیہ پکارنے یا بلانے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ خواہ اسکے ساتھ حروف فجائیہ ہون یا نہون۔ یہ عموماً جملہ اول مین ہوتی ہے اور جملے کے دوسرے الفاظ سے اسے تعلق نہین ہوتا حالت ندائیہ اکثر الفاظ فجائیہ کے ساتھ آتی ہے۔ اے دوست!۔ او لڑکے! او بیرحم! وغیرہ مگر بعض اوقات حروف ندا نہین بھی آتے جیسے صاحبو! لوگو! بیٹا! قبلہ وغیرہ۔

بھیا اور بھینا کے الفاظ اکثر حالت ندائیہ ہی مین مستعمل ہوتے ہین شعرا اپنی نظمون مین اور خصوصاً مقطع مین اپنا تخلص لاتے ہین جو اکثر حالت ندائیہ مین ہوتا ہے۔

ہوت دور سے بلانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ارے۔ ابے حقارت کے لیے اور ادنی لوگون کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مگر ان کا استعمال فصیح خیال نہین کیا جاتا۔

رے اللہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اسکے معنی تعجب کے ہوتے ہین جیسے اللہ رے تیرا استغنا

بے تکلفی مین ارے میان کے ساتھ آتا ہے جیسے ارے میان - یا اضطراب مین لوگون کے ساتھ - جیسے ارے لوگو یہ کیا غضب ہوا -

صفت

صفات کی ساخت اور تغیر و تبدل کے متعلق پہلے حصے مین کافی طور سے بیان ہو چکا ہے لہذا یہان اس کا بیان غیر ضروری ہے -

۱ - صفت جب کبھی اسم کی کیفیت یا حالت بیان کرتی ہے تو اسکی دو صورتین ہوتی ہین -

(۱) توصیفی اور (۲) خبریہ

توصیفی جیسے خوبصورت جوان - نازک کلائی - نیلا اسمان وغیرہ

خبریہ جیسے وہ گھوڑا خوبصورت ہے - یہ پانی تو گرم ہے - مین نے اُسے بہت ہوشیار پایا وغیرہ

۲ - اُردو مین صفات اکثر اسما کی طرح استعمال ہوتی ہین اور جس طرح اسما کی آخری علامت مین تبدیلی واقع ہوتی ہے ان مین بھی ہوتی ہے - جیسے

تم کیا اچھے اچھے مارے پھرتے ہین اور کوئی نہین پوچھتا -

چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے
وہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیے

برون کی صحبت سے بچو - بے حیا کی بلا دور - یہان سب طرح کے لوگ موجود ہین اچھے سے اچھا اور برے سے برا - عقلمندون کی صحبت مین بیٹھو جاہلون سے احتراز کرو - بڑون کا ادب کرو اور چھوٹون پر شفقت -

۳ - کبھی کبھی بعض اسم بھی صفت کے معنون مین استعمال ہوتے ہین جیسے

آگے جاتا نہین ہے اب بولا
ہوگئی ہے زبان بھی اولا

یہان اولے کے معنے ٹھنڈے کے ہین۔ یا مثلاً یون کہین اسکے ہاتھ پاؤن برف ہو رہے ہین۔ اُسے اس زور کا بخار چڑھا کہ سارا جسم آگ تھا۔

یا مثلاً خفا ہو کر کہین تم بڑے الو ہو یا بڑے گدھے ہو۔ یہان الو اور گدھے کے معنے بیوقوف اور احمق کے ہین۔ یا وہ تو نرا بیل ہے۔

۴۔ صفات بعض اوقات تمیز فعل کا کام دیتی ہین جیسے یہ بہت سخت ہے۔ بڑا بیوقوف ہے۔ وہ خوب بولتا ہے۔

۵۔ بعض اوقات تکرار صفت سے صفت مین ترقی ہو جاتی ہے۔ جیسے دور دور کے لوگ۔ مشہور مشہور شخص۔ میٹھے میٹھے پھل۔ اونچے اونچے مکان۔ گرم گرم چاے۔ مگر خاص خاص حالتون مین اسکے خلاف کمی ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً دال مین کچھ کالا کالا نظر آتا ہے (یعنے کوئی چیز جو کالی سی ہے) یہ سالن میٹھا میٹھا معلوم ہوتا ہے (یعنے کسی قدر میٹھا) لیکن اس آخری صورت مین صفت تمیز فعل کا کام دیتی ہے۔

جب اسمین اور ترقی یا مبالغہ مقصود ہوتا ہے تو دونون کے درمیان سے بڑھا دیتے ہین۔ جیسے بڑے سے بڑا کام۔ اونچے سے اونچا پہاڑ۔ بھاری سے بھاری بوجھ اچھے سے اچھا کام۔ وغیرہ

۶۔ سا جو تشبیہ اور صفت کی کمی بیشی کے لیے آتا ہے اسکا مفصل ذکر حصۂ صرف مین ہو چکا ہے۔

۷۔ ہر حرف تخصیص ہے اور ہمیشہ واحد کے ساتھ استعمال ہوتا ہے لیکن ایک اور کوئی کے ساتھ مرکب ہو کر بھی آتا ہے جیسے ہر ایک آدمی کا یہ کام نہین ہے۔ ہر کوئی اسے کرلے یہ دشوار ہے۔

۸ ۔ بھر اگرچہ صفت ہے لیکن کبھی تنہا استعمال نہین ہوتا۔ بلکہ کسی نہ کسی اسم کے بعد مل کر آتا ہے (یہ بھرنے سے ہے اور اسکے معنے پورے یا تمام کے ہین) اسماے مقدار وغیرہ کے ساتھ جیسے چلّو بھر، مٹھی بھر، پاؤ بھر، گز بھر، ہاتھ بھر۔

اسماے مسافت کے ساتھ جیسے کوس بھر۔

اسماے زمان کے ساتھ جیسے عمر بھر، دن بھر، سال بھر

اسکے علاوہ مقدور بھر بھی استعمال ہے۔

بعض اوقات بھر برس یا بھر نیند سونا یا بھر نظر دیکھنا بھی بول جاتے ہین ورنہ یہ لفظ ہمیشہ اسم کے بعد آتا ہے۔

صفات عددی

۱۔ کبھی ایک کسی کے معنون مین آتا ہے۔ جیسے ایک دن ایسا واقع ہوا۔ ایک شخص نے مجھسے یہ کہا۔ ایک نے بھی مرا ساتھ نہ دیا۔ ان فقرون مین ایک شمار کے لیے نہین آیا بلکہ اسکے معنے کسی دن اور کسی شخص کے ہین۔

اسی طرح ایک معین اعداد کے ساتھ آکر غیر معین کے معنے دیتا ہے۔ جیسے بیس ایک آدمی بیٹھے تھے یعنے تخمیناً بیس۔ اس کا ذکر صرف مین ہوچکا ہے۔

جب یہ تکرار آتا ہے تو اسکے معنے فرداً فرداً کے ہوتے ہین۔ جیسے ایک ایک آؤ۔ ایک ایک دو۔ ہر ایک کے معنون مین۔ جیسے اس نے آپ کا پیغام ایک ایک کو پہنچا دیا۔ قریب قریب انھین معنون مین ایک ایک کرکے بھی استعمال ہوتا ہے۔

لیکن جب پہلا ایک فاعلی حالت مین ہوتا ہے اور دوسرا مفعولی اضافی حالت مین تو وہان باہم یا ایک دوسرے کے معنے ہوتے ہین۔ جیسے ایک ایک سے لڑ رہا تھا۔ ایک

ایک سے جُٹ گیا۔ ایک ایک کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ ایک ایک کا دشمن ہے۔

ایک ہر فقرہ میں الگ الگ انھیں معنوں میں آتا ہے۔ جیسے ایک کو سائی ایک کو بدھائی۔ ایک سب آگ، ایک سب پانی۔ دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں۔

اور اکثر ایک کے جواب میں دوسرا یا اُسپر آتا ہے جیسے ایک تو بیوقوف دوسرے مفلس۔ ایک تو میں غم زدہ اسپر آپ کی غفلت غضب ہے۔

کبھی تحسین کلام کے لیے آتا ہے۔ جیسے ایک تمھارا ہی فکر کیا کم ہے۔ ایک درد سا دل میں رہتا ہے۔ یہ صدا جبکہ کان میں آئی۔ جان اک میری جان میں آئی۔

کبھی کُل یا سارے کے معنوں میں آتا ہے جیسے ایک زمانہ یہی کہتا ہے۔ ایک عالم میں یہی چرچا ہے

کبھی یکسان کے معنی دیتا ہے جیسے وہ بھائی بہن ایک ہیں۔

ایک ہے تیری نگہ میری آہ — کہیں ایسوں سے رہا جاتا ہے (داغ)

کبھی مبالغہ کے لیے جیسے وہ ایک چھٹا ہوا ہے۔

کبھی بے نظیر کے معنوں میں جیسے سارے خاندان میں ایک ہے۔ اپنے رنگ میں ایک ہے۔

کبھی اکیلے اور تنہا کے معنوں میں جیسے کیا تمھارے ستانے کو ایک میں ہی رہگیا ہوں۔

کبھی ذرا یا ادنیٰ کے معنوں میں آتا ہے جیسے

ایک کھیل ہے اورنگ سلیمان مرے نزدیک

ایک بات ہے اعجاز مسیحا مرے آگے

ایک نہ ایک محاورے میں کوئی نہ کوئی کے معنوں میں آتا ہے جیسے آئے دن ایک نہ ایک فکر لگا رہتا ہے۔ جب کبھی میں وہاں جاتا ہوں وہ ایک نہ ایک فرمایش ضرور کردیتے ہیں۔

۲- صرف مین بیان ہو چکا ہے کہ کلیت کے اظہار کے لیے اعداد معین کے آگے وں بڑھا دیتے ہین - جیسے آٹھون پہر وہین بیٹھا رہتا ہے - دونون جہان مین بھلا ہوگا - اور جب زور زور دینا مقصود ہوتا ہے تو عدد صرف اضافت کے ساتھ بہ تکرار استعمال ہوتا ہے - جیسے آٹھون کے آٹھون آ گئے - دسون کے دسون دیدیے - لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس آخری صورت مین عدد کے ساتھ اسم ہمیشہ محذوف ہوتا ہے -

۳- جو اسما روپیہ پیسے، ناپ، فاصلے، سمت وغیرہ بتاتے ہین وہ اعداد جمع کے ساتھ بھی واحد ہی استعمال ہوتے ہین جیسے

ایک ہزار روپے مین خریدا - اسکی قیمت سو اشرفی ہے - میرا اسپر کئی ہزار روپیہ آتا ہے - وہ تین مہینے سے غیر حاضر ہے - وہ چار ہفتے مین آجائے گا - وہ ساٹھ برس کا ہے - اسپر چارون طرف سے حملہ ہوا - دونون جانب سے لوگ آئے - میرے پاس کئی قسم کی کتابین ہین - اس کا کھیت چار بیگھے کا ہے -

اسی طرح نفر، راس، زنجیر، قطار وغیرہ جو فارسی مین تعداد کے لیے استعمال ہوتے ہین اور اُردو مین بھی مستعمل ہین وہ بھی جمع کی حالت مین واحد آتے ہین - جیسے چار راس گھوڑے دس زنجیر ہاتھی - پچاس قطار اونٹ - دس نفر مزدور - مگر دانہ اور جلد کی لفظ اُردو ترکیب مین بطور جمع کے استعمال ہوتی ہے جیسے پچاس جلدین کتابون کی - چار دانے سیب کے -

۴- دسون، بیسون، سیکڑون، ہزارون، لاکھون، کرورون اور صدہا، ہزارہا - جب اسما کے ساتھ آکر تعداد غیر معین کے معنے دیتے ہین تو جمع کی حالت مین فعل واحد اور جمع دونون طرح آتا ہے - جیسے ہزارہا آدمی مارا گیا (آدمی مارے گئے) قحط مین سیکڑون آدمی بھوکا مر گیا (سیکڑون جانور مر گئے، صدہا تماشائی موجود تھا (موجود تھے)

تعداد معین کے ساتھ بھی۔ یہ استعمال جائز رکھا گیا ہے۔ موصوف کو جمع اور واحد دونوں طرح استعمال کرسکتے ہیں۔ جیسے دس ہزار گورا پڑا ہے۔ پانچ ہزار سوار اترا ہوا ہے۔ پندرہ ہزار پیدل کھیت رہا۔ پانسو آدمی کھڑا ہے۔ ایک ہزار کرسی پڑی ہے (لیکن یہ استعمال صرف فاعلی حالت میں درست ہے)

ضمائر

ا۔ضمیر جنس و تعداد میں اس اسم سے مطابق ہوتی ہے جسکے لیے وہ استعمال کی گئی ہے۔ جیسے میں نے کریم کو ہرچند سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا۔ وہ شخص جو کل آپ سے ملا تھا چلا گیا۔

لیکن تعظیم کے موقع پر اگرچہ اسم واحد ہوتا ہے لیکن جو ضمیر کہ اسکے بجاے استعمال ہوتی ہے جمع آتی ہے جیسے آپ کے بلانے پر مولوی صاحب آئے تو سہی مگر انھوں نے اس مسئلہ کے متعلق کچھ نہ فرمایا۔ وہ صاحب جنھیں آپ نے بلایا تھا تشریف لائے ہیں۔

۲۔ جب ضمائر شخصی فعل کی فاعل ہوتی ہیں تو عموماً محذوف ہوتی ہیں۔ جیسے کل آؤں گا۔ یہاں میں محذوف ہے۔ امر کے ساتھ خصوصاً ضمیر فاعلی ظاہر نہیں کی جاتی۔ جیسے فوراً چلے جاؤ۔

۳۔ جب دو یا دو سے زائد ضمائر ایک ہی فعل کے فاعل ہوں۔ تو انکے استعمال کی صورت یہ ہوگی اگر ضمیر متکلم اور ضمیر مخاطب ہیں تو ضمیر متکلم جمع آئے گی۔ جیسے آؤ ہم بھی چلیں (اسمیں مخاطب بھی شریک ہے یعنی میں اور تم) آؤ ہم تم مل کر کام کریں۔ لیکن جب ضمیر مخاطب اور ضمیر غائب ہو تو ضمیر مخاطب جمع ہوگی۔ کیونکہ ضمیر مخاطب عموماً یوں بھی جمع ہی مستعمل ہوتی ہے۔

لیکن علاوہ حالت فاعلی کے دوسری حالتوں میں اسکی پابندی لازم نہیں ہے۔ کیونکہ جیسے مجھ میں تم میں بہت فرق ہے۔ میری تمھاری حالت ایک سی نہیں ہے۔

اُردو میں عموماً ضمیر متکلم اول اسکے بعد ضمیر مخاطب اور اسکے بعد ضمیر غائب استعمال ہوتی ہے۔

۴- جب ایک ہی جملے مین ایک مفعول شئے دوسرا مفعول شخصی ہو (یعنے قریب و بعید) اور دونون ضمیرین ہون تو کو مفعول شخصی کے ساتھ آئے گا جیسے وہ تو مین احمد کو دون گا۔

۵- ضمیر شخصی کے ساتھ جب کوئی صفت آتی ہے تو اسکی صورت تو مفعولی ہوتی ہے لیکن وہ فاعلی مفعولی اور اضافی انتقالی حالتون مین برابر استعمال ہوتی ہے۔ ایسی صورت مین علامات فاعل و مفعول و اضافی و انتقالی حالتون مین برابر استعمال ہوتی ہے۔ اور ایسی صورت مین علامات فاعل و مفعول و اضافی و انتقالی صفت کے بعد آتی ہین جیسے مجھ کم نجبت نے کہا تھا۔ مجھ خاکسار کو یہ واقعہ پیش آیا۔ مجھ عاجز سے یہ خطا ہوئی۔ تجھ بدبخت کی یہ حالت ہے۔ (یہ عموماً تجھ اور مجھ ہی کے ساتھ مخصوص ہے)

۶- اسی طرح جب ضمیر شخصی کے بعد ہی (جمع ہین) آتا ہے تو علامات فاعل و مفعول و اضافی و انتقالی ہی کے بعد آتی ہین۔ جیسے مجھی سے مانگا تھا۔ ہمین نے دیا تھا۔ اسی کا ہے۔ ہمین نے ہی کہا تھا۔ البتہ علامت فاعل مستثنےٰ ہے۔ وہ دونون طرح استعمال ہوتی ہے۔ خاصکر واحد متکلم مین ضمیر کے متصل آیا ہے

۷- بعض ضمائر شخصی و دیگر ضمائر کے ساتھ پاس کا استعمال بلا اضافت بھی ہوتا ہے جیسے اُس پاس، مجھ پاس، جس پاس، کس پاس۔

جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہو   روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے (غالب)

کون آتا ہے بُرے وقت کسی پاس اے داغ   لوگ دیوانہ بناتے ہین کہ وہ آتے ہین

۸- آپ بجائے ضمیر مخاطب تعظیماً آتا ہے اور کبھی تعظیم کے خیال سے غائب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جسکا ذکر حصۂ صرف مین ہو چکا ہے۔ لیکن آپ مخاطب کے لیے آئے یا غائب کے لیے فعل اسکے لیے ہمیشہ جمع آتا ہے۔ جیسے آپ تشریف لے چلین۔ آپ آئے تھے۔ آپ کب جائین گے۔

۹- اپنا ضمیر کے موقع پر جس جس طرح استعمال ہوتا ہے اسکا ذکر صرف مین ہو چکا ہے۔ علاوہ

اسکے وہ بلاتعلق مرجع اور بھی کسی طرح استعمال ہوتا ہے۔

(ا) بعض وقت ضمیر متکلم کے معنون مین آتا ہے۔ جیسے اپنا الّو کہین نہین گیا۔

غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقول ناسخ ۔۔۔ آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین

ناصحون سے کلام کون کرے ۔۔۔ اپنی الیسون سے گفتگو ہی نہین (داغ)

(ب) بعض اوقات صفت کے معنے دیتا ہے۔ جیسے اپنی گرہ سے دینا۔ اپنی نیند سونا اور اپنی بھوک کھانا۔

(ج) جب مکرر آتا ہے تو اسکے معنے ہوتے ہین ہر ایک کا الگ الگ۔ جیسے اپنا اپنا کمانا اپنا اپنا کھانا۔ اپنا اپنا کام کرو۔ اپنے اپنے گھر جاؤ۔ وہ سب جپ چپ اٹھے اور اپنا اپنا کام کرنے لگے۔

(د) کبھی بطور اسم استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اپنا اپنا ہے پرایا پرایا۔ مجھے اپنا پرایا سب ایک ہے جب وہ اپنون سے یہ سلوک کرتا ہے تو غیرون سے کیا کچھ نہ آئے گا دہیان اپنے کے معنے عزیز اور رشتہ دار کے ہین اور ان معنون مین یہ لفظ ہمیشہ جمع مین استعمال ہوتا ہے) اسی سے اپنایت اسم کیفیت ہے جسکے معنے یگانگت کے ہین۔

(ہ) کبھی خصوصیت کے لیے جیسے اپنی گلی مین کتا بھی شیر ہے۔ دوسرے کامون سے فرصت ملے تو اپنا کام بھی کرون۔

(و) اس محاورے مین کہ "ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہے" اسم محذوف ہے۔ اسی طرح ان محاورات مین اپنی گانا۔ اپنی کہنا اسے اپنی پڑی ہے۔ جب دیکھو وہ اپنی ہی گاتا ہے۔ اسم محذوف ہے اور اس لیے بجاے اسم سمجھا جائے گا۔

(ز) کبھی آپ بھی اپنے یا اپنی کے بجاے آتا ہے جیسے آپ بیتی۔ آپ کاج مہا کاج

(ح) آپ سے آپ (یا آپ ہی آپ) اور آپ سے خود بخود کے معنون مین آتے ہین سے

تیغ تو اوچھی پڑی بھی گر پڑے ہم آپ سے — دل کو قاتل کے بڑھا نا کوئی ہم سے سیکھ جائے۔

(ط) کبھی آپ کے بجائے آپے کا لفظ بھی محاورے مین استعمال ہوتا ہے۔ جیسے آپے سے باہر ہو جانا۔ آپے مین آنا۔

۱۰۔ بعض اوقات ہم تم اور آپ کے ساتھ دوسرے اسم جمع مثل لوگ صاحب اور حضرات کے استعمال ہوتے ہین۔ جیسے ہم لوگ، تم لوگ آپ صاحب آپ حضرات وغیرہ

۱۱۔ ہی حرف تخصیص ہے جب وہ ہم تم اور وہ کے ساتھ آتا ہے تو اُنکی صورت وہی ہمین تمھین ہو جاتی ہے۔ جیسے وہی آئے گا تو دون گا۔ یہ غلطی ہمین سے ہوئی۔ یہ تمھین تو تھے۔

۱۲۔ ضمیر کبھی اسم سے پہلے بھی آجاتی ہے مگر یہ اکثر نظم مین ہوتا ہے۔

۱۳۔ یہ بیان ہو چکا ہے کہ یہ ضمیر اشارہ قریب کے لیے اور وہ بعید کے لیے۔ لیکن بعض اوقات یہ کا اشارہ پورے جملے کی طرف ہوتا ہے جو اسکے بعد آتا ہے جیسے

یہ مین نے مانا کہ آج خنجر! مرا گلو بھی نہین رہے گا
مگر مین ظالم کے او ستم گر! ہمیشہ تو بھی نہین رہے گا

۱۴۔ یہ یا وہ کبھی ایسا کے معنون مین بطور صفت کے آتا ہے جیسے روشنی کا یہ عالم تھا کہ اسکے سامنے چاندنی گرد تھی۔

۱۵۔ حروف ربط کے اثر سے یہ اِس سے اور وہ اُس سے بدل جاتا ہے۔ جیسے اِس مین۔ اُس پر وغیرہ۔

علاوہ حروف ربط کے پاس۔ جگہ۔ گھر۔ طرف۔ سمت جانب۔ رات۔ دن۔ مہینہ۔ سال گھڑی۔ طرح۔ قدر وغیرہ کے ساتھ آنے سے بھی یہی تبدیلی ہو جاتی ہے۔

۱۶۔ جمع مین یہ اِن اور وہ اُن ہو جاتا ہے۔

۱۷۔ ہی کے آنے سے یہ بھی وہ وہی اِن انھیں اور اُن اُنھیں ہو جاتا ہے۔

۱۸۔ کبھی یوں بھی ضمیر اشارہ (قریب) کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے

مہندی ملنے کے بہانے ہیں عبث۔ یوں کہیے

آج اغیار سے پیمان کیے بیٹھے ہیں (داغ)

۱۹۔ ضمائر استفہامیہ دو ہیں۔ کیا اشیا کے لیے اور کون اشخاص کے لیے۔ ان کا مفصل ذکر صرف میں آ چکا ہے۔

کیا حالت فاعلی اور مفعولی میں یکساں طور سے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً تمھیں کیا چاہیے تم کیا کر رہے ہو۔ لیکن کیا جب تعجب اور حیرت کے لیے آتا ہے تو اشخاص کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے وہ بھی کیا آدمی ہے۔ کیا بیوقوف ہے (لیکن ان موقعوں یا تو وہ صفت کا کام دیتا ہے یا تمیز صفت کا)

۲۰۔ استفہام کی مختلف قسمیں ہیں اور وہ مختلف معنوں کا اظہار کرتا ہے۔ مثلاً

(ا) محض استفسار کے لیے۔ جیسے یہ کون ہے؟ یہ کیا ہے؟ اسے استخباری بھی کہتے ہیں۔ جیسے اس شعر کے دوسرے مصرع میں

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے آخر اس درد کی دوا کیا ہے

(ب) اقراری جیسے یہ تمھارا قصور نہیں تو اور کس کا ہے؟ (یعنے تمھارا ہی ہے) یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

(ج) انکاری جیسے

گر کیا ناصح نے ہم کو قید اچھا یوں سہی یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا (غالب)

کیا یہ انداز چھٹ جائیں گے؟ یعنے نہیں چھٹیں گے

یا اس شعر کے دوسرے مصرع میں

دوست غمخواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائیں گے کیا؟

(د) تجاہل یعنے جان بوجھ کر پوچھنا جیسے کسی کو لکھتے ہوے دیکھکر پوچھنا کہ کیا کر رہے ہو؟

پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

یا شاعر ممدوح کے متعلق تجاہل سے سوال پر سوال کرتا ہے۔ حالانکہ خوب جانتا ہے کہ وہ کون ہے۔

کون ہے جسکے در پہ ناصیہ سا ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام

(اور پھر خود ہی اسکا جواب دیتا ہے

تو نہیں جانتا تو مجھسے سُن نام شاہنشہ بلند مقام

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ مظہر ذوالجلال والاکرام

یا اسی طرح ایک مقرر زور دینے کے لیے سوال پہ سوال کرتا ہے حالانکہ خود بھی جانتا ہے اور دوسرے بھی جانتے ہیں۔

(ہ) زجر و ملامت کے لیے جیسے اس شعر کے پہلے مصرع میں

دل نادان تجھے ہوا کیا ہے؟ آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟

یا ہم بگڑ کر کسی سے کہیں "کیا کرتے ہو"؟

(و) تحقیر و توہین کے لیے جیسے

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے تمھیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے؟

(ز) حیرت و استعجاب کے لیے جیسے ایں! یہ کیا ہوا!

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟

(ح) انکسار کے لیے جیسے ہم کیا ہیں کوئی کام جو ہم سے ہو گا؟

(ط) نفی کے لیے جیسے میں کیا جاؤں؟

(ی) استغنا کے لیے جیسے میں اسے لے کر کیا کروں گا؟

۲۱- اسکے علاوہ کیا بطور حال وصفت بھی آتا ہے۔ جس کا ذکر دوسرے موقع پر کیا جائے گا۔

۲۲- کیا کیا بہ تکرار بھی آتا ہے۔ جس کے معنے کثرت کے ہوتے ہیں۔ جیسے کیا کیا کہوں؟ کیا کیا لکھوں؟ کیا کیا سنوں؟

۲۳- کون اور کون سا کا فرق پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کونسا ہمیشہ ایسی جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں کئی میں سے ایک مقصود ہو۔ مثلاً کئی کتابیں ہوں اور پوچھیں کونسی چاہیے۔

۲۴- کون اور کیا بعض اوقات تنکیری معنوں میں آتے ہیں۔ جیسے مجھے معلوم نہیں کہ کون آیا اور کون گیا یہاں استفہامی معنی نہیں ہیں۔ اسی طرح کچھ معلوم نہیں اس نے مجھے کیا کہا تھا۔ میں کیونکر وعدہ کرلوں خدا جانے وہ کیا مانگ بیٹھے۔ اسے معلوم نہ تھا کہ اس مکان میں کون رہتا ہے۔

۲۵- ضمائر تنکیری کچھ اور کوئی ہیں انکا معمولی استعمال اور فرق کا بیان صرف میں ہو چکا ہے۔

۲۶- کوئی بطور ضمیر ہمیشہ جاندار ون کے لیے استعمال ہوتا ہے اور واحد کے لیے آتا ہے۔ جمع میں نہیں آتا۔

۲۷- ایک ہی جملے کے دو حصوں میں کوئی اور کچھ الگ الگ بطور جواب کے استعمال ہوتے ہیں۔ کرے کوئی بھرے کوئی۔ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ کوئی مرے کوئی ملہار گائے۔ کچھ ہم سمجھے کچھ تم سمجھے۔ ایسے جملوں میں کوئی اور کچھ کے معنے ایک جگہ ایک اور دوسری جگہ دوسرے کے ہیں۔

۲۸- کوئی اور کچھ تکرار کے ساتھ قلت کے معنوں میں آتے ہیں۔ جیسے کوئی کوئی اب بھی مل جاتا ہے۔ کچھ کچھ باقی ہے۔

۲۹ - کوئی نہ کوئی اور کچھ نہ کچھ بھی قلت کے معنوں میں آتے ہیں اور اس میں زیادہ زور ہوتا ہے۔ کوئی نہ کوئی اب بھی نظر آجاتا ہے۔ اچھوں کی صحبت میں کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہوتا ہے۔

۳۰ - کوئی کا استعمال استفہام کے ساتھ روزمرہ میں بڑے لطف سے ہوتا ہے جیسے

عمر دو روزہ عیش و روزہ نہیں ہے تو ہیں چھوڑتا ہوں کوئی غم جاودان تجھے ؟ (داغ)

کاوشِ غم دور ہو میرے دلِ ویران سے کیا + خار جاتے ہیں کوئی صحرا کا دامن چھوڑ کر ؟

۳۱ - کچھ کا کچھ اور کچھ سے کچھ ایسے موقع پر بولتے ہیں جہاں ایک حالت سے دوسری حالت ہو جائے۔ اور تغیر یا انقلاب پیدا ہو جائے۔ جیسے کچھ کا کچھ ہو گیا یا کچھ سے کچھ ہو گیا۔ لیکن بعض اوقات کچھ کا کچھ اصل کے خلاف معنوں میں بھی آتا ہے جیسے کچھ کا کچھ کہہ دیا یا کچھ کا کچھ سمجھا دیا۔ یہاں بھی وہی معنے تغیر کے ہیں۔ یعنے اصل کے خلاف یا اسے بدل کر کچھ اور کہنا۔

۳۲ - کوئی کے بعد بعض اوقات سا بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کوئی سا دیدو۔ کوئی سا لے لو۔ یہ عموماً اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کئی میں سے ایک مقصود ہو۔

پہچان کے لیے بھی آتا ہے۔

۳۳ - بعض اوقات کچھ جیسا اور جو ضمائر موصولہ کے ساتھ مل کر بھی آتا ہے اور اس میں زیادہ تر تنکیر پائی جاتی ہے جیسے جیسا کچھ ہو سکا دیکھا جائے گا۔ اور جو کچھ کہو گے کروں گا۔

۳۴ - اسی طرح کوئی کے ساتھ کیسا مل کر تنکیری معنوں میں اور زور پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے کوئی کیسا ہی ہو۔ نفی میں اور زور اور تاکید ہوتی ہے۔ جیسے کوئی کیسا ہی کیوں نہو۔

۳۵ - جتنا، اتنا، اُتنا، ایسا، جیسا، ویسا، کیسا جو الفاظ ضمیری ہیں اور بطور صفت مستعمل ہیں۔ تمیز فعل بھی واقع ہوتے ہیں۔ لہذا انکا ذکر تمیز فعل میں کیا جائے گا۔

۳۶ - ضمائر موصولہ، استفہامیہ، تنکیری جب یہ تکرار آتے ہیں تو معنے کثرت کے دیتے ہیں

مگر ان معنوں کا اطلاق کل پر فرداً فرداً ہوتا ہے۔ سوائے ضمائر تنکیری کے جو قلت کے معنی دیتے ہیں جیسے اس نے جو جو کہا میں نے مان لیا۔ جس جس کے پاس گیا اس نے یہی جواب دیا۔ جن جن سے تعلق تھا۔ کون کون آئے ہیں؟ کس کس سے کہوں؟ کس کس کے پاس جاؤں؟ کیا کیا کہا؟ کوئی کوئی اب بھی ہے۔ کچھ کچھ اب بھی نظر آجاتے ہیں۔

۳۷۔ ضمائر موصولہ استفہامیہ اور تنکیری جب اسما کے ساتھ آتی ہیں تو صفت کا کام دیتی ہیں جیسے۔ جو شخص آئے فوراً میرے پاس بھیجو۔ جس شخص کو کہو بھیج دوں۔ جن لوگوں نے ایسا کہا غلطی کی۔ یہ کون آدمی ہے؟ یہ کس شخص کی ملک ہے؟۔ کیا چیز چاہیے؟۔ کوئی آدمی کام کا نہیں تھا۔ کچھ لوگ وہاں بیٹھے تھے۔

جون (جونسی، جونسے) اور کونسا (کونسی، کونسے) بھی بطور صفت استعمال ہوتے ہیں جونسی کتاب کہو دلوا دوں۔ کونسے کام پر جا رہے ہو۔ آج کونسی تاریخ ہے۔

ضمائر شخصی کبھی صفات نہیں ہوتیں۔ البتہ وہ کے ساتھ جب ہی آتا ہے تو وہ صفت کا کام دیتا ہے جیسے یہ وہی شخص ہے۔

کوئی نہ کوئی اور کچھ نہ کچھ بھی کبھی بطور صفت استعمال ہوتے ہیں جیسے کچھ نہ کچھ کام ضرور کرتے رہا کرو۔ روز کوئی نہ کوئی مہمان آجاتا ہے۔

فعل

مصدر کے استعمال مختلف ہیں۔ جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

۱۔ اکثر بطور اسم کے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) فاعل۔ جیسے کھیلنا ناگوار نہیں گزرتا پڑھنا ناگوار ہوتا ہے۔

(ب) مفعول جیسے وہ کھیلنا پسند کرتا ہے۔

(ج) ضرورت اور مجبوری کے معنوں میں جیسے ہم سب کو ایک روز مرنا ہے۔ انھیں معنوں اور ایسی فاعلی حالت میں پڑنا کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے آخر مجھے وہاں جانا پڑا۔

دل اب صحبت سے کوسوں بھاگتا ہے ہمیں یاروں سے شرمانا پڑے گا (حالی)

بعض اوقات اسی طرح مجبوری کے معنوں میں مصدر کے ساتھ ہوگا کا استعمال ہوتا ہے جیسے نہیں جانا ہوگا۔ اُسے کھانا ہوگا۔

کیونکر اب اُس نگہ ناز سے جینا ہوگا زہر دے اس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا

(د) حرف اضافت کے ساتھ نفی کی صورت مستقبل کے معنی دیتا ہے۔ اور اس میں عزم اور یقین پایا جاتا ہے جیسے میں نہیں جانے کا۔

یہ کا مونث میں کی اور جمع میں کے ہو جاتا ہے۔

(ہ) مفعول بعید کی حالت میں فعل ہونا کے ساتھ ایسے کام کو ظاہر کرتا ہے جو اب فوراً ہونے والا ہے جیسے وہ جانے کو ہے۔ وہ کہنے کو ہے۔

(و) بعض اوقات ایک فعل کا دوسرے فعل کے ساتھ ایک ہی وقت میں واقع ہونا ظاہر کرتا ہے جیسے اس کا نظر بھر کر دیکھنا تھا کہ وہ غش کھا کر گر پڑا۔ اس کا چوکی پر پاؤں دھرنا تھا کہ تختہ نکل گیا۔

(ز) امر کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ اور معمولی امر سے اس میں کسی قدر زور اور تاکید پائی جاتی ہے۔ جیسے دیکھو بھول نہ جانا کل ضرور آنا۔

[illegible] مصدر کی تذکیر و تانیث اس اسم کے لحاظ سے ہوتی ہے جس سے اس کا تعلق ہو جیسے

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

بات کرنی اور بات کرنا دونوں درست ہیں لیکن اہل لکھنؤ اکثر مذکر ہی لکھنا اور بولنا پسند کرتے ہیں۔

لیکن جب اسم اور مصدر کے درمیان کا واقع ہوتا ہے تو مصدر ہمیشہ مذکر ہوگا۔ جیسے خط کا لکھنا۔ ہل کا چلانا۔ غزل کا لکھنا وغیرہ۔

حالیہ

۱۔ حالیہ کی تین قسمیں ہیں ایک تمام دوسری ناتمام تیسری حالیہ معطوفہ

تمام وہ جہاں فعل ختم ہو چکا ہے جیسے مرا ہوا جانور۔ ناتمام وہ جہاں فعل ختم نہیں ہوا ہے۔ جیسے روتی ہوئی صورت۔ بہتا ہوا پانی۔

۲۔ بلحاظ استعمال کے بھی اسکی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک تو بطور صفت دوسرا بطور خبر۔ صفت کی مثالیں اوپر لکھی گئی ہیں۔ لیکن بعض اوقات ہوا محذوف بھی ہوتا ہے جیسے اُجڑا گاؤں، روتی صورت وغیرہ۔

۳۔ اب ہم دوسری قسم کا ذکر کرتے ہیں جو بطور خبر کے استعمال ہوتی ہے؟ یہ بھی صفت ہے لیکن اسم کے ساتھ نہیں آتی جیسے وہ ہنستا ہوا آیا۔ میں نے اُسے مرا ہوا پایا۔

جملے میں استعمال کے وقت اسکی صورت میں جو تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں اسکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) اگر حالیہ اور فعل کا فاعل ایک ہے تو حالیہ جنس و تعداد میں فاعل کے مطابق ہوتا ہے، خود حالیہ تمام (یعنے آ کے ساتھ) ہو یا ناتمام (یعنے تا کے ساتھ) جیسے وہ دوڑتا ہوا آیا۔ وہ روتی ہوئی آئی۔ تم کودتے ہوئے چلے گئے۔ میں شور کرتا ہوا بھاگا۔

ہم گرتے پڑتے مشکل سے یہاں پہونچے۔ دسترخوان بچھا ہوا تھا۔ وہ مرا ہوا پڑا تھا۔

(ب) لیکن اگر حالیہ تمام کا تعلق کسی دوسرے اسم سے ہے (جو اکثر مفعول ہوتا ہے) تو اس حالت میں حالیہ ے کے ساتھ آئے گا جیسے وہ سر نیچے کیے ہوئے آیا۔ وہ ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا۔ ملکہ سر کپڑے کھڑی تھی۔ ساری رات تڑپتے کٹی۔ وہ کپڑے پہنے باہر نکلا۔ اژدہا مُنھ کھولے پڑا تھا۔ وہ پاؤں پسارے لیٹا تھا۔

اور اگر فعل متعدی ہے اور اسکے ساتھ مفعول شخصی ہے اور علامت کو موجود ہے تو حالیہ دونوں طرح آسکتا ہے (مگر ے کے ساتھ فصیح ہے) جیسے مین نے وہاں ایک عورت کو بیٹھے ہوئے دیکھا (یا بیٹھا ہوا دیکھا) اس نے حامد کو سوتے ہوئے دیکھا (یا سوتا ہوا) مین اس ورے کو قبر سمجھے ہوئے تھا (یا سمجھا ہوا تھا) اور جو کو نہو تو حالیہ فاعل کے مطابق آئے گا۔ جیسے مین نے ایک عورت بیٹھی (ہوئی) دیکھی۔ اس نے دسترخوان بچھا ہوا دیکھا۔

(ج) حالیہ ناتمام جب فعل لازم کے ساتھ ہو تو جنس و تعداد مین اپنے فاعل کے مطابق ہوتا ہے جیسے وہ سر دُھنتا ہوا آیا۔ وہ باتین بناتا ہوا آیا۔ وہ کھیلتی ہوئی آئی وغیرہ۔

مگر جب فعل متعدی کے ساتھ ہوتا ہے اور فعل موجود ہے تو بغیر تبدیلی ے کے ساتھ آتا ہے جیسے مین نے اُس عورت کو سر دُھنتے ہوئے دیکھا۔ مین نے اُسے کھانا کھاتے ہوئے پایا۔ ہم نے احمد کو باتین کرتے ہوئے سُنا۔

(د) اور جب حالیہ دوہرایا جائے، یا اس کا تابع دوسرا حالیہ اسکے ساتھ آئے تو فعل لازم کی صورت مین ا اور ے دونوں کے ساتھ آسکتا ہے۔ (ے کے ساتھ زیادہ فصیح ہے) مگر فعل متعدی کے ساتھ بغیر تبدیلی صرف ے کے ساتھ آئے گا۔ جیسے وہ ڈرتے ڈرتے یہاں آیا (یا وہ ڈرتا ڈرتا یہاں آیا یا ڈرتی ڈرتی آئی) مین کہتے کہتے بیزار ہو گیا یا ہو گئی۔

(یا مین کہتا کہتا بیزار ہو گیا یا مین کہتی کہتی بیزار ہو گئی) وہ پڑے پڑے بیمار ہو گیا۔ (یا پڑا پڑا بیمار ہو گیا) وہ لڑتے جھگڑتے یہان تک پہنچ گیا (یا وہ لڑتا جھگڑتا یہان تک پہنچ گیا یا وہ لڑتی جھگڑتی یہان تک پہنچ گئی) وہ بیٹھے بیٹھے بیکار ہو گیا (یا وہ بیٹھا بیٹھا بیکار ہو گیا) اس نے بیٹھے بٹھائے مجھے بدنام کر دیا۔ اس نے لکھتے لکھتے کاغذ پھینک دیا۔

دن گزارے عمر کے انسان ہنستے بولتے

تکرار حالیہ سے فعل کی کثرت ظاہر ہوتی ہے جیسے پڑے پڑے بیمار ہو گیا۔ یعنے زیادہ تر پڑے رہنے سے۔ کہتے کہتے بیزار ہو گیا۔ یعنے بار بار کہنے سے۔

کبھی تدریج کے معنے بھی دیتا ہے۔ جیسے کہ آتی ہے اُردو زبان آتے آتے۔ یا جیسے سیکھتے سیکھتے ہی سیکھے گا۔

کوئی دن طبیعت کو ہو گا قلق سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائے گی

بعض اوقات اس قسم کا حالیہ بغیر اسم کے آتا ہے۔ جیسے ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ گئے۔ روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ چلاّتے چلاّتے گلا بیٹھ گیا۔

یہان ہنستے ہنستے اور روتے روتے تمیز فعل مین

(ح) بعض اوقات حالیہ مطلقاً استعمال ہوتا ہے یعنی اصل فعل کا فاعل ایک اسم ہوتا ہے اور حالیہ کا دوسرا اور گو دونون اسم ایک جملہ مین ہوتے ہین مگر بلحاظ فعل ایک دوسرے سے تعلق نہین رکھتے جیسے صبح ہوتے چل دیا۔ رات گھر آیا دن نکلتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ دن چڑھے اُٹھا۔ اس قسم کے حالیہ مع اپنے اسم کے تمیز فعل (یا متعلق فعل) ہوتے ہین

۴۔ بعض اوقات حالیہ بالکل بطور اسم کے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے سوتے کو جگانا آسان ہے مگر جاگتے کو جگانا مشکل ہے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہے۔ اپنے کیے کی سزا پائی۔

میرا کہا نہ مانا۔ آزمائے ہوئے کو کیا آزمانا۔ وہ پیے کیے چل دیا۔ اُسے سوتے سے کیوں جگایا۔ وغیرہ وغیرہ۔

۵۔ بعض اوقات حالیہ بطور تمیز فعل کے استعمال ہوتے ہیں جیسے ساری رات جاگتے کٹی۔ وہ سُنتے ہی چل دیا۔ اس کا ذکر تمیز فعل میں کیا جائے گا۔

۶۔ اس جگہ حالیہ کے استعمال میں ایک نازک فرق کا بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ میں نے اُسے تیرتے دیکھا۔ تو اسکے کیا معنے ہیں آیا جس وقت میں تیر رہا تھا میں نے اُسے دیکھا یا میں نے اُس حالت میں دیکھا جب وہ تیر رہا تھا۔ عام بول چال میں اس قسم کے فقروں میں کچھ فرق نہیں کیا جاتا اور حسب موقع کوئی ایک معنے لے لیے جاتے ہیں۔ ہماری رائے میں اسمیں یوں فرق کرنا چاہیے کہ جب حالیہ فاعل کے متصل ہو تو فاعل کے متعلق سمجھا جائے اور مفعول سے متعلق ہو تو مفعول کے متعلق۔ مثلاً جب ہم یہ کہیں کہ "میں نے تیرتے ہوئے اُسے دیکھا" تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ جب میں نے اُسے دیکھا تو میں تیر رہا تھا۔ اور جب یہ کہیں کہ "میں نے اُسے تیرتے ہوئے دیکھا" تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ جب میں نے اُسے دیکھا تو وہ تیر رہا تھا۔ اسی طرح سے میں نے آتے ہوئے اُسے دیکھا۔ اور میں نے اُسے آتے ہوئے دیکھا۔ وغیرہ وغیرہ

حالیہ معطوفہ

اردو میں حالیہ معطوفہ کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ اس کا تعلق ہمیشہ جملے کے اصل فعل سے ہوتا ہے۔ چونکہ اسمیں حرف عطف کا بچاؤ ہے اور حرف عطف کے معنے اسمیں شریک ہوتے ہیں اس لیے حالیہ معطوفہ کہلاتا ہے۔

(۱) یہ ہمیشہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ جملہ کے اصل فعل سے جس کام کا اظہار ہوتا ہے اس سے

پہلے ایک کام ہو چکا ہے۔ مادۂ فعل کے ساتھ کر یا کے کے زیادہ کرنے سے بنتا ہے جیسے وہ نہا کر سو گیا۔ کان دھر کے سنو وغیرہ

ایسے جملوں میں دو فعل ہوتے ہیں ایک تقدیمی دوسرا خاص۔

(۲) ان جملوں کے اگر دو حصے کیے جائیں تو اس میں حرف عطف واقع ہوگا مثلاً وہ نہایا اور سو گیا، مگر ایسی صورتوں میں فعل معطوف کا استعمال زیادہ فصیح ہے، کیونکہ پہلا فعل دوسرے فعل کا مقدمہ ہے۔ لیکن جہاں ہر دو فعل ایک رتبہ کے اور آزادانہ حیثیت رکھتے ہوں، وہاں حرف عطف لانا ضروری اور فصیح ہے جیسے ؎ خیر کفارۂ عصیاں ہے پیو! اور پلاؤ۔

کبھی حرف عطف حذف ہو جاتا ہے جیسے وہ لکھتا پڑھتا ہے۔ بعض اوقات محاورے میں کر یا کے بھی حذف ہو جاتا ہے جیسے وہ اُسے بلا لایا۔ برج بھاشا میں بلائے لایا کہیں گے (یہاں ئے بجائے کے یا کر کے ہے) اُسے بھاگتے دیکھ وہ بھی بھاگ گیا۔

(۳) کبھی فعل تقدیمی سے فعل خاص کا سبب ظاہر ہوتا ہے جیسے پولیس سے ڈر کر بھاگ گیا۔ شہر کو جلتا دیکھکر بھاگ نکلا۔ لڑ کر چلا گیا۔

(۴) کبھی ذریعہ ظاہر کرتا ہے جیسے دیکھکر فریفتہ ہو گیا۔ درود پڑھکر پاک کر دیا۔ ؎

کچھ کہہ کے اُس نے پھر مجھے دیوانہ کر دیا ۔۔۔ اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

(۵) کبھی اعتراف یا فرضی صورت ظاہر کرتا ہے، لیکن یہ عموماً ہو کر کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے شرم نہیں آتی ایسے بڑے سورما ہو کر عورت ذات پر ہاتھ اٹھاتے ہو۔

(۶) راہ سے کے معنوں میں جیسے یہ نالی چوک سے ہو کر گئی ہے میں لکھنؤ سے ہو کر دہلی جاؤنگا۔ (یہ استعمال بھی عموماً ہو کر کے ساتھ ہوتا ہے)

(۷) محاورے میں اعداد کے ساتھ یہ استعمال صرف کر کے کے سے مخصوص ہے۔ ایک ایک کر کے

آؤ۔ چار چار کر کے گنو (ایسی صورت مین اعداد تکرار کے ساتھ استعمال ہوتے ہین)

(۸) بعض اوقات صفت کے معنوں میں آتا ہے جیسے اس سے کہین بڑھکر ہے۔

کبھی حرف جار (ربط) کا کام دیتا ہے جیسے وہ مقام اس سے آگے بڑھکر ہے۔

(۹) یہاں اس امر کا بیان کرنا ضروری ہے کہ بعض اوقات حالیہ وناتمام اور حالیہ معطوفہ کے معنوں مین ذرا ذرا سا فرق ہوتا ہے جو قابل لحاظ ہے جیسے

۱۔ وہ گھر مین سے شراب پیے (یا پیے ہوئے) نکلا ۲۔ وہ گھر مین سے شراب پیتا (یا پیتا ہوا) نکلا

۳۔ وہ گھر مین سے شراب پی کر نکلا۔

پہلے جملے کے یہ معنی ہیں کہ جس وقت وہ گھر سے باہر آیا تو وہ حالت نشہ مین تھا۔

دوسرے جملے کے یہ معنی ہین کہ گھر مین شراب پینی شروع کی اور باہر آتے وقت بھی پی رہا تھا۔

تیسرے جملے کے یہ معنی ہین کہ پہلے اس نے گھر مین شراب پی اور اسکے بعد باہر نکلا۔

(۱۰) اسی طرح ان دو جملون مین بھی باریک فرق ہے۔ ۱۔ جا کر کہو ۲۔ کہہ کر آؤ

۱۔ وہ لاہور ہو کر آیا ہے یعنے لاہور گیا اور روالیس آیا

۲۔ وہ لاہور سے ہوتا (ہوا) آیا ہے یعنے کسی اور جگہ سے آیا اور لاہور ہو کر واپس ہوا۔

(۱۱) عموماً حالیہ معطوفہ کا تعلق فعل خاص کے فاعل سے ہوتا ہے اور بطور صفت کے آتا ہے لیکن بعض اوقات تمیز فعل بھی ہوتا ہے جس کا ذکر مع استعمال کے تمیز فعل کے بیان مین آئے گا۔

(۱۲) کر اور کے حالیہ معطوفہ مین جدید فصیح ہندی اور اردو مین استعمال ہوتے ہین؛ قدیم ہندی مین ان کا استعمال نہین ہوا۔ وہاں صرف مادۂ فعل یہ کام دیتا تھا جس کا استعمال اب بھی باقی ہے جیسے وہ دیکھ بھاگ نکلا۔ نظم مین یہ استعمال زیادہ ہے۔

ان دونوں مین (یعنے کر اور کے مین) کچھ فرق نہین ہے۔ اب رہا یہ امر کہ کر کہان استعمال

کرنا چاہیے اور کسے کہاں، اس کا انحصار حُسن صوت اور کان کی موزونیت پر ہے۔

اسم فاعل

یہ وہ اسم ہے جو فعل سے بنتا ہے اور اسکے معنے کام کرنے والے کے ہوتے ہیں۔

عموماً مصدر کے بعد والا یا ہار (ہارا) بڑھانے سے بنتا ہے۔ والا کے ساتھ ہمیشہ مصدر کا الف یائے مجہول سے بدل جاتا ہے۔ ہار کے ساتھ مصدر کا الف گر جاتا ہے۔ جیسے مرنے والا۔ ڈرنے والا۔ جانے والا اگر مؤنث میں اسکا الف یائے معروف سے بدل جاتا ہے۔ جیسے مرنے والی وغیرہ۔

چلن ہار، جان ہار (جانے سے)

پسنہارا (مذکر) پسنہاری (مؤنث)۔ اسی طرح پنھیارا، پنھیاری۔

بعض اوقات صرف اسم کے ساتھ والا آتا ہے اور فعل محذوف ہوتا ہے۔ جیسے محبت والا دولت والا یعنے محبت کرنے والا اور دولت رکھنے والا۔

عموماً یہ اسم ترکیب اضافی یا مفعول کے ساتھ آتا ہے جیسے دلوں کا پھیرنے والا، وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا۔ رحم کرنے والا وغیرہ

کبھی یہ صورت زمانۂ مستقبل کے ظاہر کرنے کے لیے بھی آتی ہے جیسے وہ آیندہ سال ولایت جانے والا ہے۔ میں بھی جانے والا ہوں۔

کبھی زمانۂ ماضی کے ساتھ مستقبل کے ذکر کے لیے بھی آتا ہے جیسے میں تمھیں خط لکھنے والا ہی تھا کہ اتنے میں تم آ گئے۔

زمانہ

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ زمانے تین ہیں۔ گزشتہ جسے ماضی کہتے ہیں؛ موجودہ جو حال کہلاتا ہے، آیندہ جس کا نام مستقبل ہے۔ ہر فعل کے لیے ضروری ہے کہ ان تینوں میں سے

کسی ایک زمانہ مین واقع ہو۔ لیکن بہ لحاظ معانی و تکوین فعل کی تین حالتین ہونگی۔ (۱) کام جو ابھی شروع نہین ہوا یعنے مستقبل (۲) کام جو شروع تو ہوا لیکن ختم نہین ہوا یعنے افعال ناتمام (۳) کام جو ختم ہو چکا یعنے افعال تمام۔

اس تقسیم کے لحاظ سے ایک قواعد نویس جو فلسفی دماغ رکھتا ہے مضارع اور امر کو شق اول یعنے مستقبل کے تحت مین رکھے گا۔ کیونکہ ان دونون مین فعل زمانہ حال مین شروع نہین ہوتا بلکہ زمانۂ آئندہ مین ہوتا ہے۔ لیکن جب زبان کی ساخت اور نشو و نما پہ نظر کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ فعل کی دو بلکہ تین قسمین ہین۔ اول سادہ دوم وہ جو محض حالیہ سے بنتے ہین یا حالیہ کے ساتھ کسی قدیم فعل کا کوئی جز لگا ہوتا ہے جو بل کر جزو فعل ہو جاتا ہے۔ سوم مرکب افعال۔

مضارع

یہ تقسیم زیادہ صحیح اور نیچرل ہے اور اس لحاظ سے سادہ افعال مین سب سے پہلا نمبر سنسکرت کا قدیم فعل حال ہے جس مین اب تک اصل کی جھلک پائی جاتی ہے۔ موجودہ حالت مین تو وہ صریح طور سے حال کے معنی نہین دیتا بلکہ اسکے معنون مین کئی قسم کا ابہام پایا جاتا ہے، اور خاص کر زمانہ مستقبل شرطیہ کے لیے مخصوص ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم نے اسے عربی نام مضارع دیا ہے، جو ان معنون کے لحاظ سے زیادہ موزون ہے۔ قدیم ہندی مین نہ صرف شرط و استقبال بلکہ حال کے معنی بھی دیتا ہے جو ہندی ضرب الامثال اور بے تکلف بول چال کے فقرون سے صاف ظاہر ہے (دیکھو نمبر ۱ ذیل مین)۔ یہ حال ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی لیے ہم نے سادہ افعال مین اسے سب سے اول رکھا ہے۔ اب ہم اس کے مختلف استعمالون کا ذکر کرین گے۔

مضارع کا استعمال دو قسم کا ہے، ایک تو شرطیہ اور احتمالی جو اکثر مستقبل کے معنے دیتا ہے

اور دوسرا خبریہ۔

۱۔ امثال معروف اور روزمرہ کے فقرون مین عموماً حال کے معنی دیتا ہے۔ جیسے کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ کرے موچھون والا اور پکڑا جائے داڑھی والا۔ کچھ ہم سمجھے کچھ تم سمجھے۔ خدا جانے کیا ہوا۔ کیا جانے کیا ہے۔

یہ استعمال مضارع کا اصل استعمال ہے

۲۔ امکان جیسے کوئی پوچھے کہ آپ کو اس سے کیا غرض۔

۳۔ اجازت جیسے آپ فرمائین تو آؤن۔ اجازت ہو تو عرض کرون۔ کیا وہ جائے؟

۴۔ اگر شرط اور جزا دونون کے جملون مین شک، امکان یعد ابہام پایا جائے تو مضارع دونون مین استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مینھ برسے تو کھیتی ہری ہو۔ اگر وہ آئے تو مین جاؤن۔ اگر وہ فرمائین تو ڈھونڈھ کے نکالون۔

۵ ہم پکارین اور کھُلے، یون کون جائے یار کا دروازہ گر پائین کھُلا

بعض اوقات جب احتمال یا امکان صرف جملہ شرط مین ہوتا ہے تو مضارع شرط کے ساتھ آتا ہے اور جزا مین فعل مستقبل یا حال۔ جیسے اگر وہ نہ آئے تو مین چلا جاتا ہون یا چلا جاؤن۔ اگر مل جائے تو بڑی بات ہے۔ اگر وہ یہ قبول کرے تو ہزارون کا فائدہ ہو جاتا ہے

۵۔ جب جملہ تابع کاف بیانیہ، بشرطیکہ، شاید وغیرہ کے ساتھ شروع ہوتا اور مقصد یا غرض، غایت، نتیجہ، ارادہ، خواہش، ضرورت، مشورہ حکم وغیرہ ظاہر کرتا ہے یا کبھی چاہیے اور لازم ہے وغیرہ کے ساتھ گران مضمون کا اظہار کرے تو اسمین اکثر مضارع استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے مین نے کہا کہ وہ نہ آئے تو بہتر ہے۔ مین نے ارادہ کیا کہ تمھارے پاس آؤن۔ مناسب یہ ہے کہ وہ وہان نہ جائے۔ بادشاہ کو چاہیے کہ رعایا سے ایسا بُرا برتاؤ نہ کرے۔ مجھے ڈر ہے

کہ کہین گر نہ پڑے ۔ مین اسپر عمل کرنے کو تیار ہون بشرطیکہ اسمین جھوٹ نہو ۔ شاید اسکا کہا ٹھیک نکلے بہتر تو یہ ہے کہ ہم سب ساتھ چلین ۔ مین نے یہ اس غرض سے کہا کہ اس کا شبہ جاتا رہے ۔

۶ ۔ دعا یا تمنا کے لیے جیسے خدا تجھے برکت دے ۔ عمر دراز ہو ۔ عمر و اقبال بڑھے ۔ خدا کرے کہ وہ کامیاب ہو جائے ۔ جو ایسا کرے وہ ہمین پیٹے یا ہمارا حلوا کھائے ۔

۷ ۔ شبہ اور اضطراب جیسے ۔ کیا کرون کیا نہ کرون ۔ کہون یا نہ کہون ۔

یا ے مین کیا کرون کہان جاؤن

یہ خط کسے دون ۔

۸ ۔ کبھی مستقبل کا ایسا زمانہ ظاہر کرتا ہے جو غیر محدود ہوتا ہے ۔ جیسے جب بلائین تب آنا جب کہین تو لانا ۔

۹ ۔ تعجب اور افسوس کے لیے جیسے

وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے ‏ ‏ ‏ کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

افسوس وہ اتنی دور آئے اور نا کام واپس چلا جائے ۔ وہ اور ایسا کرے ۔ مین اور شراب پیون ۔

یون پھرین اہل کمال آشفتہ حال افسوس ہے ‏ ‏ ‏ اے کمال افسوس ہے تجھپر کمال افسوس ہے

۱۰ ۔ تشبیہ و مقابلہ کے لیے جبکہ وہ تشبیہ حقیقی نہو بلکہ احتمالی یا فرضی ہو ۔ جیسے اُس نے اپنے حریف کو اس طرح پھینک دیا جیسے کوئی تنکے کو توڑ موڑ کے پھینکدے ۔ وہ اس طرح وحشت زدہ کھڑا تھا جیسے کوئی بھرے مجمع مین ہرن کو کھڑا کردے ۔

۱۱ ۔ اظہار توقع کے لیے جیسے اگر آپ آئین تو عین عنایت ہو گی ۔ آپ کل تک آجائین تو مین بھی ہمراہ ہو لون ۔ وہ آئے تو مین بھی ساتھ چلا چلون ۔

۱۲ ۔ کیسا کتنا وغیرہ الفاظ (تمیز فعل) کے ساتھ جبکہ یہ الفاظ تاکیدی معنون مین ہون ایسی

صورت مین جملہ اکثر منفی ہوتا ہے - جیسے کوئی کتنا ہی شور مچائے اُسے خبر بھی نہین ہوتی - کوئی کیسی ہی عقلمندی کرے وہ خاطر ہی مین نہین لاتا - آپ ہزار کہین وہ سُنتا ہی نہین -

۱۳- ایک صورت اپنی حالت کے اعتراف کی ہے جیسے نہ مین شعر کہون نہ شاعر کہلاؤن نہ مجھے نوکری کی خواہش ہو نہ خوشامدی کہلاؤن - نہ وہ آئین اور نہ مین اُنسے اظہار مطلب کر سکون -

۱۴- مضارع کا ایک اور استعمال ہے جسمین ایک قسم کا مشورہ اپنے دل سے ہے

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہان کوئی نہو

۱۵- چاہیے بھی مضارع ہے جسکے معنے مناسب یا لازم ہے کے ہین کبھی ادائے فرض اخلاقی کی تاکید ہوتی ہے - ہمین اس سے ملنا چاہیے ان سے ادب کے ساتھ پیش آنا چاہیے وغیرہ

امر

مضارع کے بعد دوسرا فعل جو سب سے سادہ ہے وہ امر ہے - اور یون بھی مضارع سے بہت مشابہ ہے - کیونکہ سوائے حاضر کے صیغون کے باقی تمام صیغے وہی ہین جو مضارع کے ہین -

۱- حکم اور ممانعت کے لیے عام طور پر استعمال ہوتا ہے -

۲- امتناعی صورت مین امر کے ساتھ نہ اور مت آتا ہے - نہ مین نفی اور کبھی امتناع بھی پایا جاتا ہے، لیکن مت سے ہمیشہ نہی یا امتناع تاکیدی ظاہر ہوتا ہے - یہ لفظ خاص اسی لیے مخصوص ہے - اور اسمین نہ سے زیادہ زور ہوتا ہے - نہین یون تو امر کے ساتھ استعمال نہین نہین ہوتا لیکن کبھی کبھی آخر مین استعمال ہوتا ہے - جیسے ڈرو نہین - گھبراؤ نہین -

۳- غائب اور متکلم کے صیغے صرف مشورہ اور اجازت کے لیے آتے ہین - جیسے ہم جائین

اور وہ جائے۔ اور یہ حالت مضارع کی ہے جیسے ذرا مین بھی تو سُنون۔ کوئی میرے پاس نہ آئے۔ وہ اپنی بات پر قائم ہے۔

۴۔ ادب اور تعظیم کے لحاظ سے امر کی کئی صورتین ہین۔

علاوہ معمولی صورت کے ایک یہ ہے جائیو، آئیو۔ مگر یہ صورت معمولی درجہ کے لوگون یا خدمت گارون وغیرہ سے گفتگو کرنے مین استعمال کی جاتی ہے۔ البتہ ہوجیو۔ رہیو وغیرہ دعا کے لیے استعمال ہوتے ہین۔ جیسے دولت واقبال مین ترقی ہوجیو۔ مگر اس کا استعمال بھی اب کم ہوتا جاتا ہے۔

دوسری صورت ہے آئیے، جائیے، لائیے یہ ادب اور تعظیم کے لیے بڑے لوگون سے گفتگو کرنے وقت استعمال ہوتی ہے۔

بظاہر یہی صورت بعض اوقات خصوصاً نظم مین مضارع کے لیے استعمال ہوتی ہے مگر اسے امر سمجھا جائے۔ جیسے رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہان کوئی نہو۔ اسکے علاوہ دوسری صورت یعنی آئیگا۔ جائیگا وغیرہ بھی ادب تعظیم کیلیے استعمال ہوتی ہے

(نوٹ۔ امر مین جو ئے کا استعمال ہوا ہے اسکی اصل یہ بتائی گئی ہے کہ پراکرات مین جا نہ صرف امر مین بلکہ حال و مستقبل کے بنانے کے لیے بھی اضافہ کیا جاتا تھا۔ اور یہی جا بعد مین ئے سے بدل گیا)

حاضر کے ساتھ غائب کا صیغہ استعمال کرنے سے بھی تعظیم کا پہلو نکلتا ہے جیسے آپ جائین۔ آپ فرمائین۔

۵۔ امر مدامی کا ذکر صرف مین ہوچکا ہے۔

۶۔ امر کے بعد کبھی نہ آتا ہے۔ جسمین نفی کے معنی نہین ہوتے بلکہ بخلاف اسکے اثبات مین اور تاکید ہوتی ہے۔ آؤ نہ ہم بھی چلین۔ بیٹھو نہ۔

کبھی تو بھی انھیں تاکیدی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے سنو تو، بیٹھو تو وغیرہ

مستقبل

۱۔ مستقبل مطلق میں زمانۂ آیندہ کا علم تحقیقی ہوتا ہے، یا ایسا سمجھ لیا جاتا ہے، حالانکہ مضارع میں احتمالی یا شرطی ہوتا ہے اور امر میں امکانی۔

۲۔ تمھیں پھر ایسا آدمی نہیں ملے گا۔ جہاں جاؤ گے میں تمھارے ساتھ رہوں گا۔ یہ مثالیں ایسی ہیں جن میں تحقیقی اور یقینی طور پر ایک امر کا بیان کیا گیا ہے مگر بعض اوقات صرف ایسا سمجھ لیا جاتا ہے گو حقیقت میں نہو۔ مثلاً اگر میں نے وعدہ پورا نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے؟ وہ نہ آیا تو بڑی مشکل پڑے گی۔ تم امتحان میں کامیاب نہوئے تو نوکری مشکل سے ملے گی۔

۳۔ بعض اوقات مصدر ہونا کا مستقبل مطلق ہوگا محاورے میں اس طرح مستعمل ہوتا ہے کہ وہ تمیز فعل کا کام دیتا ہے۔ مگر یہ ہمیشہ سوال کے جواب میں آتا ہے۔ جیسے

وہ مکان بہت قدیم معلوم ہوتا ہے؟ ہوگا

جس کے معنے ہیں شاید یا غالباً کے۔

مستقبل کے متعلق باقی حال صرف میں بیان ہو چکا ہے۔

فعل حال

(۱) حال مطلق اصل میں تو یہ فعل حالت موجودہ کو ظاہر کرتا ہے یا کسی ایسے کام کو جو اس وقت ہو رہا ہے، لیکن ضمناً زمانۂ حال کے متعلق دوسرے معانی بھی پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً

(۱) عادت یا تکرار فعل، جیسے جب وہ آتا ہے یہی شکایت کرتا ہے۔ شام کے کھانے کے بعد وہ روزانہ باغ کی سیر کو جاتا ہے۔ یہ دونوں بھائی ہر جگہ ساتھ آتے اور ساتھ جاتے ہیں۔

(۲) عام امور صداقت جو کبھی باطل نہ ہونگے یا جن کی نسبت ایسا خیال کیا جاتا ہے۔ جیسے دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ جو خلق اللہ کی خدمت کرتا ہے خدا کے نزدیک بڑا وہی ہوتا ہے۔ ہزار جتن کرو قسمت کا لکھا پورا ہوتا ہے۔

(۳) مستقبل قریب بلکہ اقرب کے لیے جیسے مین ابھی جاتا ہون۔ ابھی حاضر ہوتا ہون حال ناتمام بھی بعض اوقات ان معنون مین آتا ہے جیسے مین شہر جا رہا ہون۔

(۴) زمانہ گزشتہ کے لیے جسے حال حکائی کہتے ہین جیسے بابر ہندوستان پر حملہ کرتا اور افغانون اور راجپوتون کو شکست دیتا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہین۔

مین جو اندر گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ بیچاری معصوم لڑکی زمین پر پڑی تڑپ رہی ہے۔

(۵) بعض اوقات ایسے فعل کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جو زمانہ گزشتہ مین شروع ہوا اور حال مین بھی جاری ہے جیسے مین چند روز سے دیکھتا ہون (یا دیکھ رہا ہون) کہ یہ لوگ اپنا فرض پورے طور پر ادا نہین کرتے۔

(ب) حال تمام جو اگرچہ بلحاظ زمانہ حال پورا ہو چکا ہے، لیکن بعض اوقات سوا اسکے اور معنے بھی دیتا ہے مثلاً

(۱) کبھی یہ ایسی جگہ استعمال ہوتا ہے جہان فعل تمام نہین ہوا اور چاہیے تھا کہ حال مطلق استعمال ہوتا لیکن محاورے مین حال تمام ہی لکھا اور بولا جاتا ہے۔ جیسے تم کیسے بے فکر بیٹھے ہو؟

(۲) بعض اوقات ایسے موقع جہان از روے قیاس ماضی تمام ہونی چاہیے تھی

مثلاً یہ لوگ کسی زمانے میں بڑے نامور گزرے ہیں۔ پچھلے زمانے میں کئی یہ بھی اپنا نام کر گیا ہے

(۳) بجائے ماضی مطلق جیسے مجھے کل ہی بادشاہ نے خلعت عطا فرمایا ہے

(۴) بجائے حال حکائی یا ماضی مطلق جیسے حدیث میں آیا ہے۔ خدا نے فرمایا ہے قرآن میں لکھا ہے۔

ماضی

۱ ۔ ماضی مطلق۔ ایسے فعل کو ظاہر کرتی ہے جو زمانہ گزشتہ میں بلاتعین وقت ہوا مگر علاوہ اسکے محاورے میں بعض دوسرے مقامات پر بھی استعمال ہوتی ہے ۔مثلاً

(۱) بعض اوقات حال کے بجائے۔ جیسے آپ یہاں بہت دنوں تک رہے۔ (یعنے بہت دنوں سے ہیں)

یا حال تمام کے بجائے جیسے آپ دنوں تک بچے رہے (یعنے دنوں سے بچے ہوئے ہیں) اب یہاں تنکا تک نہیں رہا (نہیں رہا ہے)

(۲) بجائے حال مطلق کے جیسے اس شہر میں جو آپ سے نہ ملا اُسکا آنا یہاں بیکار ہوا یعنے جو آپ سے نہیں ملتا اس کا آنا یہاں بیکار رہتا ہے۔

(۳) بجائے مستقبل۔ وہ آیا اور میں چلا۔ (جس وقت وہ آئے گا میں چل دوں گا یعنے اسکے آتے ہی چلا جاؤں گا)۔ یا بول چال میں نوکر کو آواز دیتے ہیں ”یہاں آو“ وہ جواب دیتا ہے ”آیا“ یا اس سے کہتے ہیں ”پانی لاؤ“ وہ کہتا ہے ”لایا“۔ یہ معنی میں بجائے افعال مستقبل ہے

۲ ۔ ماضی ناتمام جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی خاص زمانۂ گزشتہ میں کام جاری تھا

اسکا اظہار مختلف صورتوں سے ہوتا ہے۔

(ا) وہ کالج مین پڑھتا تھا

(ب) وہ کالج مین پڑھ رہا تھا

(ج) وہ ایک مدت تک کالج مین پڑھتا رہا

(د) وہ مدت تک کالج مین پڑھا کیا

صورت اول فعل جاریہ بلاتعین وبہ تعین وقت ہے۔

صورت دوم اس وقت استعمال ہوتی ہے جب ہم کسی خاص وقت یا مدت کا ذکر کرتے ہین مثلاً جب مین وہان گیا تو وہ کالج مین پڑھ رہا تھا۔

صورت سوم ایسی حالت مین استعمال ہوتی ہے جب کہ زیادہ مدت کا اظہار کرنا مقصود ہو یا جب اسکے ساتھ دوسرے فقرے مین اس سے کوئی نتیجہ نکالا جائے۔ مثلاً وہ ایک مدت تک کالج مین پڑھتا رہا، مگر کچھ حاصل نہ کیا۔

صورت چہارم صورت سوم کے مثل ہے یا بعض اوقات ایسے موقع پر استعمال ہوئی ہے جبکہ دو ایسے فعل متواتر جاری ہون جن کا باہم تعلق ہے۔ مین کہا کیا اور وہ سنا کیا۔ صورت سوم بھی اسی طرح استعمال ہوتی ہے۔

ماضی ناتمام سے بعض اوقات خاص زمانے فعل کا بہ تکرار واقع ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے مثلاً جہان کہین وہ پہنچتے تھے لوگ اُن کا گرمجوشی سے استقبال کرتے تھے۔

بعض اوقات فعل امدادی حذف بھی ہوجاتا ہے جیسے جہان کہین وہ جاتے لوگ اُن کا گرم جوشی سے استقبال کرتے۔

— ماضی تمام۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کام کو ختم ہوئے ایک مدت گزر چکی۔ جیسے

مین اُس سے ملنے گیا تھا۔

کبھی ماضی تمام ایک فعل گزشتہ کے فعل ماقبل کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے جیسے وہ اس وقت آیا جب کہ مین کھانا کھا چکا تھا۔

افعال احتمالی وشرطیہ

حال احتمالی۔ اس سے پہلے حصۂ صرف مین حال احتمالی کی دو صورتین بتائی گئی ہین۔ یعنے آتا ہوگا۔ یا آرہا ہوگا۔ ان دنون کے مفہوم مین جو فرق ہے وہ بھی بیان ہوچکا ہے۔ لیکن ان دونون سے فعل کے متعلق گمان غالب کا ہونا پایا جاتا ہے۔ یعنے گمان غالب ہے یا اغلب ہے کہ وہ آتا ہو۔ لیکن ایک صورت انکے علاوہ حال احتمالی کی اور ہے جسمین گا آخرین نہین ہوتا۔ یعنے وہ آتا ہو۔ یہ صرف امکانی یا احتمالی صورت ہوتی ہے اور خیال اغلبیت مطلق نہین ہوتا۔ مثلاً شاید وہ ایسا سمجھتا ہو۔ ممکن ہے کہ صبح کو وہ گھر سے نہ نکلتا ہو۔ وہان لے چلو جہان وہ سوتے ہون۔ اسی طرح دوسری حالت بھی بغیر گا کے استعمال ہوتی ہے جیسے شاید وہ آرہا ہو۔ اس کھیت مین شاید اُسی نے مونگ پھلی بوئی ہو۔

حال احتمالی کی یہ آخری صورت ایسے مواقع پر تشبیہ کے لیے استعمال ہوتی ہے کہ جہان واقعی اور حقیقی حالت نہو بلکہ فرضی ہو۔ جیسے وہ اس طرح سے چلا آرہا ہے جیسے کوئی بجار آتا ہو۔ درختون پر سے آم ایسے پٹ پٹ گر رہے ہین جیسے اولے برس رہے ہون۔

بعض اوقات حال احتمالی ماضی کے معنے بھی دیتا ہے مثلاً کسی سے پوچھین کہ تم نے اُسے کبھی ایسا کرتے دیکھا تو وہ جواب دے کہ "کرتا ہوگا"۔ مگر اس سے احتمال کے ساتھ ہمیشہ زمانۂ گزشتہ کی عادت کا اظہار ہوتا ہے۔

حال شرطیہ ۔ حال شرطیہ درحقیقت مضارع ہے لیکن مضارع مین اور حال شرطیہ مین فرق ہوتا ہے ۔ یہ فرق پہلے بیان بھی ہوچکا ہے یعنے مضارع سے امکانی حالت معلوم ہوتی ہے اور حال سے واقعی جیسے

۱۔ مینھ برسے تو کھیت پنپے ۔ (مضارع)

مینھ برستا ہے تو کھیت پنپتا ہے ۔ (حال)

۲۔ اگر وہ آئے تو آنے دو (مضارع)

اگر وہ آتا ہے تو آنے دو (حال)

دوسری مثال مین بھی مضارع سے وہی امکانی حالت معلوم ہوتی ہے مگر حال سے فاعل کی آمادگی ظاہر ہوتی ہے ۔

ماضی احتمالی ۔

(۱) اسمین احتمال پایا جاتا ہے لیکن اسکے ساتھ ہی فعل کی تکمیل کے متعلق گمان غالب ہوتا ہے جیسے آپ نے یہ خبر سنی ہوگی ۔ معلوم نہین اس کا کیا حال ہوگا ۔

(۲) بعض اوقات اس سے تشویش بھی پائی جاتی ہے مثلاً اتنی رات گئی جو سوار آیا ہے تو نہ معلوم کیا خبر لایا ہوگا ۔

(۳) بعض اوقات علامت آخر گا حذف ہوجاتی ہے مگر اسکے ساتھ ہی معنون مین بھی فرق ہوجاتا ہے ۔ عموماً ذیل کے معنے ظاہر ہوتے ہین ۔

(۱) شرطیہ جملوں مین شرط مین واقعیت نہین ہوتی بلکہ فرضی صورت ہوتی ہے جیسے اگر اس نے کوئی ایسی حرکت کی ہو ۔

(ب) امکان ، جیسے ان لڑکون مین کوئی ایسا نہین ہے جس نے امتحان دیا ہو

اور پاس نہ ہوا ہو

(ج) شک - جیسے شاید اس نے یوں ہی کہہ دیا ہو۔ ممکن ہے اس نے دل لگی کی ہو۔

(د) تشبیہ کے لیے جیسے وہ اس سے ایسا جلتا ہے جیسے اس نے اسکا باپ مارا ہو۔

(ہ) آزادی - جو کچھ بھی اس نے کہا ہو اور جو کچھ بھی اس نے کیا ہو سب معاف ہے

ماضی شرطیہ

(۱) اس سے ایک ایسے فعل کا اظہار ہوتا ہے جس کی نسبت شرط کے ساتھ یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ گزشتہ زمانہ میں کسی وقت جاری تھا، لیکن عموماً اس سے شرط کی نفی ہوتی ہے۔ جیسے اگر تم اس سے اسکا ذکر کر دیتے تو یہ نوبت نہ آتی۔ لیکن علاوہ اس کے اس سے اور بھی چند معنی پیدا ہوتے ہیں۔

(۲) اکثر اس سے زمانۂ گزشتہ میں فعل بالمرہ واقع ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے جیسے جہاں کہیں وہ بیٹھتا مجلس کو گلزار کر دیتا۔ جب کبھی وہ ملنے آتا اپنا دکھڑا ضرور روتا۔

(۳) اس ماضی میں عموماً دو جملے ہوتے ہیں، ایک شرط دوسرا جزا۔ جزا یہ بتاتی ہے کہ اگر شرط پوری ہو جاتی تو کیا ہوتا۔ جیسے اگر مجھے یہ معلوم ہوتا تو میں یہاں کبھی نہ آتا۔ اگر وہ وقت پر نہ پہنچ جائے تو ایک بھی نہ بچتا۔ اگر میں یہاں ہوتا تو اسکی مجال تھی کہ وہ ایسا کرتا۔

کبھی مفرد جملہ میں بلا شرط کے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے میں اُسے کیوں نہ پیار کرتا۔ وہ اُس سے کیوں نہ ملتا۔

(۴) بعض اوقات آرزو کے اظہار کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کاش وہ آج میرے ساتھ ہوتا۔

ایسے جملوں میں جملۂ آرزو کو جو محذوف ہوتا ہے شرط کی جزا سمجھنا چاہیے یعنی تو کیا اچھا ہوتا

(۵) اس فعل سے عموماً تمنا بھی ظاہر ہوتی ہے اور اسی لیے بعض قواعد نویسون نے اسے ماضی تمنائی بھی لکھا ہے جیسے مین اب بوڑھا ہو گیا ہون ورنہ تمھاری کچھ خدمت کرتا۔ وہ اگر آجاتا تو مین بھی اس سے مل لیتا۔

(۶) ایک صورت اور اس ماضی کی ہے۔ جیسے اگر مین وہان نہ گیا ہوتا تو اچھا ہوتا۔ یہان جاتا کی بجاے گیا ہوتا استعمال ہوا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اسمین فعل ختم ہو چکا ہے۔ باقی شرطیہ صورت وہی ہے۔ نیز ایک ایسے واقعہ کا اظہار ہے جس کا ہونا گزشتہ زمانہ مین ممکن تھا لیکن وقوع مین نہ آیا۔ اور یہ حالت ماضی شرطیہ کی دوسری صورتون مین بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن جب تکمیل فعل (فرضی) کی اہمیت کا زیادہ خیال ہو تو آخری صورت استعمال کی جاتی ہے۔

افعال مجہول

طور مجہول اُس وقت استعمال کیا جاتا ہے جبکہ فاعل نامعلوم ہو یا خاص طور پر اس کا ذکر نہ کیا جائے۔

اگرچہ یہ اکثر فعل متعدی سے مخصوص ہے مگر بعض اوقات فعل لازم کے ساتھ بھی آتا ہے۔ مثلاً اس سے جا کر آیا نہ گیا۔ مجھ سے چلا نہین جاتا۔ طور متعدی کے ساتھ بھی یہ عام طور پر مستعمل ہے۔ سے خط مرا پھینک دیا یہ کہہ کر + ہم سے دفتر نہین دیکھا جاتا۔

(یہان جانا کے معنے سکنا کے ہون گے)

ایسی صورت مین فاعل ہمیشہ مفعولی حالت مین ہوتا ہے۔ فاعلی حالت طور مجہول کے ساتھ نہین آتی۔ اور یہ صورت ہمیشہ نفی کی حالت مین آتی ہے۔

بعض اوقات طور معروف مین جانا بطور فعل امدادی کے آتا ہے اس مین اور

طور مجہول میں فرق کرنا ضرور ہے۔ اس کی تشریح ہم پہلے کر چکے ہیں۔

اس موقع پہ یہ ذکر نا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ افعال مجہول کی نفی نہیں اور نہ دونوں کے ساتھ آتی ہے۔ اور نفی افعال کے متعلق جو قواعد ہم پہلے بیان کر چکے ہیں وہی اس پہ بھی عائد ہوتے ہیں۔ لیکن حرف نفی اکثر اصل فعل اور امدادی فعل (جانا) کے درمیان آتا ہے جیسے آیا نہ گیا۔ کھایا نہ گیا۔ مارا نہیں جاتا وغیرہ۔

تعدیہ افعال

تعدیہ افعال کی مفصل بحث حصۂ صرف میں ہو چکی ہے۔ یہاں کسی امر کے خاص طور پر بیان کی ضرورت نہیں ہے۔

افعال مرکب

افعال امدادی میں چند امور خاص طور پہ یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

۱۔ افعال مرکب تاکیدی میں جب امدادی فعل لازم ہو اور خواہ اصل فعل متعدی کیوں نہ ہو، مرکب فعل کی صورت زمانۂ ناتمام میں لازم کی سی ہوگی اور فاعل کے ساتھ نے استعمال نہ ہوگا جیسے

اس نے مٹھائی کھائی۔ لیکن، وہ مٹھائی کھا گیا یا کھا چکا۔ یہاں گیا اور چکا افعال امدادی لازم ہیں اس لیے باوجودیکہ اصل فعل متعدی ہے مگر فاعل کے ساتھ نے استعمال نہیں ہوا۔

لیکن جہاں فعل امدادی متعدی ہے وہاں نے برابر استعمال ہوتا ہے جیسے اس نے

پرندے کو مار ڈالا- بہر حال سکنا چکنا وغیرہ امدادی افعال لازم ہیں-

لیکن لینا اور دینا کی حالت مستثنیٰ ہے یعنے جب یہ فعل متعدی کے ساتھ آتے ہیں تو نے استعمال ہوتا ہے اور جب لازم کے ساتھ آتے ہیں تو نے نہیں آتا اور صورت لازم کی ہوتی ہے جیسے وہ میرے ساتھ ہو لیا- وہ چل دیا- میں نے کھانا کھا یا- اس نے بات سن لی- وہ نہیں دکھائی دیا (اس مرکب فعل میں اگرچہ دونوں جز متعدی ہیں مگر مرکب حالت میں لازم ہے) اسی طرح آواز سنائی دی-

۲- سکنا الگ استعمال نہیں ہوتا ہمیشہ کسی دوسرے فعل کے ساتھ آتا ہے چکنا البتہ الگ بھی استعمال ہوتا ہے جیسے میرا جھگڑا چک گیا- قرض چک گیا- اس کا متعدی چکانا ہے جیسے جھگڑا یا قرض چکا دیا-

۳- جو مرکب افعال اجازت کے لیے آتے ہیں اُن کے ساتھ ہمیشہ مفعول آتا ہے مثلاً تم مجھے چین سے نہ بیٹھنے دو گے- اُسے اندر نہ آنے دو-

۴- چاہیے اکثر افعال کے ساتھ فرض و واجبیت کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے اسے وہاں جانا چاہیے- تمھیں یہ کتاب پڑھنی چاہیے- بعض اوقات بجائے مصدر کے حالیہ تمام (جو ماضی مطلق کی صورت میں ہوتا ہے) استعمال ہوتا ہے- جیسے

میر نہیں پیر تم کابُلی اللہ ری

نام خدا ہوے جوان کچھ تو کیا چاہیے

یہ استعمال قدیم ہے، جواب کم ہوتا جاتا ہے اور اسکی جگہ مصدر نے لے لی ہے-

۵- بعض امدادی افعال بجائے آخر میں آنے کے اصل فعل کی ابتدا میں آتے ہیں جیسے دے مارا- دے ٹپکا- یہاں تانیث و تذکیر کا اثر اصل فعل پر ہوگا- میں نے

کتاب دے پٹکی ۔ اس نے گھڑا دے ٹپکا۔

اسی طرح آ اور جا بھی ابتدا میں آتے ہیں جیسے آ پہنچا، جا پہنچا، جا لیا، آ لیا۔ نیز لے کا استعمال بھی اسی طرح ہوتا ہے جیسے لے بھاگا۔ لے دوڑا۔

۶۔ حصہ صرف میں جو امدادی افعال کا ذکر ہوا ہے زبان نکلنا کا استعمال نہایا ہی جو یکا یک یا دفعۃً فعل کے واقع ہونے کے لیے آتا ہے۔ اس موقع پر دو مثالیں دی گئی ہیں جیسے بہ نکلا اور چل نکلا لیکن ان کے علاوہ آ نکلا اور جا نکلا بھی مستعمل ہیں۔

۷۔ مرکب افعال کا باقی ذکر صرف میں مفصل ہو چکا ہے۔ البتہ اُن مرکب افعال کے متعلق جو اسما و صفات وغیرہ کی ترکیب سے بنتے ہیں یہ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ ان اسما و صفات کا اثر فعل کی تذکیر و تانیث پر کچھ نہیں پڑتا۔ مثلاً احمد ضعیف ہو گیا، نعیمہ ضعیف ہو گئی۔ وہ میرے کام کو بُرا کہتی ہے۔ وہ میرے کام کو بُرا کہتا ہے۔

یہاں ضعیف اور بُرا صفت ہیں اور ان کا اثر فعل پر کچھ نہیں ہے۔

وہ اس حرکت سے باز رہا۔ وہ اس حرکت سے باز رہی۔ اس نے فوج کا شمار کیا۔ اس نے تسبیح کے دانے شمار کیے۔ اس نے کرسیاں شمار کیں۔

یہاں شمار کا کچھ اثر فعل پر نہیں ہے۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ قاعدہ صرف انھیں اسما کے ساتھ برتا جائے گا جو جزو فعل ہو کر مفرد فعل کا کام دیتے ہیں جیسے شمار کرنا۔ یاد کرنا۔ شروع کرنا۔ ختم کرنا وغیرہ مگر ہر مرکب فعل کے ساتھ یہ قاعدہ نہیں استعمال ہو سکتا۔ مثلاً دلاسا دیا۔ تسلی دی۔ اطلاع دی وغیرہ میں اسم کا اثر برابر فعل پر پڑتا ہے۔ البتہ صفات کا اثر ہرگز فعل پر نہیں پڑتا۔

ہندی مرکب افعال کا بھی یہی حال ہے۔ مثلاً نام دھرنا میں نام کا اثر فعل پر نہیں پڑے گا، مثلاً وہ میرے کام پر نام دھرتا ہے۔ وہ میرے کام پر نام دھرتی ہے۔

اس نے فضول میری راہ دیکھی۔ اس نے فضول میرا رستہ دیکھا۔ یہاں اسم کا اثر فعل پر ہوا۔ لہذا ہندی میں بھی سوائے بعض مرکب افعال مثلاً نام دھرنا، اُدھار دینا یا لینا، ہاتھ آنا، ہاتھ لگنا، دکھائی دینا۔ سنائی دینا کے باقی کا اثر فعل پر پڑتا ہے۔

مرکب افعال میں انھیں اسما کا اثر فعل پر نہیں پڑتا جو اول تو جزو فعل ہو گئے ہیں۔ دوسرے جبکہ یہ اسم خود مفعول واقع نہ ہوا ہو اور دوسرا مفعول موجود ہو۔

(۸) افعال مرکب کے متعلق ایک امر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اکثر اوقات یہ بغرض تعظیم و ادب استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً اس نے کہا۔ اس سے زیادہ تعظیم مقصود ہوئی تو کہیں گے انھوں نے فرمایا اور اس سے بھی بڑھ کر ارشاد فرمایا۔ یا وہ تشریف لائے۔

بعض اوقات متانت و ثقاہت کے لیے مثلاً پوچھنے کی جگہ دریافت کیا یا استفسار کیا۔ مانگنے کی جگہ طلب کیا۔ اسی طرح تناول فرمانا۔ نوش فرمانا۔ فراموش کرنا۔ ایسی صورتوں میں عربی اور فارسی الفاظ ہندی کے سادہ مصادر کے ساتھ آتے ہیں۔

تمیز فعل

(یا متعلقات فعل)

صرف مین یہ بیان ہو چکا ہے کہ بعض متعلقات فعل حروف ربط سے مل کر مرکب صورت مین آتے ہین۔ مثلاً کب سے، جب سے، اب تک، جب تک، کہان تک، یہان تک وغیرہ اسی طرح تاکیدی صورتون کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے جیسے یہین سے، کہین سے وغیرہ لیکن بعض اوقات تمیز فعل زمانی و مکانی صرف اضافت کے ساتھ مل کر صفت کا کام دیتی ہے جیسے اب کے سال، کس کا روزہ کہان کی نماز۔ وہ کہان کا باشندہ ہے۔ وہ ایسا کہان کا امیر ہے۔

۱۔ کہان علاوہ استفہام کے جب ایک جملے مین بہ تکرار الگ الگ فقرون کے ساتھ آتا ہے تو اس سے تعجب یا فرق عظیم ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے جیسے کہان وہ کہان مین۔ کہان ذرہ کہان آفتاب۔ کہان راجہ بھوج کہان گنگو تیلی۔

کہان کہان جب ایک ہی ساتھ آتے ہین تو اس کے معنے جگہ جگہ اور دور دور کے ہوتے ہین جیسے

اذان دی کعبے مین، ناقوس دیر مین پھونکا
کہان کہان ترا عاشق تجھے پکار آیا

(سنسکرت مین اسی طرح کوا کوا مستعمل ہے)

جہان تہان ہر جگہ، جہاں کہین، ہر کہین کے معنون مین۔

۲۔ کہین کے معنے کسی جگہ کے ہین، لیکن بعض اوقات محاورے مین اظہار رشک احتمال

یا اندیشہ کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہیں وہی نہوں سب مجھے ڈر ہے کہیں اُس نے راز ظاہر نہ کردیا ہو۔ کہیں ایسا نہو کہ وہ چلا جائے۔ کہیں وہ آگیا تو غضب ہو جائے گا۔

کبھی یہ متعلق صفات ہوتا ہے اور صفاتی معنوں کے بڑھانے کے لیے مستعمل ہوتا ہے جیسے وہ اس سے کہیں بڑا ہے۔ یا درخت اُس سے کہیں اونچا ہے

کہیں کہیں کسی کسی جگہ کے معنوں میں آیا ہے۔ بعض اوقات اسمیں حرف نفی نہ بھی داخل ہوتا ہے۔ لیکن اسکی نفی مقصود نہیں ہوتی، بلکہ ایک کی نفی اور دوسرے کا اثبات ہوتا ہے جیسے کہیں نہ کہیں ضرور مل جائے گا۔ ان دونوں کے معنوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ کہیں کہیں کے معنی ہیں کسی کسی جگہ یعنے بہت کم۔ مثلاً کوئی کہے "میں اس ملک میں اکثر پھرا نیم کا درخت کہیں کہیں نظر آتا ہے" یا کوئی کہے "میں اس ملک کے اکثر مقامات میں پھرا مگر نیم کا درخت کہیں نظر نہ آیا" دوسرا اسکے جواب میں کہے " ایسا تو نہیں کہ کہیں نہو، آپ کو کہیں نہ کہیں ضرور نظر آئے گا"۔ صورت منفی میں زیادہ زور ہوتا ہے۔

در در رہ جائے گا کہیں نہ کہیں

۳۔ جہاں جہاں جس جس جگہ کے معنوں میں آتا ہے۔ جیسے جہاں جہاں گیا یہی افتاد پڑی۔

۴۔ ادھر اُدھر ایک ساتھ مل کر بھی آتے ہیں اور بالمقابل الگ الگ فقروں میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے

کہیں ادھر اُدھر پھر رہے ہو۔ ادھر یہ چلّا رہا ہے اُدھر وہ کھڑا رو رہا ہے۔

۵۔ یوں جیسے یوں کہو۔ یوں تو یہ بھی بُرا نہیں۔

کہتے تھے کہ یوں کہتے یوں کہتے جو یار آتا   سب کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا

یہان اس طرح کے معنے ہین۔ لیکن کبھی اس خیال یا اس لحاظ کی جگہ آتا ہے دمگر توکے ساتھ جیسے

یون تو مجنون سے کبھی اچھا ہین ہم (میر)

یون تو ہر شخص اپنی راے کا مختار ہے۔ کبھی یہ کے معنون ہین جیسے

یون کیون نہین کہتے کہ مجھے جانا ہی منظور نہین۔

۶۔ پرے۔ سمت کے ساتھ فاصلے کو بھی بتاتا ہے۔ جیسے وہ کھیت اس سے پرے ہے

پرے جا یا پرے ہٹ کے معنے دور ہو کے ہین۔

اہل لکھنؤ اس لفظ کو استعمال نہین کرتے بلکہ ناپسند کرتے ہین۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ان معنون مین کوئی دوسرا لفظ بھی نہین۔ ان کی طرف سے اُدھر کا لفظ پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن اہل ذوق جانتے ہین کہ اُدھر اور پرے مین بہت فرق ہے لیکن ورے قریب کے لیے انھین معنون مین مستعمل ہے۔

۷۔ ویسے، قریب قریب یوں کے معنون مین جیسے ویسے تو یہ بھی اچھا ہے (یعنے معمولی حالت مین)

کیسے تعجب کی حالت مین جیسے بادل آسمان پر کیسے دوڑے دوڑے پھرتے ہین۔

کبھی کیونکر کے معنون مین بھی آتا ہے جیسے پہاڑسی رات کیسے کٹے گی۔ یہان کیسے آنا ہوا۔

اتنا مین کے ساتھ مل کر تمیز فعل زمان کا کام دیتا ہے جیسے اتنے مین وہ آگیا۔ بعض اوقات قیمت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے یہ چیز اتنے مین آئے گی۔

۸۔ ہی جیسے یہ تو ہے ہی مگر تلاش اس سے اچھی کی ہے۔ وہ جاتا ہی نہ تھا بڑی مشکل سے بھیجا ہے۔ مین تو آہی چکا تھا، بلانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ جانتا ہی نہین۔ وہ اس نے دم مین آہی گیا۔

۹۔ سہی۔ اس کی اصل صحیح بتائی جاتی ہے اور قدیم اُردو میں اس لفظ کو صحیح ہی کہتے تھے، جیسے سُن تو سہی۔ کہہ تو سہی۔ اکثر تو کے ساتھ مل کر آتا ہے۔

بعض اوقات اپنے اصل معنوں کی طرف رجوع کرتا ہے جیسے

ٹیڑھی سہی ادا سہی چین جبیں سہی — سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی

کبھی دھمکی کے معنے دیتا ہے جیسے آؤ تو سہی۔ کھاؤ تو سہی (ان معنوں میں ہمیشہ تو کے ساتھ آتا ہے)

کبھی آمادگی ظاہر کرتا ہے جیسے تم جاؤ تو سہی پھر دیکھا جائے گا۔

کبھی استغنا ظاہر کرتا ہے لیکن حرفِ نفی کے ساتھ

نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی پروا — نہ سہی گر مرے اشعار میں معنی نہ سہی

نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلّی نہ سہی — امتحان اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی

تو بھی تمیز فعل کے لیے آتا ہے جیسے دیکھوں تو۔ بیٹھو تو۔

۱۰۔ کہ۔ بعض اوقات محاورے میں ایسے موقع پر بولتے ہیں جبکہ ایک فعل کے وقوع میں آنے سے پہلے کوئی دوسرا فعل واقع ہو۔ جیسے میں آواز دینے ہی کو تھا کہ وہ آ گیا۔ وہ بولنے ہی کو تھا کہ میں نے روک دیا۔ ان جملوں میں کہ تمیز فعل زمان ہے اور جب یا اتنے میں کے معنے دیتا ہے۔

۱۱۔ بھی، کبھی تھوڑا اور کے معنوں میں جیسے ٹھہرو بھی چلے جانا۔

کبھی رفع تامل کے لیے جیسے کھا بھی لو۔ لکھ بھی دو۔

کبھی اظہار اضطراب کے لیے جیسے چلو بھی (یعنے بہت بیٹھے اب جلد چلو)

اشتراک کے لیے۔ وہ بھی آئے تم بھی آؤ۔

یہ بھی جاری ہے وہ بھی جاری ہے (داغ)

رہا ہوں رند بھی اے شیخ پارسا بھی ہیں (حالی)

۱۲۔ خیر (سے کے ساتھ) اچھی حالت کے ظاہر کرنے کے لیے جیسے خیر سے ہیں یا خیر سے پہنچ گئے۔

کبھی طنزاً جیسے خیر سے آپ ملک کے بڑے ہمدرد اور بہی خواہ ہیں۔ اکثر خیر کا لفظ ابتدائے کلام میں آتا ہے جس سے مقصود گفتگو ختم کرنے کا ہوتا ہے، یا ایک مضمون سے اعراض کر کے دوسرے کے شروع کرنے کا منشا ہوتا ہے جیسے خیر یہ تو سب کچھ ہوا اب ارادہ کیا ہے۔ خیر اب تشریف لیجائیے پھر دیکھا جائے گا۔

کبھی استغنا کے معنی ظاہر کرتا ہے جیسے خیر کیا مضائقہ ہے۔

اچھا یا بہتر کے معنوں میں، خیر یوں ہی سہی۔

خیر ہوئی یا خیر گزری محاورے میں مستعمل ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ کوئی مصیبت آتے آتے رہ گئی یا کوئی آفت آئی تھی مگر اسکے ضرر سے محفوظ رہے۔ جیسے بڑی خیر ہوئی کہ تم وقت پر پہنچ گئے ورنہ جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ بڑی خیر گزری کہ کسی کو خبر نہ ہوئی۔

کبھی دھمکی کے لیے جیسے خیر دیکھا جائے گا۔

۱۳۔ اچھا۔ خیر کے تیسرے معنوں میں یہ بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اچھا یہ تو کہو تم آؤ گے کب۔ اچھا اب چلتے ہو یا نہیں۔

استہزا کی معنوں میں جیسے اچھا تو تم خواہ مخواہ اسکے پیچھے کیوں پڑے ہو۔

ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا
غالب کو برا کیوں کہو اچھا مرے آگے

کبھی اظہار تعجب کے لیے، خصوصاً جب کسی ایسے امر کی اطلاع ہو جو خلاف توقع ہے۔ اچھا یہ

بات ہے۔ اچھا تو یہ معاملہ یوں تھا۔

مخاطب کے جواب میں کسی امر سے اتفاق ظاہر کرنے یا حکم کی تعمیل کرنے کے لئے جیسے اچھا جاتا ہوں

اچھا ابھی حاضر ہوا۔

جملہ کی ابتدا میں محض تزئین کلام کے لیے جیسے اچھا یہ تو کہو تمھارے والد کب تک یہاں ٹھہریں گے

دھمکی کے لیے جیسے اچھا سمجھوں گا۔

۱۴۔ بھلا جملہ کی ابتدا میں محض تزئین کلام کے لیے جیسے بھلا اسکی کس کو خبر تھی۔ بھلا یہ کیونکر ممکن تھا

اچھے کے معنوں میں۔ جیسے

بھلا ہوا کہ تری سب برائیاں دیکھیں (میر)

کو کے ساتھ محاورے میں خیر یا اچھا ہونے کے معنوں میں جیسے بھلے کو وہ وہاں موجود تھے

میخانے کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ

ہر ایک پوچھتا تھا کہ حضرت ادھر کہاں

۱۵۔ بارے مگر یا لیکن کے معنوں میں آتا ہے جیسے یہ سب کچھ سہی بارے اُسے کیا جواب دو گے

لیکن تمیز فعل کی حالت میں اسکے معنے آخر یا بہر حال کے ہوتے ہیں جیسے بارے وہ

تمھارے کہنے سے مان تو گیا۔ بارے گرتے پڑتے کچھ ہو تو گیا۔

ایسا کچھ کر کے چلو یہاں کہ بہت یاد رہو۔ بارے دنیا میں رہو غمزدہ یا شاد رہو

مگر یہ استعمال کم ہوتا جاتا ہے

۱۶۔ کیوں، برائے استفہام جیسے تم وہاں کیوں گئے؟

کبھی محض اظہار سبب کے لیے جیسے میں وہاں کیوں جاؤں جسے ضرورت ہوگی آپ جائیگا

فعل نہو کے ساتھ کئی طرح استعمال ہوتا ہے۔

کبھی مخاطب کے کلام کی تائید کے لیے جیسے کیوں نہ ہو جب آپ جیسے قدردان ملک کے ہوں۔
کبھی طنزاً بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کیوں نہ ہو آپ ہی تو خاندان کے چراغ ہیں۔
کبھی محض زور دینے کے لیے جیسے

ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

کیسی مشکل کتاب کیوں نہ ہو وہ فرفر پڑھتا چلا جاتا ہے۔ (یہ صورت نفی تاکید اثبات کے لیے استعمال ہوتی ہے)

۱۷۔ مقرر، پہلے اکثر لکھا اور بولا جاتا تھا، اب صرف نظم میں رہ گیا ہے اس کے معنی ضرور کے ہوتے ہیں جیسے

آنکھوں کے میلے مقرر چلو (میر انشاء اللہ خان)
مسخرہ بن کے بھی آئے گا مقرر کوئی (شمس العلما مولانا شبلی)

۱۸۔ بلا سے یہ فقرہ عموماً اظہار بے پروائی کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کے معنے ہیں "ہماری طرف سے کچھ بھی ہو جائے"

دنیا میں بادشاہ ہو کوئی یا وزیر ہو اپنی بلا سے بیٹھ رہے جب فقیر ہو

(اس صورت میں ضمیر اضافی کے ساتھ آتا ہے)
کبھی اس کے معنے کم سے کم کے بھی ہوتے ہیں جیسے بلا سے یہی ہو جائے (یعنے کم سے کم یا اور کچھ نہیں تو یہی ہو جائے)

۱۹۔ آگے۔ مکان کے لیے جیسے آگے آؤ۔
زمان کے لیے۔ جیسے

آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی اب کسی بات پر نہیں آتی

۲۰۔ ہو نہو۔ تاکید کے لیے استعمال ہوتا ہے، جس کے معنے ضرور کے ہوتے ہیں جیسے ہو نہو یہ تو وہی معلوم ہوتا ہے۔

۲۱۔ بعض اوقات حالیہ معطوفہ بھی تمیز فعل کا کام دیتا ہے جیسے وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا وہ زندہ کھود کے نکالا گیا

نہیں دل لگی داغ یاروں سے کہدو | کہ آتی ہے اردو زبان آتے آتے
جو مجرے میں بیٹھو تو اٹھو نہ جب تک | کہ اٹھ جائیں ساتھی سب ایک ایک کرکے

۲۲۔ بعض اوقات اسم بھی تمیز فعل کا کام دیتا ہے مگر ایسی صورت میں یہ عموماً جمع میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اس موسم میں اناج انگلوں بڑھتا ہے۔ وہ گھٹنیوں چلتا ہے۔ خوشی کے مارے اس کا دل بانسوں اچھلنے لگا۔

۲۳۔ اسی طرح صفات بھی بعض اوقات تمیز فعل کا کام دیتی ہیں جس کا بیان پہلے ہو چکا ہے جیسے اُنکی بھلی کہی۔ وہ شعر خوب کہتا ہے۔ میں نے بہت سمجھایا۔

۲۴۔ اسکے علاوہ ہندی، فارسی، عربی، کے چھوٹے چھوٹے فقرے جو دو دو تین تین الفاظ سے مل کر بنتے ہیں، تمیز فعل کا کام دیتے ہیں۔ جیسے کم سے کم، زیادہ سے زیادہ، تا امکان، حتی الوسع، بیٹھے بٹھائے، رفتہ رفتہ، جوں کا توں، ہو بہو، وغیرہ وغیرہ۔

حروف ربط

حروف ربط میں سے حروف اضافت، حروفِ فاعل و مفعول کا ذکر مفصل اپنی اپنی جگہ پر کر دیا گیا ہے۔ نیز ہندی حروف کے ماخذ و اصل سے بھی بحث ہو چکی ہے۔ اب یہاں بعض حروف ربط کا صرف استعمال بتایا جائے گا۔

حروف ربط (جار) مفصلہ ذیل اسما کے بعد آتے ہیں۔

۱۔ اسم کے بعد جیسے احمد سے کہو۔

۲۔ صفت کے بعد (جب بطور اسم مستعمل ہو) جیسے بڑے بچو نیک سے ملو۔

۳۔ ضمیر کے بعد۔ اس سے کہو۔

۴۔ فعل کے بعد۔ اس کے سننے میں فرق ہے۔

۵۔ تمیز فعل کے بعد۔ آہستہ سے نکل جاؤ۔

میں، ظرف مکان کے ساتھ جیسے

عالم میں تجھ سے لاکھ سہی تو مگر کہاں ۔ وہ مجھے گلی میں ملا۔

جو دل میں ہے وہ زبان پر نہیں۔ ح خالی جیم کے پیٹ میں ایک نقطہ۔

منھ میں دانت نہ پیٹ میں آنت ۔ مرد ہو تو میدان میں آؤ۔

سر پر ٹوپی نہ پاؤں میں جوتا۔ شیشے میں پری اوتر آئی۔

ظرف زمان کے ساتھ جیسے

آٹھ میں پانچ منٹ باقی ہیں دیر میں آنے سے نہ آنا اچھا

سیر کا مزا چاندنی رات میں ہے سال میں ایک بار ہفتے میں چار بار

آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے۔ گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ

حالت یا کیفیت، طور یا طریقہ کے لیے۔ جیسے

وہ غصے میں ہے۔ رنج میں یا خوشی میں ہے ۔ وہ مارے خوشی کے آپے میں نہیں سماتا۔
ہوش میں آؤ۔ اللہ کے نام میں برکت ہے۔ حرکت میں برکت نہیں دانتوں میں ایک زبان ہے
نام میں کیا دھرا ہے۔ بات میں بات پیدا کرتا ہے۔ فریب میں آ گیا۔ اسکی زبان میں اثر ہے

ہاتھ میں شفا ہے۔ دل میں کھوٹ ہے۔

اظہار نسبت کے لیے جیسے عمر میں بڑا۔ اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہے۔

مقابلے میں جیسے تجھ میں اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ لاکھ میں ایک ہے آدمی آدمی میں کیا فرق ہے۔

وزن کے لیے جیسے تول میں کم ہے۔ سیر میں چار چڑھتے ہیں۔

تعداد کے ساتھ جیسے دس آدمیوں میں تقسیم کرو۔ سو میں کہ دو ن لاکھ میں کہ دو ن بیس میں کیسے گزر ہو گا ٹلین میں نہ تیرہ میں۔ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں۔

متعلق فعل کسی دوسرے اسم سے مل کر جیسے حقیقت میں، آخر میں، باتوں باتوں میں، ہنسی میں، خوشی میں وغیرہ۔

سے

کسی شے کی ابتدا یا ماخذ کو ظاہر کرتا ہے۔ کبھی ابتدا بہ لحاظ مکان جیسے سر سے پاؤں تک۔ یا چوٹی سے ایڑی تک پسینہ۔ اس سرے سے اس سرے تک زمین سے آسمان تک۔ کہاں سے کہاں تک۔

بہ لحاظ زمان جیسے

چھ بجے سے بیٹھا ہوں۔ صبح سے انتظار کر رہا ہوں۔ کل سے یہی عالم ہے۔ برسوں سے اسی مخمصے میں گرفتار ہوں۔ مدت سے، قدیم سے وغیرہ۔

بہ لحاظ تعداد کے

چھ سے سات تک

ماخذ یا اصل جیسے

وہ عالی خاندان سے ہے - وہ کمان سے آیا ہے - زمین سے نکلا - عین کی آواز حلق سے نکلتی ہے

نسبت - یا علاقہ - جیسے

مجھے کام سے کام ہے - اس سے مجھے کیا تعلق - اسے پڑھنے سے نفرت ہے - آنکھوں سے

اندھا، کانوں سے بہرا - دل سے دل کو راہ ہوتی ہے -

مقابلہ جیسے

وہ اس سے کہیں بہتر ہے سختی سے سوم بھلا -

استعانت جیسے

تلوار سے فتح کیا - قلم سے لکھا - ڈنڈے سے خبر لی - شاہ صاحب کی دعا سے اچھا ہوگیا -

انحراف

قول سے، بات سے، وعدے سے پھر گیا - راستہ سے لوٹ گیا -

علیحدگی یا جدائی جیسے

وہ نوکری سے الگ ہوگیا - کام سے گھبراتا ہے - شہر سے نکل گیا - کام سے جی چراتا ہے

دل سے اُتر گیا -

متعلق فعل میں (کسی دوسرے اسم سے مل کر) جیسے

خیر سے، شوق سے، دل سے وغیرہ -

(ف) بعض جملوں میں سے اور کے کے استعمال سے بین فرق پیدا ہو جاتا ہے، لہذا

اس موقع پر اس کا فرق بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے - مثلاً

کمرے کے باہر اور کمرے سے باہر

میں فرق ہے - کمرے کے باہر کے معنے ہیں کمرے کے باہر کی طرف اور کمرے سے باہر یعنی کمرے کے

اندر ہوتا۔ جیسے کمرے کے باہر بیٹھو۔ کمرے سے باہر جاؤ۔

اسی طرح، کس لیے اور کس کے لیے

میں فرق ہے۔ کس لیے کے معنے ہیں کیوں یا کس غرض سے، اور کس کے لیے یعنے کس شخص وغیرہ کے واسطے۔

تک

انتہا کے لیے بہ لحاظ مکان جیسے

شہر تک۔ سر سے پاؤں تک۔

بہ لحاظ زمان جیسے شام تک، مہینہ بھر یا سال بھر تک۔ چھ بجے تک۔

عام اشیا اور خیالات کے لحاظ سے جیسے مجھ تک۔ اس کا نام تک نہ لیا۔ خبر تک نہ ہوئی سلام تک نہ لیا۔ اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ خیال تک نہ آیا۔ گمان تک نہ تھا۔

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

پر

اصل میں اوپر سے ہے۔ پر کا مخفف پہ بھی (اہل لکھنؤ زبر سے اور اہل دہلی زیر سے بولتے ہیں) انھیں معنوں میں آتا ہے۔

پر کسی شے کی اوپر کی سطح سے تعلق ظاہر کرتا ہے، خواہ متصل یا منفصل۔ اسکے بعد قربت و دوریاں کے معنوں میں بھی آتا ہے۔

بہ لحاظ مکان جیسے

خدا کا دیا سر پر۔ چھت پر۔ بنارس گنگا پر واقع ہے۔ دروازے پر کھڑا ہے۔

بہ لحاظ زمان جیسے

وقت پر کام آیا۔

انحصار جیسے

مری زندگی اسی پر ہے۔ ایک مجھی پر کیا ہے، سب کا یہی حال ہے۔

خاطر کے معنوں میں جیسے

وہ نام پر مرتا ہے۔ روپیہ پر جان دیتا ہے۔

واسطے کے معنوں میں جیسے

کام پر گیا ہے۔ مہم پر گیا ہے۔

طرف کے لیے جیسے

اس کی باتوں پہ نہ جانا۔ اس پر کسی کا خیال نہ گیا۔

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو ۔ دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

آ گے

مکان کے لیے آتا ہے جیسے

گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے ۔ رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

مقابلہ کے لیے جیسے مرے آگے اس کی کیا حقیقت ہے۔ یعنے میرے سامنے۔

طرف

ایک مکان کے لیے آتا ہے جیسے شہر کی طرف گیا ہے۔ دوسرے جذبات و حالات کے ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً اس کا میلان مصوری کی طرف ہے۔ کسی طرف سے بدگمان ہونا اچھا نہیں ہے۔ میری طرف سے اُسے بہت بہت پوچھنا۔

نزدیک

ایک تو قریب کے معنے ہین جیسے بازار یہان سے نزدیک ہے۔ دوسرے رائے کے معنون مین بھی آتا ہے جیسے میرے نزدیک یہ درست نہین۔

ساتھ

ایک تو معیت کے عام معنون مین ہے۔

دوسرے جب ضمیر کے ساتھ آتا ہے تو باوجود و باوصف کے معنے دیتا ہے۔ جیسے اگرچہ اسوقت اس نے صاف جواب دیدیا، لیکن اسکے ساتھ آئندہ کا وعدہ بھی کیا۔

حروف عطف

۱- دو لفظون یا جملون کو ملانے کے لیے اور عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن اکثر حالیہ معطوفہ اسکی ضرورت کو رفع کر دیتا ہے اور وہ فصیح بھی ہوتا ہے مثلاً "وہ کل ہی مجھے ملا اور گیا" کہنے کے بجائے "وہ کل ہی مجھے مل کر گیا" کہنا زیادہ فصیح ہے۔

ایسے الفاظ مین جو جوڑا جوڑا مل کر آتے ہین (خواہ معنون مین تضاد ہو یا ترادف) اور یا کوئی اور حرف عطف داخل نہ کرنا ہی درست ہے بلکہ حرف عطف کا لانا خلاف محاورہ اور غیر فصیح ہوگا۔ جیسے

ہاتھ پاون مین سکت نہین۔ کھیل کود مین رہتا ہے۔ دن رات یہی مشغلہ ہے۔ بڑے بھلے مین تمیز نہین۔ دکھ سکھ مین کام آنے والا۔ چلنے پھرنے سے معذور ہے۔ کام کاج، دوست دشمن، اپنا پرایا، آج کل، کھانا پینا، رونا جھینکنا، لنگڑا لولا، سینا پرونا

ہین بخلاف اسکے ایسے مقامات پر عموماً حرف عطف استعمال ہوتا ہے)

ہندی کا اور اور فارسی کا و دونون ایک ہی معنوں ہین آتے ہین۔ لیکن استعمال ہین یہ فرق ہے کہ و صرف فارسی عربی الفاظ کے ساتھ آتا ہے۔ ہندی الفاظ کے ساتھ اس کا استعمال خلاف فصاحت خیال کیا جاتا ہے۔

(۱) بعض اوقات اور جن دو جملون کو ملاتا ہے، اُن کے افعال سے دو کامون کا۔ تقریباً ایک ساتھ واقع ہونا ظاہر کرتا ہے۔ جیسے تم آے اور وہ چلا۔ تم گئے اور آفت آئی۔ تم اُٹھے اور وہ بھاگا۔

(ا ایسے جلون مین ماضی مستقبل کے معنے دیتی ہے)

(ب) کبھی دہمکی کے معنے دیتا ہے۔ جیسے! پھر تم ہو اور مین ہون۔ اب تم جانو اور وہ جانے۔

(ج) کبھی لزوم کے لیے، یعنے ایسا تعلق ظاہر کرنے کے لیے جسمین جدائی یا علحدگی ممکن نہو جیسے تیرا دامن ہے اور میرا ہاتھ۔ مین ہون اور تیرا در۔ یہ نیلا آسمان ہے اور مین ہون

۲۔ بعض اوقات نیز بھی اور کے معنون مین آتا ہے۔ جیسے اس کا سارا ساز و سامان نیز جائداد منقولہ و غیر منقولہ اُسکے حوالہ کردی گئی۔

۳۔ علاوہ نہ، نہ... نہ، یا، یا... یا، خواہ، چاہے کے کہ بھی حرف تردید کا کام دیتا ہے جیسے، کوئی ہے کہ نہین۔

کیا شکایت کوئی تمھاری کرے تم کو کیا ہے کوئی جیے کہ مرے۔

یہ حرف کہ سنسکرت کی لفظ کینوا یا کینا بمعنے یا سے بنا ہے مرہٹی مین بھی کینوا ہے، لیکن نیپالی مین مثل اُردو یا ہندی کے کہ ہی مستعمل ہے گمان معنون مین اکثر استفہامیہ جلون مین آتا ہے

بعض اوقات حرف تردید محذوف بھی ہوتا ہے۔ جیسے ملو نہ ملو، وہاں اس کی پرسش نہیں (یہاں یا محذوف ہے)

۴۔ جو شرطیہ معنوں میں بھی کبھی آتا ہے۔ جیسے، میں جو وہاں گیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ بیہوش پڑا ہے۔ (شرط)

یہ عموماً بول چال اور نظم میں زیادہ تر استعمال ہوتا ہے۔

حروف عطف شرطیہ بعض اوقات محذوف بھی ہوتے ہیں۔ جیسے وہ نہیں مانتا تو میں کیا کروں۔

جب اوّل بمعنے جس وقت جیسے، جب میں آؤں تو انھیں اطلاع کر دینا۔

دوسرے بمعنے اسی وقت جیسے یہ کام جب ہی ہو سکتا ہے کہ وہ بھی مدد دے۔

اس صورت میں جب کے ساتھ ہی بھی آتا ہے اور جواب میں بجاے تو کے کہ استعمال ہوتا ہے۔

تیسرے بمعنے تب جیسے لکھنے پڑھنے میں بڑی سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ جب کچھ آتا ہے۔

جب اکثر تک سے مل کر آتا ہے اور شرطیہ معنے دیتا ہے جیسے جب تک میں نہ آؤں تم وہاں سے نہ ہلنا۔ یہ عموماً حرف نفی (نہ یا نہیں) کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

بعض اوقات بغیر حرف نفی کے بھی استعمال ہوتا ہے اور اس وقت اسکے معنے جس وقت تک کے ہوتے ہیں۔ جیسے جب تک میں یہاں ہوں، تمھیں کوئی اندیشہ نہیں۔

۵۔ تب یا تو شرطیہ جملوں میں شرط کے جواب میں آتے ہیں۔ اس لیے ان کو حرف جزا کہتے ہیں۔ تب کا استعمال جزا کے لیے کم ہو گیا ہے۔

نہیں تو، و گرنہ اور ورنہ بھی شرطیہ معنوں میں آتا ہے۔ جیسے آتے ہو تو آؤ نہیں تو

مین جاتا ہون وغیرہ۔

۶۔ گو، اگرچہ، مگر، لیکن، بلکہ، پر استدراکی معنون مین آتے ہین۔ اسکی تین حالتین ہوتی ہین یتو

(۱) قول ماقبل کی مخالفت یا

(۲) اسمین تغیر بوجہ توسیع معانی یا

(۳) قول ماقبل کے محدود کرنے کے لیے۔

حروف مندرجۂ بالا مین مگر، لیکن، پر اکثر گو اور اگرچہ کے جواب مین آتے ہین۔ جیسے کہتے سب ہین پر زبان سے کوئی نہین نکالتا۔ اگرچہ تم ہر فن مین کمال رکھتے ہو لیکن قسمت کا لکھا کون مٹا سکتا ہے۔ اگرچہ وہ پشتینی امیر ہے، مگر مزاج فقیرون کا سا پایا ہے۔ گو وہ بظاہر خوش ہے لیکن دل کا مالک اللہ ہے۔

چکورا اور شہباز سب اوج پر ہین
مگر ایک ہم ہین کہ بے بال و پر ہین

کم تو کیا ہوتا بلکہ اور بڑھ گیا۔

دلے و لیک لیک بجاے لیکن کے نظم مین استعمال ہوتے ہین۔

پر کا مخفف پہ (جسے اہل لکھنؤ پَہ بالفتح اور اہل دہلی پِہ بالکسر بولتے ہین)، بول چال کے فقرون اور نظم مین اکثر آتا ہے جیسے

سمجھ ہم کو آئی پہ نا وقت آئی

اگرچہ اور گو کے جواب مین تو بھی اور تاہم بھی استعمال ہوتے ہین۔

سو بھی کبھی ان معنون مین آتا ہے جیسے

ہم نے چاہا تھا کہ مرجائین سو وہ بھی نہوا

(استثناء) ۷ - حروف عطف جو استثنا کے لیے آتے ہین یہ ہین - الّا، مگر اور بعض اوقات لیکن جیسے سب آئے مگر احمد نہ آیا - سب نے حامی بھری الا اس نبدے نے۔

(علت) ۸ - حرف علت جو علت یعنے سبب کے ظاہر کرنے کے لیے عموماً استعمال ہوتے ہین یہ ہین - کہ، کیونکہ، اس لیے کہ، اس واسطے کہ، تا کہ، لہذا - جیسے کوشش کیے جاؤ کہ اسی مین کامیابی کا راز ہے - محبت پیدا کرو کیونکہ عالم اسی پہ قائم ہے - اُن سے ضرور ملو اس لیے کہ اُن سے ملنا باعث سعادت ہے - وہ خود گیا، تاکہ سارا معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھ لے۔

اسلیے اور لہذا چونکہ کے جواب مین آیا کرتے ہین جیسے

چونکہ وہ ناراض ہین لہذا مین بھی اُن سے نہین ملتا۔

کبھی جو بھی علت کے لیے آتا ہے جیسے

فقیر کے دل مین اُسکی کچھ ایسی ہی محبت ہے جو ایسے وقت مین بھی اُسی کا دم بھرتا ہے۔

(مقابلہ) ۸ - جیسا (جیسے) اور گویا بعض وقت عطف کا کام دینے اور صرف تشبیہ یا مقابلہ کے لیے آتے ہین جیسے وہ لکڑی اس طرح رکھی تھی جیسے کوئی انسان کھڑا ہو - ہرگز ہوا اُسکو نہین لگتی گویا فانوس اُسکی آسمان ہے (باغ وبہار)

(بیانیہ) ۹ - کہ حرف بیانیہ ہے، اور ہمیشہ دو جملون کے ملانے کے لیے آتا ہے - جیسے، مین سمجھا کہ اب وہ نہ آئے گا۔

یہ حرف عموماً مقولہ کے بعد آتا ہے یا مقصد، ارادہ، امید، خواہش، رجحان، حکم، نصیحت یا مشورہ، ڈر، اجازت، کوشش، ضرورت یا فرض کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے

میرا ارادہ ہے کہ اب یہان سے چل دون۔

مین نے کہا کہ تمھارے یہان رہنے کی ضرورت نہین۔

مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی

ہنس کے ستم ظریف نے مجھکو اُٹھا دیا کہ یون

تم کو لازم ہے کہ اب وہان نہ جاؤ۔ اُسے چاہیے کہ ایسا نہ کرے۔ اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ خانہ نشین ہو جاے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ آ نہ جاے۔ اگر اسکی یہ آرزو ہے کہ اس بارے مین کامل تحقیق کرے تو کسی ماہر فن سے ملنا چاہیے۔ میری راے یہ ہے کہ تم اب چل دو وغیرہ۔

کبھی ضمیر موصولہ کے بعد آتا ہے۔ جیسے، جو راے کہ تم نے ظاہر کی وہ صحیح نہین ہے۔

اسی طرح جب کے ساتھ بھی مل کر آتا ہے۔ جیسے، جبکہ وہ یہان نہین ہے تو تمہین ایسا کرنا لازم نہین۔

حروف تخصیص

حروف تخصیص یا حصہ مین ہی کا مفصل ذکر پہلے ہو چکا ہے تو کے متعلق البتہ یہان کسی قدر بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

(۱) تاکید فعل جیسے سنو تو۔ کہو تو وغیرہ

(۲) تکمیل مقصد جیسے یہ کہکر وہ تو چلے گئے۔ سارا سامان مہیا کرکے وہ تو الگ ہو گئے۔ یعنے جو کام اُن کے ذمہ تھا اس کی تکمیل کر دی۔

(۳) خاص قسم کا زور ظاہر کرتا ہے۔ جیسے، جسے تم تلاش کرتے تھے وہ مین ہی تو ہون۔ جس کے سامنے ایک عالم سر جھکاتا ہے وہ یہی تو ہے۔

(۴) دھمکی کے لیے۔ جیسے، دیکھون تو وہ کیسے کرتا ہے۔

ان معنون مین اکثر سہی کے ساتھ مل کر آتا ہے۔ جیسے آئے تو سہی۔

یہ حروف تخصیص ہمیشہ اُن الفاظ کے متصل آتے ہیں جن کی تخصیص یا تاکید مقصود ہوتی ہے سوائے ضمیر متکلم (میں) کے جبکہ اسکے ساتھ علامت فاعل نے آئے۔ اس صورت میں نے ان کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ جیسے، میں نے ہی کہا تھا۔ باقی حالتوں میں ہمیشہ متصل آتا ہے۔ جیسے اس نے کہا تھا وغیرہ۔

تو بھی ہمیشہ اس لفظ کے ساتھ جس کی تخصیص کرتا ہے، مگر جب علامات فاعل و مفعول و اضافت یا حرف ربط آتے ہیں تو اُن کے بعد آتا ہے۔ جیسے، تم کو تو خبر تک نہ ہوئی۔ میں نے تو پہلے ہی کہدیا تھا۔ اس کا تو کام ہی تمام ہوگیا۔

تو اور ہی مل کر بھی آتے ہیں۔ جیسے، یہ میں ہی تو تھا۔ تم ہی تو تھے۔

ہو تو ہو میں پورے فقرے کے ساتھ تو خاص معنی رکھتا ہے۔ یہ اس وقت کہتے ہیں جبکہ کسی امر کے متعلق آخری چارہ کار بتانا مقصود ہو۔ جیسے

موت ہی سے کچھ علاج دردِ فرقت ہو تو ہو
غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو۔

تکرار الفاظ

تکرار لفظی اردو زبان کی بڑی خصوصیات میں سے ہے اور اس لیے ہم نے یہ مناسب خیال کیا کہ اس خصوصیت کا ذکر مختصر طور پر علیحدہ کیا جائے۔

اُردو میں تمام اجزائے کلام (یعنے اسم صفت، ضمیر، فعل تمیز فعل) سوائے حروف ربط و عطف کے ایک ہی ساتھ مکرر استعمال ہو سکتے ہیں۔ الفاظ کے دوہرانے سے ہر ایک کے معنے پیدا ہوتے ہیں نیز اختلاف، زور، تاکید یا مبالغے کا اظہار ہوتا ہے۔

۱۔ اسم کی تکرار سے ہر ایک کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ مگر وہ سب پر شامل ہوتا ہے جیسے گھر گھر عید ہے۔ یعنے ہر گھر میں۔

کبھی یہ اضافت کے ساتھ آتا ہے، یعنے وہ اسم جس کی تکرار ہوتی ہے وہ مضاف واقع ہوتا ہے۔ جیسے میرا روان روان اس کو دعا دے رہا ہے (یعنے ہر ایک روان)

بعض وقت اضافت کے ساتھ بھی ہر ایک کے معنے میں آتا ہے مگر سب پر شامل نہیں ہوتا۔ مثلاً وہ برس کے برس آتا ہے یعنے ہر برس۔

۲۔ کبھی مختلف کے معنے نکلتے ہیں۔ جیسے، ملک ملک کا جانور وہاں جمع تھا (یعنے مختلف ملکوں کے جانور)

۳۔ کبھی اسم کی تکرار سے زور مبالغہ یا تاکید نکلتی ہے۔ جیسے، دل ہی دل میں کڑھتا رہا لیلی ہی لیلی پکارتا رہا۔

(ا) یہ استعمال اکثر ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ بعض اوقات جب پہلا اسم جمع ہو تو بغیر ہی کے بھی آتا ہے جیسے ہاتھوں ہاتھ، راتوں رات

(ب) بعض اوقات پہلا اسم اضافت کے ساتھ آتا ہے یعنے دونوں کے بیچ میں اضافت ہوتی ہے۔ جیسے اتنا پڑھا مگر بیل کا بیل ہی رہا۔ یا جاہل کا جاہل ہی رہا۔ یا آدمی کیا ہے دیو کا دیو ہے۔ یا ڈھو کا ڈھو ہے۔

(ج) بعض اوقات اس قسم کی تکرار سے کُل کے معنی ہوتے ہیں جیسے خاندان کا خاندان (یعنے کل خاندان)، قوم کی قوم، شہر کا شہر اسی میں مبتلا ہے۔ آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔ ایک شعر کیا غزل کی غزل مرصع ہے۔

(د) کثرت کے معنی بھی آتے ہیں۔ جیسے درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ کھڑے تھے۔

دیوان کے دیوان پڑھ ڈالے ۔ جنگل کے جنگل کاٹ ڈالے ۔ خم کے خم پی گیا ۔ ہر نون کی قطارین کی قطارین کھڑی تھین۔

ف ۔ یہان یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب تکرار الفاظ اضافت کے ساتھ کثرت کے معنون مین آتا ہے تو کے کا عمل اسما پر نہین ہوتا جیساکہ دوسری حالت مین ہونا چاہیے یعنے قطارون کی قطارین یا دیوانون کے دیوان نہین کہین گے بلکہ دیوان اور قطارین اپنی اصلی حالت پر قائم رہین گے اور کے کا عمل اُن پر نہین ہوگا۔

(ﮦ) کبھی اس تکرار سے کام جاری رہنا پایا جاتا ہے جیسے سڑک کے کنارے کنارے چلا جا۔

(و) بعض اوقات تکرار لفظی سے (اضافت کے ساتھ) تقلیل ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے رات کی رات ملاقات رہی۔

سینے مین قلزم کو سے قطرے کا قطرہ رہا
بل بے سمائی تری اُف رے سمندر کے جور

وہ بات کی بات مین بگڑ گیا (یعنے ذراسی بات مین) وقت کے وقت یعنے فی الفور۔

(ز) کبھی ایک جملے مین دو لفظون کا تکرار ہوتا ہے اور اس سے ہر دو کی شمولیت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے روپیہ کا روپیہ گیا اور عزت کی عزت (یعنے روپیہ اور عزت دونون گئے) وہ آدمی کا آدمی ہے اور بندر کا بندر۔ یعنے آدمی بھی ہے اور بندر بھی۔

(ح) مثل ہے کہ "دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی" یعنے دودھ الگ اور پانی الگ۔ (پورا انصاف) کھوٹے کھرے کی پوری پرکھ۔

(ط) کبھی گر بہت کم پہلے اسم کے ساتھ آ آتا ہے اور اسکے معنے مبالغہ یا زیادہ

یا جاری رہنے کے ہوتے ہیں جیسے دوڑا دوڑا گیا۔ مارا مارا پھرا۔

۴۔ صفات کی تکرار سے بھی یہی معنی پیدا ہوتے ہیں یعنی اسم کی طرح ہر ایک کے معنے دیتے ہیں۔ جیسے، شہر کے سب بڑے بڑے لوگ موجود تھے۔

چھوٹے چھوٹے ایک طرف ہو جائیں اور بڑے بڑے ایک طرف۔

(۲) بعض اوقات اختلاف (یعنے مختلف ہوتا) ظاہر ہوتا ہے جیسے نئے نئے کام انوکھی انوکھی باتیں۔ (مختلف قسم کی)

(۳) اظہار مبالغہ کے لیے جیسے، میٹھی میٹھی باتیں۔ کھٹے کھٹے آم۔ کالا کالا رنگ۔ سفید سفید دانے۔ اُجلے اُجلے کپڑے۔

کبھی پہلی صفت کے ساتھ اضافت بھی آتی ہے۔ جیسے ننگے کا ننگا، بھوکے کا بھوکا وغیرہ

(۴) کبھی تقلیل کے لیے جیسے دال میں کچھ کالا کالا ہے۔ اس میں مجھے سفید سفید دکھائی دیتا ہے۔

۵۔ اسی طرح اعداد بھی بہ تکرار آتے ہیں۔

(۱) ہر ایک کے معنے میں جیسے انکو چار چار روپیہ ملے۔

یہ استعمال حالیہ معطوفہ کرکے کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ جیسے دو دو کرکے گئے۔ ایک ایک کرکے آئے

(ب) جب عدد مرکب ہو تو صرف آخری حصے کا تکرار ہوتا ہے جیسے ایک روپیہ آٹھ آٹھ آنے دلے۔

(ج) آٹھ روپیہ دیدو اور آٹھ آٹھ روپیے دیدو۔ ان دونوں میں فرق ہے پہلے جملے کا مطلب ہے کہ کل روپیے جو دینے کے ہیں آٹھ ہیں۔ دوسرے جملے کے یہ معنی ہیں کہ فی کس آٹھ روپیے دو۔

اسی طرح چار چار پہر بیٹھا رہتا ہے۔ یعنے ہر دفعہ جب وہ آتا ہے تو چار پہر گزار دیتا ہے۔ تین تین گھنٹے کے بعد کھاؤ یعنے ہر تین گھنٹے کے بعد۔ آٹھ آنے کے ٹکٹ لاؤ اور آٹھ آٹھ آنے کے ٹکٹ لاؤ۔ ان دو جملون کے معنون مین بھی فرق ہے۔ پہلے کے یہ معنے ہین کہ کل آٹھ آنے کے ٹکٹ لاؤ۔ دوسرے کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک ٹکٹ آٹھ آنے کا ہو۔

۶۔ ضمائر بہ تکرار آتی ہین

(ا) ہر ایک معنون مین۔ جیسے، وہ اپنے اپنے گھر سدہارے۔

(ب) مختلف کے معنون مین۔ جیسے، جو جو جس کا طالب ہو حاضر ہو جائے۔ اس نے کیا کیا نہ کہا اور مین نے لیا کیا نہ سُنا۔

(ج) کوئی اور کچھ کی تکرار سے کمی یا تقلیل ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے اب بھی کوئی کوئی مل جاتا ہے۔ کچھ کچھ درد باقی ہے۔ کبھی بیچ مین نہ حائل ہوتا ہے۔ جیسے کوئی نہ کوئی مل ہی رہے گا۔ کچھ نہ کچھ ضرور کہتے رہتے ہین۔

۷۔ افعال کی تکرار حالیہ تک محدود ہے۔ اور اردو زبان کے محاورے مین اسکا استعمال بکثرت ہے۔

(۱) فعل کی تکرار محض۔ جیسے۔ یہ لکڑیان بہ بہ کر آتی ہین۔ وہ پوچھتے پوچھتے یہان تک پہنچ گیا۔ کھیان چھوون پہ آآ کر بیٹھتی ہین۔

(۲) بعض افعال کی تکرار سے مبالغہ یا کثرت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے مین کہتے کہتے تھک گیا۔ روتے روتے اسکی آنکھین سوج گئین۔ وہ رو رو کر اپنا حال کہنے لگا۔ ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ گئے۔ پانی پیتے پیتے پیٹ اپھر گیا۔

مرے آشیان کے تو تھے چار تنکے — مکان اڑ گئے آندھیان آتے آتے

تن تن کے بیٹھا تھا۔ خدا خدا کرکے اب رستہ پر آیا ہے۔

(۳) کبھی فعل کی طوالت اور جاری رہنے کو بتاتا ہے جیسے اسی طرح چلتے چلتے منزل مقصود کو پہنچ گئے۔ آم پڑے پڑے سڑ گئے۔ سیکھتے سیکھتے آ ہی جاتا ہے۔ لکھتے لکھتے خط اچھا ہو ہی جاتا ہے۔

(۴) کبھی مختلف کے معنے دیتا ہے جیسے وہ بہتیرے بدل بدل کر آتا ہے یا نام بدل بدل کر یا بھیس بدل بدل کر آتا ہے۔ شعر یا قصے سُنا سُنا کر خوش کرتا ہے کھانے کھلا کھلا کر بلا لیا۔

(۵) بعض اوقات آہستہ آہستہ یا رفتہ رفتہ کے معنے ہوتے ہیں خاص کر ہوتے ہوتے ان معنوں میں بہت آتا ہے۔ علاوہ اسکے دوسرے افعال بھی ان معنوں میں آتے ہیں جیسے

نہیں دل لگی داغ یاروں سے کہدو

کہ آتی ہے اُردو زبان آتے آتے

(۶) دیکھتے دیکھتے دفعتہً یا بہت کم عرصے کے معنوں میں آتا ہے۔ جیسے۔ وہ دیکھتے دیکھتے بڑا آدمی ہوگیا۔ (یعنے ہمارے دیکھتے دیکھتے یعنی بہت کم عرصے میں یا یکایک)

(۷) کبھی تکرار سے یہ معنے پیدا ہوتے ہیں کہ ایک کام ہونے ہی کو تھا کہ دفعتہً رُک گیا جیسے وہ کہتے کہتے رُک گیا۔ وہ جاتے جاتے رہ گیا۔

(۸) جب کسی کام کے اثنا میں رکاوٹ ہوجاتی ہے تو بھی حالیہ کا تکرار آتا ہے جیسے وہ پڑھتے پڑھتے سو گیا۔ وہ قصہ سُناتے سُناتے یکبارگی چپ ہوگیا

اجل مر رہی تو کہاں آتے آتے

(۹) بعض اوقات پہلا فعل مذکر ہوتا ہے اور دوسرا مونث جیسے دیکھا دیکھی، دوا دوی

(۱۰) بعض اوقات فعل لازم اور اسی کے متعدی کے حالیہ محاورے میں مل کر آتے ہیں جیسے، خواہ مخواہ بیٹھے بٹھائے مصیبت میں پھنس گئے۔ مگر یہ سماعی ہے ہر فعل استعمال

اس طرح نہین ہو سکتا۔

دونون مل کر کبھی صفت کا کام بھی دیتے ہین جیسے سُنی سُنائی باتون پر نہ جاؤ۔

(۱۱) بعض اوقات لازم یا متعدی کا حالیہ دوسرے فعل لازم کے ساتھ آتا ہے اور ان کے درمیان حرف نفی واقع ہوتا ہے۔ جیسے مارے نہ مرے۔ مٹائے نہ مٹے دیا ہے نہ مٹین گے۔ اس سے بھی کلام مین زور پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔

(۱۲) کبھی زور اور تاکید کے لیے ماضی مثبت اور منفی کا بھی تکرار ہوتا ہے لیکن حرف "پر" بیچ مین ضرور آتا ہے۔ جیسے گیا پر گیا۔ نہوا پر نہوا۔

(۱۳) کبھی خاص طور پر متوجہ کرنے کے لیے امر کو بہ تکرار بولتے ہین جیسے دیکھو دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ سُنو سُنو یہ کوئی گا رہا ہے۔ اسی طرح ہٹو ہٹو، بچو بچو!

۸۔ تمیز فعل بھی زور اور تاکید کے اظہار کے لیے بہ تکرار آتا ہے جس کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے جیسے جہان جہان، جون جون، روز روز، ہمیشہ ہمیشہ، ہولے ہولے، ہرگز ہرگز، کبھی کبھی، کہان کہان، کہین کہین۔ کبھی نفی کے ساتھ جیسے کہین نہ کہین، کبھی نہ کبھی۔

(۱) انھین معنون مین حرف اضافت کے ساتھ بہ تکرار آتا ہے۔ جیسے وہان کا وہین رہ گیا اسی طرح یہان کا یہین یا جہان کا تہان۔ یہ سب تکرار تمیز فعل (مکان) مین خاص زور پیدا کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہین۔

(یہان یہ یاد رکھنا چاہیے کہ حرف اضافت اس اسم کے مطابق ہوگا جس سے یہ متعلق ہے۔ یعنے اگر مونث کے لیے ہے تو یہان کی یہین ہوگا اور اگر مذکر کے لیے ہے تو یہان کا یہین)

اسی طرح جیسے جیسے، کیسے کیسے وغیرہ بھی مستعمل ہین۔

۹- حروف ربط بھی اسی طور یہ محاورے مین بہ تکرار آتے ہین اور اُن سے معنون مین ایک خفیف سا تغیر پیدا ہوجاتا ہے۔ جیسے ادھر اُدھر وہ تھے اور بیچ بیچ مین ہم۔

کبھی بیچ زیادہ زور دینے کے لیے اور عین وسط کے ظاہر کرنے کی خاطر پہلے کی جمع لاتے ہین یعنے بیچون بیچ۔ جیسے صحن کے بیچون بیچ یا تالاب کے بیچون بیچ

اسی طرح۔ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ وہ آگے آگے جا رہے تھے۔ وہ اُن کے ساتھ ساتھ تھے۔

۲- نحو ترکیبی

جملون کی ساخت کے باب مین

مفرد جملے

(جملے کے اجزا)

اُردو مین بھی دنیا کی اور زبانون کی طرح جملے کے اصل عنصر دو ہین۔ ایک مبتدا اور دوسرا خبر۔ ان مین

مبتدا وہ شخص یا شے ہے جس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

خبر، جو کچھ اُس شخص یا شے کی نسبت ذکر کیا جائے۔

اردو مین مبتدا مفصلہ ذیل اجزائے کلام ہوسکتے ہین۔

(۱) ایک اسم یا ضمیر حالت فاعلی مین۔

(۲) دو یا دو سے زائد اسم یا ضمیر حالت فاعلی مین۔

(۳) صفت یا اعداد حالت فاعلی مین۔

(۴) مصدر

(۵) کوئی فقرہ یا جملہ

مثالیں

(۱) احمد آیا۔ وہ گیا۔

(۲) شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ ہم تم مل کر جائیں گے۔

(۳) دو دہان میں چار بیان۔ کوئی شریف ایسی بات نہ کہے گا۔

(۴) مجھے جانا ہے۔ رونا اچھا نہیں۔

(۵) دہلی پہنچنا آسان نہیں۔

کامل جملہ جو کہ کے ساتھ بطور مبتدا کے استعمال ہوتا ہے، اسکا ذکر مرکب جملے کے بیان میں آئے گا

بعض اوقات اسم حالت ظرفی میں جو تک کے ساتھ آتا ہے مبتدا ہوتا ہے۔ جیسے تنکا تک نہ رہا۔ گھر تک جل گیا۔

بعض اوقات مبتدا محذوف ہوتا ہے۔

(۱) جہاں قرینہ سے آسانی کے ساتھ مبتدا معلوم ہوسکتا ہے، مثلاً خطاب یا استفہام میں جیسے کیا وہ گیا؟ ہاں گیا۔

(۲) جبکہ صورت فعل سے فاعل ظاہر ہو۔ جیسے سید ہوں، مظلوم ہوں، میرے حال پر رحم کرو۔ جاؤ اپنا کام کرو۔

(۳) ضرب الامثال اور اسی قسم کے دوسرے جملوں میں اختصار کے خیال سے۔ جیسے ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔

خبر، مفصلۂ ذیل اجزائے کلام ہو سکتے ہیں۔

(۱) فعل جیسے میں کہتا ہوں

(۲) اسم یا ضمیر۔ حالت فاعلی یا اضافی وغیرہ میں۔ جیسے اس کا نام احمد ہے۔ وہ ملک کا ہی دو چھت پر ہے۔ یہ گھر کس کا ہے۔ یہ رعب وداب کسی میں نہیں۔

(۳) صفت۔ جیسے وہ شخص بڑا جری اور دلیر ہے۔

(۴) عدد۔ جیسے اس کا قد چھ فیٹ ہے۔

(۵) کوئی لفظ یا فقرہ جو بطور اسم استعمال کیا جائے۔ جیسے میں شاہ ایران کا بھیجا ہوا ہوں۔

فعل خبر بھی بعض اوقات محذوف ہوتا ہے۔ وہ جہاں جہاں گیا لوگوں نے سر آنکھوں پر بٹھایا، کسی نے مذہبی پیشوا سمجھ کر اور کسی نے محب وطن مان کر۔ تیرے سر پر خاک۔

فعل ناقص جسے رابطے سے بھی تعبیر کیا گیا ہے جو مبتدا اور خبر کے ملانے کے لیے آتا ہے کبھی کبھی محذوف ہوتا ہے۔

(۱) مفرد بیان میں جہاں اسکا حذف آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ جیسے اسے نہ کسی کے نفعے سے غرض نہ ضرر سے کام۔ تیرے سر پر خاک۔ ایک کا نام احمد دوسرے کا نام محمود۔

(ب) مقابلہ میں بھی اکثر محذوف ہوتا ہے جیسے ایسی بنی سنوری جیسے دولہن۔

(ج) نفی جملوں میں۔ جیسے اسے خبر نہیں۔

(ف۔ ایسے جملوں میں فعل ناقص کا حذف صرف بظاہر ہے کیونکہ نہیں، جیسے پہلے بیان ہو چکا ہے، نہ اور فعل ناقص کی قدیم صورت آہیں سے مرکب ہے)

(د) ضرب الامثال وغیرہ میں عموماً محذوف ہوتا ہے جیسے غریب کی جورو سب کی بھابھی۔ چوری کا گڑ میٹھا۔

(ہ) نظم میں بھی عموماً محذوف ہوتا ہے۔

ربط اگرچہ فعل ناقص ہوتا ہے اور خاص کر ہونا لیکن کبھی کبھی ہونا بطور فعل لازم یعنی فعل صحیح بھی آتا ہے۔ جیسے خدا ہے یعنی ہے ناقص یا ربط نہین ہے۔ تمام زبانون مین یہی حال ہے، اور اس لیے اسکی ان دو صورتون مین امتیاز کرنا ضرور ہے۔

جیسا کہ اور زبانون مین ہے اسی طرح اردو مین بھی مبتدا اور خبر کی توسیع مختلف الفاظ کے اضافہ سے ہوتی ہے۔ یہ الفاظ از روے قواعد ان کے متعلقات ہوتے ہین جس طرح ان کی توسیع ہوتی ہے اُسی طرح الفاظ کے اضافہ سے بعض اوقات اُنکے معنی محدود بھی ہوجاتے ہین۔

مبتدا کی توسیع

۱۔ اسم سے یا ایسے اسم سے جو بطور بدل کے آتا ہے، ہوتی ہے، مثلاً،

(ا) ساون کا مہینہ آگیا۔ مولوی حمید الدین پروفیسر عربی میور سنٹرل کالج تشریف لائے۔

(ب) مجھے کپڑون کے دو جوڑے چاہئین۔ یہ زبان کا روزمرہ ہے۔ اور اسے بھی بدل مبدل منہ سمجھنا چاہیے۔

(ج) سب گھر والے کیا چھوٹے بڑے اس سے محبت کرتے ہین۔ یہان کیا محاورہ مین توضیح و توسیع کے لیے استعمال ہوا ہے۔

(د) مین آپ کا ادنیٰ غلام ہر وقت آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہون۔ یہان مین کا بدل "آپ کا ادنیٰ غلام" ہے۔

۲۔ مبتدا کی توسیع صفت سے بھی ہوتی ہے۔ اس صورت مین ہمین صفت کی دونون صورتین (جن کا ذکر پہلے ہوچکا ہے) یعنی توصیفی اور خبریہ مین امتیاز کرنا ضرور ہے۔

(ا) توصیفی صورت مین صفت اسم کے قبل آتی ہے اور دونون مل کر ایک خیال قائم کرتے ہین جیسے یہ خوبصورت تصویر ملکہ کی ہے۔

(ب) صورت خبریہ میں صفت اسم کے بعد آتی ہے اور اسم سے الگ خیال کی جاتی ہے، گویا جملہ کی خبر ہے۔ جیسے یہ مصیبت ٹل جائے تو میں بے کھٹکے کام کروں۔

۳۔ مبتدا کی توسیع ضمیر سے بھی جو بطور صفت کے مستعمل ہوتی ہے۔ جیسے، یہ بچہ بڑا شریر ہے جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔

۴۔ اعداد سے۔ جیسے، دو سو آدمی اکھٹے ہوئے۔ اتنے میں دونوں بھائی آپہنچے۔

۵۔ اضافی حالت سے۔ جیسے اب میرے دل کا ارمان نکلا۔ مدرسہ کے سارے لڑکے حاضر گئے گئے۔

بعض اوقات مضاف الیہ محذوف بھی ہوتا ہے۔ جیسے مجھے بڑی فکر تھی کہ اتنی تھوڑی تنخواہ میں تمھاری گزر کیسے ہوتی ہوگی (یعنی اسکی بڑی فکر تھی)

۶۔ حالیہ سے۔ جیسے ایک اجڑا گاؤں۔ اڑتا ہوا پرندا۔ مرا ہوا جانور

بعض اوقات اسکا استعمال بھی بطور خبر کے ہوتا ہے۔ جیسے، سڑک پر ایک جانور سسکتا ہوا پڑا ہے

اسی طرح خبر کی توسیع بھی ہوتی ہے۔

۱۔ اسم، ضمیر یا کسی لفظ یا فقرے سے جو بطور اسم کے استعمال ہو۔

(۲) مفعول قریب سے، جیسے تم میری بات سنو۔ اس نے کچھ نہ کہا۔

بعض اوقات فقرہ یا جملہ بھی مفعول ہوتا ہے مثلاً حالیہ معطوفہ کے ساتھ۔ جیسے وہ مال و اسباب لٹتا دیکھکر جان سلامت لے گیا۔ شہزادہ کو قریب آتے دیکھکر استقبال کے لیے چلا۔ جس طرح مبتدا کی توسیع ہوتی ہے اسی طرح مفعول کی بھی ہوسکتی ہے۔ مثلاً آپ میرے کپڑوں کو ہاتھ نہ لگائیے۔ انکو گھر میں اکیلا نہ چھوڑیے۔

(ب) مفعول بعید سے۔ جیسے، اس نے بیٹے کو پیغام کہلا بھیجا۔

(ج) اسم یا ضمیر کی کسی حالت سے، جس سے خبر کی بلحاظ وقت، مقام، طریقہ وغیرہ توسیع ہوتی

جیسے، اسکے دل سے سب کدورت رفع ہوگئی۔ اس نے یہودی کو مسجد میں آنے دیا۔ وہ درخت کی پھننگ تک چڑھ گیا۔

۲۔ خبر کی توسیع صفت سے بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے اس صراحی کا پانی ٹھنڈا کیجیے میرے کپڑے صاف کرو۔

جب خبر اسم ہوتی ہے تو اعداد سے توسیع ہو سکتی ہے۔ جیسے احمد کے چار لڑکے ہیں۔ یہ مکان ۱۶ فٹ اونچا ہے۔

۳۔ حالیہ معطوفہ سے۔

جیسے اس نے پریشان ہو کر گھر چھوڑ دیا۔

۴۔ حالیہ سے۔

جیسے اُسے شہر میں رہتے ہوئے کئی سال گزرے۔ حامد اُسے ساتھ لیے ہوئے پہنچا۔ وہ کھیلتا کودتا گھر پہنچ گیا۔

۵۔ حرف ربط یا جار سے مع اسکے اسم کے۔

جیسے سب کے سب اسکے پاس حاضر ہوئے۔

۶۔ تمیز فعل سے۔

جیسے وہ بہت ناراض ہوا۔ وہ سہج سہج چلتا ہے۔ میں نے جلدی جلدی لکھ دیا۔

مطابقت

مطابقت تین قسم کی ہے۔

۱۔ صفت کی (جو توصیفی ہو) اسم سے۔

۲- صفت کی (جو جزو خبر ہو) اسم ہے۔

۳- جملے کے خبر کی (خواہ فعل ہو یا صفت) مبتدا ہے۔

۱- صفت توصیفی کی مطابقت موصوف سے پہلے بیان ہو چکی ہے سوائے اُن صفات کے جن کے آخر میں آ ہوتا ہے، اور جن میں تبدیلی واقع ہوتی ہے (مگر مؤنث میں صرف ایک ہی صورت ہوتی ہے) باقی تمام صفات ہر حالت میں ویسی ہی رہتی ہیں اور اُن میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور صفت موصوف کے مطابق ہوتی ہے۔ اور حرف اضافت کی تذکیر و تانیث و وحدتُ جمع عموماً مضاف کے مطابق۔ لیکن جب ایک صفت کئی مختلف الجنس اسما کی تعریف کرے یا ان کے ساتھ اضافت آئے تو مطابقت میں اختلاف ہوتا ہے۔

(۱) صفت یا مضاف جنس میں قریب کے اسم سے مطابق ہوتی ہے۔ جیسے اُسکی بہو اور بیٹے۔ تمھارا نام اور ننگ و ناموس۔ مجھے اُسکی چھچھوری باتون اور کامون سے کچھ غرض نہین۔

(۲) بالعض اوقات اگرچہ قریب تر کا اسم مؤنث ہوتا ہے مگر چونکہ مذکر کی شان بڑی سمجھی جاتی ہے، اسلیے مطابقت مذکر سے ہوتی ہے۔ جیسے اسکے بی بی بچے آگئے۔ مگر یہ استعمال کم ہے

(۳) لیکن صفت جب اسم کے ساتھ بطور خبر کے آئے، بشرطیکہ اسم کے ساتھ علامت مفعول موجود ہو، تو اسم بالحاظ جنس و تعداد واحد استعمال ہوگا۔ جیسے مین نے ان لوگون کو بہت کالا پایا۔ اگر کو نہوتا تو صفت جمع مین آتی جیسے مین نے یہان کے آم میٹھے دیکھے۔ یہان کے لوگ کالے پائے۔

(۴) صفت جو تمیز فعل کے طور پر استعمال ہوتی ہے اس کا اثر فعل کی تذکیر و تانیث پر نہیں ہوتا جیسے تم نے اچھا کیا جو اُسے ڈانٹا۔ مین نے اُسے بہت خوش کیا۔ تم نے خوب کیا۔ یہان

یہاں خوب، خوش اور اچھا کی تذکیر و تانیث سے کچھ بحث نہیں ہے۔

۲۔ (۲) مگر ذیل کی مثال میں باوجود مفعول کے صفت مونث ہے

تم نے مجھ نکمّی کو کیوں دکھ دے رکھا ہے۔

لیکن یہاں نکمی "مجھ" کا بدل ہے اور بدل جملہ کی ترکیب سے متاثر نہیں ہو سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جملے کی باقی حالت میں فرق نہیں آیا اور فعل حسب معمول واحد مذکر ہے۔

(ب) ایسی حالت میں حالیہ ناتمام کی دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جیسے

وہ گاؤں کو جلتا دیکھ کر بھاگ گیا۔ میں نے ہرن کو دوڑتے دیکھا۔

فرق یہ ہے کہ جب ایسی صورت میں حالیہ ناتمام بطور خبر کے آئے گا تو ے کے ساتھ استعمال ہوگا اور جب صفت تو ا کے ساتھ۔

جب اسم حالت فاعلی میں ہوگا تو صفت خبریہ یا حالیہ اسم کے ساتھ جنس و تعداد میں مطابق ہوگا۔

جیسے، وہ ہانپتے، کانپتے میرے پاس پہنچے۔ اپنا دل میلا نہ کرو۔ اپنی پوشاک میلی نہ کرو۔

۳۔ فعل خبریہ، صفت یا اسم حتی الامکان جنس و تعداد وغیرہ میں فاعل کے مطابق ہونا چاہیے جیسے سب دولت ڈھونڈھتے ہیں۔ میرے پاس لکھنے پڑھنے کا سامان نہیں ہے۔ تحصیل علم سے انسان مخلوق میں ہر دلعزیز ہو جاتا ہے۔

(۱) جب مبتدا کسی فعل کا جملہ یا جزو جملہ ہوتا ہے تو خبر ہمیشہ واحد ہوتی ہے۔ جیسے دشمنوں سے بھی محبت کرو۔ اچھا قول ہے مگر عمل دشوار ہے۔ اُسے دیکھ کر میری زبان سے بے اختیار کلّ طویلٍ احمق نکل جاتا ہے۔

(۲) جب مبتدا تعظیمی ضمیر، تعظیمی جمع یا تعظیمی لفظ ہو اگرچہ مقصود اس سے فرد واحد ہے،

تو خبر اور خبرین نیز تمام توصیفی کلمے جمع ہی ہونگے۔ جیسے آپ کب تک قیام فرمائین گے یہی مولوی صاحب ہین جن کا مین نے تذکرہ کیا تھا۔ ہمارے پیر و مرشد یہان نہین ہین۔

(۳) جب فاعل ضمیر جمع ہو اور مذکر و مؤنث دونون کی طرف راجع ہو، تو خبر مذکر ہوگی جیسے زینب نے اپنے شوہر سے کہا کہ اب ہم یہان نہین ٹھہر سکتے۔

(صرف مین بیان ہو چکا ہے کہ جمع متکلم کی حالت مین بھی مؤنث کے لیے فعل مذکر ہی استعمال ہوتا ہے)

(۴) جب مبتدا دو یا دو سے زائد اسما یا ضمائر مختلف الجنس پر مشتمل ہو تو خبر عموماً سب سے قریب کے اسم سے مطابق ہوگی۔

جیسے آدمی کے دو کان، دو آنکھین اور ایک منھ ہے اگر سب کے سب واحد اور ایک جنس کے ہین تو خبر جنس کی تابع ہوگی جیسے اس سے کم ہمتی اور بزدلی پیدا ہوتی ہے۔ ایسی باتون سے رعب و وقار جاتا رہتا ہے۔

لیکن اگر ان مین سے کوئی ایک یا ایک سے زیادہ جمع ہین تو خبر جمع ہونی چاہیے (ایسی حالت جمع خبر کے متصل ہونی چاہیے) جیسے اسکے ہوش و حواس جاتے رہے۔

(۵) لیکن جب دو اسم ہون اور آخر مین لفظ دونون یا دونون کے دونون آئین تو فعل جمع آئے گا جیسے مان اور بچہ دونون مر گئے۔ یا دونون کے دونون مر گئے۔

مگر جب دو یا دو سے زائد اسما فاعل یا مبتدا ہون اور آخر مین سب آئے تو فعل جنس و تعداد مین آخر اسم کے مطابق ہوگا جیسے اس کا مال و اسباب، جاگیر، مکانات سب بک گئے۔ اس کا مال و اسباب، گھر بار سب بک گیا۔

مگر جب سب کا تکرار حرف اضافت کے ساتھ ہوگا تو سب کا سب واحد کے سب جمع مذکر اور سب کی سب مونث واحد و جمع کے لیے ہوگا۔

لیکن جب سب کچھ آخر میں آئے گا تو فعل ہر حالت میں واحد ہوگا۔ جیسے مال و اسباب جاگیر مکانات سب کچھ بک گیا

سب ویسے بھی بطور واحد کے مستعمل ہوتا ہے جیسے یہ سب ان کا قصور ہے۔

آخر میں جب کوئی یا کچھ ہو تو بھی فعل واحد مذکر ہوگا جیسے باپ بیٹا جورو بھائی بہن کوئی کوئی ساتھ نہ جائے گا۔ مال و اسباب باغ نہ جاگیر کچھ نہ رہا۔

(۶) اسی طرح کے سب اور الفاظ خبر کے قبل متصل آجاتے ہیں تو فعل اس لفظ کی جنس کے لحاظ سے آتا ہے۔ جیسے مار پیٹ گالی گلوچ اسکی عادت ہوگئی ہے۔ یہ آلات اور کتابیں میری ساری پونجی ہے۔ یہ الفاظ درحقیقت جزو خبر ہوتے ہیں اور عموماً ترکیب اضافی کے ساتھ آتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ صورت افعال ناقصہ کے ساتھ ہوتی ہے۔

(۷) جب مبتدا دو یا زائد ایسی ضمائر پر مشتمل ہو جن کی نوعیت الگ ہو یعنی کوئی متکلم ہو کوئی مخاطب اور کوئی غائب تو خبر جمع ہوگی۔

جیسے ہم تم وہاں گئے تھے۔ وہ اور میں رستہ بھول گئے۔ میں اور تم وہاں مل کر چلیں گے میں اور وہ ساتھ ساتھ آئے۔

(ایسی صورت میں جہاں تک ممکن ہو ضمیر جمع آخر میں لانی چاہیئے)

(۸) جب مبتدا اسم جمع ہو تو خبر واحد ہوگی۔ فوج جا رہی ہے وغیرہ

(۹) کتابوں، اخباروں اور رسالوں کے نام گو جمع ہوں مگر مثل واحد کے مستعمل ہوتے ہیں جیسے تعزیرات ہند چھپ گئی کتاب چونکہ مؤنث ہے اس لیے فعل مؤنث آیا۔ اسی طرح دولت ہند ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔ چونکہ اخبار مذکر ہے اس لیے فعل مذکر آیا۔

(۱۰) افعال ناقص میں جب مبتدا اور خبر دونوں اسم ہوں تو فعل مبتدا کے مطابق ہونا چاہیئے

اگرچہ بعض اساتذہ نے اسکے خلاف بھی کیا ہے لیکن وہ قابل تقلید نہین۔ جیسے

ظلمت عصیان سے میرے بن گیا شب روز حشر

یہان روز حشر شب بنگئی کہنا صحیح ہوگا۔ اگرچہ اسی اُستاد نے دوسری جگہ فرمایا ہے

تیغ خمیدہ یار کی لوہے کا پُل ہوا

مگر اسکی تقلید درست نہین ہے۔ قاعدہ یہی ہے کہ فعل مبتدا کے مطابق ہوگا۔

(۱۱) بعض اوقات دو واحد اسم ہم جنس یا مختلف الجنس بلا حرف عطف مل کر جمع کی حالت پیدا کرتے ہین، تو ایسی حالت مین فعل جمع مذکر آئے گا۔ جیسے

میان بیوی ہنسی خوشی بسر کرتے ہین۔ اب تو دن رات چین سے گزر رہے ہین۔ گھوڑا گھوڑی کلیلین کر رہے ہین۔ باپ بیٹا جارہے ہین۔

(۱۲) بعض صورتون مین جب دو لفظ مع حرف عطف یا بلا حرف عطف مل کر آتے ہین تو عموماً تذکیر و تانیث لفظ آخر کے لحاظ سے قرار دی جاتی ہے۔ جیسے

گھوڑا گاڑی بک گئی۔ تمھارے کھانے مین نمک مرچ زیادہ ہوتا ہے۔ قلم دوات رکھی ہے۔ دوات قلم رکھا ہے۔

لیکن نشو و نما اور آب و گل مذکر اور مونث دونون طرح مستعمل ہین۔ جیسے

خاکساری نے اُسی دن روشنی پائی تھی ذوق آدم خاکی کا جب دم آب و گل پیدا ہوا

شرافت تھی جو آب و گل مین اُس کی

چشم پرآب سے ہے نشو و نما ساون کی (وزیر)

خط کو روے یار پر نشو و نما ہوتا نہین (ناسخ)

لیل و نہار (زمانہ کے معنون مین) واحد اور جمع دونون طرح مستعمل ہے۔

اگر یہی لیل و نہار ہے۔ یا اگر یہی لیل و نہار ہیں۔ مگر واحد کو ترجیح ہے۔

دن رات، روز و شب جمع استعمال ہوتے ہیں۔

(۱۳) ایک صورت خاص رشتہ داروں کے ساتھ مخصوص ہے یعنی رشتہ کے دو اسم بلا حرف عطف آتے ہیں۔ ہوتے دونوں واحد ہیں، مگر چونکہ دو کے ملنے سے جمع کی صورت پیدا ہوتی ہے دوسرا لفظ باوجود واحد ہونے کے جمع کی صورت میں آتا ہے اور فعل کو بھی اسکی مطابقت لازم ہوتی ہے۔ گویا یہ دونوں مل کر ایک لفظ ہیں جس کی جمع بنائی گئی ہے۔ جیسے ماموں بھانجے لڑ پڑے۔ چچا بھتیجے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ یہ باپ بیٹے ذرا سی بات پر اڑ بیٹھتے ہیں۔ مدت ہوئی باپ بیٹوں کا انتقال ہو گیا۔

جب آخر میں دونوں کا لفظ آتا ہے تو واحد یا جمع دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جیسے مدت ہوی باپ بیٹا دونوں مر گئے یا باپ بیٹے دونوں مر گئے۔

ایک دقت یہ ہے کہ جمع کی حالت میں بھی یوں ہی بولتے ہیں اور اس لیے واحد اور جمع میں تمیز کرنا دشوار ہوتا ہے۔ مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ "چچا بھتیجے بیٹھے حقہ پی رہے ہیں" تو اگر ایک بھتیجا ہے تو بھی یوں ہی کہیں گے اور اگر ایک سے زیادہ ہیں تو بھی یوں ہیں۔ مگر عام طور پر واحد ہی مقصود ہوتا ہے۔

ہماری رائے میں جب مراد جمع ہو تو حرف عطف اور لانا چاہیے۔ مثلاً جب کہیں "چچا بھتیجے بیٹھے حقہ پی رہے تھے" تو اس سے مراد واحد ہو۔ لیکن جب تخصیص کے ساتھ کئی بھتیجوں کا جتانا مقصود ہو تو یوں کہنا چاہیے کہ "چچا اور بھتیجے بیٹھے حقہ پی رہے ہیں" یہ فرق نازک ہے مگر ضرورت کو پورا کر سکتا ہے۔

(۱۴) جب خبر مصدر ہو تو اگر مبتدا مذکر ہے تو مصدر کا الف یائے معروف سے بدل جاتا ہے

اور اگر مبتدا مذکر ہے تو الف قائم رہتا ہے۔ متاخرین لکھنؤ ہر حالت مین مصدر کو اصلی ہی صورت مین رکھتے ہین۔ اگرچہ اساتذۂ لکھنؤ اسکے پابند نہین۔ جیسے

جاتا ہے زلف کف مین لینی
ہے سانپ کے منہ مین انگلی دینی (نسیم لکھنوی)

سر تنک دیدہ ہے ترسے دھو ڈالون گا عصیان کو
انکھین چشموں سے لے دل آبرو محشر مین پانی ہے (امانت)

خواب مین وہ آنے کا کیون نہ اب کرے وعدہ
یعنے کب جدائی مین مجھکو نیند آئی ہے (ناسخ)

اب تو میرے حال پر لطف و کرم فرمائیے
ہو چکی ہوئی جو تھی جور و جفا دو چار دن (صبا)

(۵) بعض عربی اسما ہندی مصادر کے ساتھ اس طرح مل کر آتے ہین کہ وہ بالکل اُنکا جز ہو جاتے ہین لہذا ان اسما کو فعل کی تذکیر و تانیث مین مطلق دخل نہین ہوتا۔ فعل مبتدا کے مطابق ہوگا اور اگر خبر (یا مفعول) موجود ہے تو خبر (یا مفعول) کے مطابق ہوگا۔ جیسے

یہ قرار پایا۔ یہ بات قرار پائی۔ یہ امر قرار پایا۔
مین نے یہ امر تجویز کیا۔ مین نے یہ بات تجویز کی۔ مین نے یہ عرض کیا۔ مین نے یہ بات عرض کی۔ یہ امر طے پایا۔ یہ بات طے پائی۔ یہ طے پایا۔

ان مثالون مین تجویز، قرار، طے کو فعل کی تذکیر و تانیث مین کوئی دخل نہین۔

اسی طرح یاد کرنا ایسا مصدر ہے جو قریباً اُردو کا سا ہو گیا ہے۔ اور اس کا استعمال بھی ہندی مصادر کی طرح ہوتا ہے۔ مین نے اُسے یاد کیا، ہم نے اُنکو یاد کیا۔ مین نے سبق یاد کیا،

اس نے کہانی یاد کی۔ یہاں یاد کا فعل کی تذکیر و تانیث پر کچھ اثر نہیں۔
لیکن تدبیر کرنا، تاثیر کرنا، تاخیر کرنا، فریاد کرنا، صبر کرنا، تعمیل کرنا، شور مچانا، ہدایت کرنا، سزا دینا وغیرہ مصادر میں جزو اول الگ لفظ ہے اور اسی کے لحاظ سے فعل کی تذکیر و تانیث آتی ہے۔

۱۶۔ جس طرح افعال ناقصہ میں فعل مبتدا کے مطابق ہوتا ہے، اسی طرح افعال قلوب میں بھی فعل مبتدا کے مطابق ہوتا ہے۔ اسکے مفعول یا خبر کو فعل کی تذکیر و تانیث میں کچھ دخل نہیں۔ میں اس عورت کو بہرا سمجھا۔ میں نے اُسے بیوقوف خیال کیا۔

۱۷۔ کبھی مبتدا مذکور نہیں ہوتا قرینہ سے معلوم ہو جاتا ہے لہٰذا خبر اس لحاظ سے تعداد و جنس میں مطابق ہوتی ہے۔ جیسے اب تو آرام سے گزرتی ہے۔ (یعنی زندگی) کب آئے؟ (یعنی آپ)



مرکب جملے

(۱) جملہ ہائے مطلق

جب دو یا دو سے زیادہ جملے اس طرح مل کر آئیں کہ نحوی لحاظ سے جداگانہ اور برابر کی حیثیت رکھتے ہوں اور ایک دوسرے کے تابع نہ ہوں تو وہ جملہ ہائے مطلق کہلائیں گے ؛ لیکن اگر ان میں سے ایک دوسرے کے تابع ہو تو اُسے جملۂ تابع کہیں گے۔

اُردو میں جملہ ہائے مطلق کی تقسیم مفصلۂ ذیل ہو سکتی ہے۔

جملۂ جمع ، جملہ تردیدیہ ، جملہ استدراکیہ ، جملۂ معللہ۔

جملہ جمع

دو مطلق جملوں کے ملانے کے لیے عموماً حرف عطف جمع "اور" آتا ہے۔ جیسے میں آیا اور وہ چلا گیا۔ سورج صبح کو نکلتا اور شام کو غروب ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات "پھر" بھی یہ معنے دیتا ہے۔ جیسے پہلے تو وہ اسباب جمع کرتا رہا، پھر یکا یک چل دیا۔

جملۂ تردیدیہ

یہ جملہ جمع کی ضد ہے یعنی اسمیں حرف عطف تردیدیہ دو جملوں کو معناً جدا کرتا ہے۔ اسکے لیے عموماً حرف "یا" استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اُسے گھر میں بھیج دو یا باہر نکال دو۔

کبھی "کہ" ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے تم نے کچھ بھی سیکھا ہے کہ نہیں۔ وہ گیا کہ نہیں۔

کبھی "نہیں تو" "اور" "ورنہ" بھی حروف تردیدیہ کا کام دیتے ہیں۔ جیسے حاکم کو ہمدرد ہونا چاہیے

ورنہ رعایا تباہ ہو جائے گی۔ اُسے جلدی چھوڑ دو تو نہیں بہت اُدھم مچائے گا۔

بعض اوقات خواہ ..... خواہ اور چاہے ..... چاہے بھی حروف تردید کا کام دیتے ہیں۔ جیسے

چاہے رہے چاہے جائے۔ خواہ خود آجائیں، خواہ مجھے بلالیں۔

نہ ..... نہ بھی تردید کے لیے آتا ہے۔ جیسے، نہ خود گیا نہ مجھے جانے دیا۔

پہلے جملے میں عموماً نہ محذوف ہوتا ہے۔ جیسے، خود گیا نہ مجھے جانے دیا۔ وہاں آقا تھا نہ نوکر۔

جملہ استدراکیہ

جملہ مطلق استدراکیہ میں دو بیانات کا باہم مقابلہ ہوتا ہے۔ یہ جملے تین قسم کے ہوتے ہیں،

(۱) دوسرا بیان پہلے بیان کے مخالف یا اس سے خارج ہو؛

(۲) دوسرا بیان پہلے بیان کو صرف مقید یا محدود کرتا ہو۔

(۳) یا پہلے بیان کی توسیع یا ترقی ہو۔

ان کے لیے عموماً حروف لیکن، مگر، پر، سو، بلکہ استعمال ہوتے ہیں۔ مثالیں اُسی ترتیب سے دی گئی ہیں جس ترتیب سے تقسیم کی گئی ہے۔

(۱) چکور اور شہباز سب اوج پر ہیں مگر ایک ہم ہیں کہ بے بال و پر ہیں

وہ تمھارے لیے سب کچھ کرنے کو تیار ہے، مگر تم چاہو کہ روپیہ ہاتھ آئے تو اس سے ہاتھ دھو رکھیے۔

(۲) وہ وعدے تو بہت کرتا ہے، لیکن یاد نہیں رکھتا۔

وہ ساتھی تو ہے پر مصیبت کا ساتھی نہیں؟ درست ہے لیکن وقت پر کام نہیں آتا۔

(۳) خوشامد سے ایک دنیا ہی نہیں ملتی، بلکہ خدا بھی اس سے ملتا ہے۔ یہ ایک کیا بلکہ ایسے سو ہوں تو مار ہٹا دوں۔

اس نے صرف طوطا چشمی ہی نہین بلکہ طرح طرح کی تکلیفین بھی پہنچا ئین۔

ان مثالون سے مگر، لیکن (پر) اور بلکہ کے استعمال مین جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔اور قابل لحاظ ہے، کیونکہ ان کے استعمال مین اکثر غلطی ہو جاتی ہے۔

پر[1] کی بجاے پہ بھی استعمال ہوتا ہے کبھی سو بھی ان معنون مین آتا ہے مگر بہت کم جیسے

ہم نے چاہا تھا کہ مر جائین سو وہ بھی نہوا

بعض اوقات اور بھی محاورے مین مگر کے معنی دے جاتا ہے۔ جیسے، ایسا فاضل اور بالکل نکما۔ اتنا بڑا باکمال اور یون مارا مارا پھرے۔

بعض اوقات مگر اور لیکن گو اور اگرچہ کے بعد آتے ہین۔ جیسے اگرچہ وہ بہت بڑا دولتمند ہے لیکن دل کا چھوٹا ہے۔

جملۂ معلّلہ

جملہ معللہ کے ایک جز مین دوسرے جز کی علت وجہ یا نتیجہ سبب یا اثر کا ذکر ہوتا ہے جو جملہ کہ علت یا سبب کو ظاہر کرتا ہے وہ عموماً کیونکہ، اس لیے کہ، اس واسطے کہ سے شروع ہوتا ہے جیسے مین اُنکا ساتھ دون گا کیونکہ (اس لیے کہ یا اس واسطے کہ) مصیبت کے وقت انھون نے میرا ساتھ دیا تھا۔

جو جملہ نتیجہ یا اثر کو ظاہر کرتا ہے اس کے شروع مین اس لیے پس یا عربی کا لہذا آتا ہے جیسے اس نے میرا کہنا نہین مانا اس لیے (لہذا) مین اس سے قطع تعلق کرتا ہون۔

---

[1] پر سنسکرت کے پران سے بنا ہے اور پہ پر کا مخفف ہے۔ اہل لکھنؤ بالفتح پَہ بولتے اور لکھتے ہین۔ لیکن صحیح پِہ ہی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ برج بھاشا مین بالکسر ہی آتا ہے۔

ایسے مرکب جملے مین جزو اول کے ساتھ عموماً چونکہ استعمال ہوتا ہے جیسے چونکہ وہ بہت قصریہ اور نااہل ہے اس لیے مین اسے مُنھ نہین لگاتا۔

کبھی پس بھی ان معنون مین استعمال ہوتا ہے۔ جیسے چونکہ اس نے بلا اجازت ایسا کام کیا ہے پس دیا لہذا) اُسے سزا بھگتنی چاہیے۔

(ب) جملہ ہاے تابع

تابع جملون کی تین قسمین ہین۔

۱- اسمیہ

۲- وصفیہ

۳- تمیزی

اصل جملہ کو جملۂ خاص اور اسکے ماتحت جملے کو جملۂ تابع کہین گے۔

جملہ اسمیہ

جملہ اسمیہ سے مراد یہان وہ جملہ اسمیہ نہین ہے جو عربی نحو مین مستعمل ہے اور جسے قواعد نویسون نے غلطی سے اردو فارسی نحو مین لے لیا ہے۔ عربی مین جملۂ اسمیہ سے مقصود وہ جملہ ہے جو دو اسمون سے مل کر بنے، جیسے رجلٌ عالمٌ لیکن اُردو مین دو اسمائے ملنے سے جملہ نہین بنتا اس لیے اس قسم کا جملہ ہماری بحث سے خارج ہے۔

ہماری مراد جملۂ اسمیہ سے ایسا جملہ ہے جو بجائے خود ایک اسم کا کام دے اور جملے کی ترکیب مین بجائے ایک اسم کے ہو۔ جیسے، میرا ایمان ہے کہ خدا ایک ہے۔ یہان خدا ایک ہے بجائے ایک اسم کے ہے یعنی ہم کہہ سکتے ہین کہ توحید میرا ایمان ہے۔

جملہ اسمیہ دو قسم کا ہوتا ہے

ایک وہ جو اصل جملے کے فعل سے مبتدا کا تعلق رکھتا ہو یا جو مبتدا کا بدل ہو۔ دوسرا وہ جو اصل جملے کے فعل کو یا خبر کے کسی تابع کو محدود کرے یا اُس پر اثر ڈالے۔

تمام اسمیہ جملوں کی ابتدا حرف "کہ" سے ہوتی ہے۔ جیسے، اس نے کہا کہ میں بیمار ہوں کون نہیں جانتا کہ میرا نام احمد ہے۔ وہاں وہ چہل پہل تھی کہ بیان سے باہر ہے (یہاں جملۂ تابع جملۂ خاص کے مبتدا سے متعلق ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ اس کا کام نہیں ہے (یہاں جملۂ تابع مبتدا "یہ" کا بدل ہے)

بعض اوقات "کہ" محذوف بھی ہوتا ہے۔ جیسے میں نے کہا جاؤ اپنا کام کرو۔

جب خاص جملے میں الفاظ مناسب ہے، لازم ہے، چاہیے وغیرہ آئیں اور فرض و مناسب ہونا وغیرہ ظاہر کریں تو جملۂ تابع میں مضارع آئے گا۔ جیسے، مناسب ہے کہ آپ خود چلے جائیں۔ لازم تو یہ ہے کہ وہ خود آکر معافی مانگے۔ اُنکو چاہیے کہ ابھی بھیجا دیں وغیرہ۔

جملۂ اسمیہ جس کا تعلق خبر سے ہوتا ہے وہ یا تو جملے کے فعل کا یا حالیہ تابع خبر کا مفعول واقع ہوتا ہے۔ جیسے اس نے کہا کہ تم گھبراؤ نہیں۔ وہ گلی گلی کہتا پھرتا تھا کہ آگ لگی رے آگ لگی۔ کبھی کبھی اور خاص کر چھوٹے چھوٹے فقروں اور مقولوں کے قبل "کہ" محذوف ہو جاتا ہے میں نے کہا جاؤ اب نہ آنا۔ اس نے کہا دوست یہاں آؤ۔

کبھی جملہ تابع خاص جملے سے قبل بھی آجاتا ہے۔ جیسے چلو مدینے چلو مدینے، ہر طرف سے یہی صدا آرہی تھی۔

کبھی جو بھی "کہ" کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً تم اپنے باوا سے کیوں نہیں کہتے جو تمھیں بھجوا دیں۔

کبھی کہ جملہ خاص کی فعل کی وجہ یا مقصد کے اظہار کے لیے آتا ہے۔ جیسے میں تمھیں اسلیے پہلے سے بھیجتا ہوں کہ تم اُن سے مل سکو۔ ایسے موقع پر کہ تاکہ کے معنوں میں آتا ہے اظہار مقصد کے لیے عموماً کہ اسلیے اور کیوں کے ساتھ آتا ہے جیسے وہ اس لڑکے سے محبت کرتا ہے اسلیے کہ وہ اس کا اکلوتا بیٹا ہے۔ وہاں جاتے ہوئے ڈرتا ہوں کیونکہ وہ میرا دشمن جانی ہے۔

بعض اوقات منفی فقرہ ایسا نہو کے ساتھ اظہار غرض کے لیے آتا ہے۔ جیسے اُن سے زیادہ باتیں نہ کرو، ایسا نہو کہ وہ خفا ہو جائیں۔

جب جملہ اسمیہ کسی نتیجہ کو ظاہر کرتا ہے تو اگر

(۱) توقع، تمنا یا دعا کا اظہار ہوتا ہے تو فعل مضارع آتا ہے۔

جیسے ایسی تقریر کرو کہ ہزاروں کا چندہ ہو جائے۔ خدا کرے کہ وہ کامیاب ہو جائے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ یہاں آئے۔

(۲) ناممکن یا محال کا اظہار ہوتا ہے تو زمانۂ حال کے لیے مضارع اور زمانۂ گزشتہ کے لیے ماضی شرطیہ (یا تمنائی) آتی ہے۔

جیسے اس کی کیا طاقت ہے جو ایسا کرے۔ اسکی کیا طاقت تھی جو ایسا کرتا۔

جملہ وصفیہ

جملہ وصفیہ وہ جملہ ہے جو صفت کا کام دے اور خاص جملے کے کسی لفظ یا فقرے کی تعریف کرے۔ جیسے اُس نے اُنھیں لڑکوں کے نام پکارے جو کتاب میں درج تھے۔ یہاں جو کے بعد کا جملہ کتاب میں درج تھے نام کی تعریف کرتا ہے۔

تمام وصفیہ جملے ضمائر موصولہ یا ضمائر اشارہ کے ساتھ آتے ہیں۔

جیسے وہ کام جو آپ سے ہو نہ سکا میں کیسے کر سکتا ہوں۔

جب تاکید یا زور دینا مقصود ہوتا ہے تو اس اسم کو جسکی تعریف جملہ وصفیہ کرتا ہے بہ تکرار استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: جو کام آپ نہیں کرنا چاہتے تھے آخر وہی کام آپ کو کرنا پڑا۔

وصفیہ جملوں کے ساتھ عموماً ضمیر موصولہ یا اشارہ آتی ہے اور اسکے جواب میں دوسرے جملے میں ایک ضمیر آتی ہے جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔ لیکن بعض اوقات اور خاص کر نظم میں دوسری ضمیر محذوف ہو جاتی ہے۔ جیسے: جو مجھ پر گزرتی ہے تم کیا جانو۔

بعض اوقات جملۂ وصفیہ اور جملۂ خاص دونوں میں سے اسم محذوف ہوتا ہے جبکہ کسی شخص سے مراد ہو یا اشارہ ایسی جانب ہو جو معروف ہے۔

جیسے دل اُسی سے ملتا ہے جو اسکے قابل ہوتا ہے۔ اس مصیبت سے وہی نجات دے گا جو سب کا نگہبان ہے۔

بعض اوقات ضمیر موصولہ جملہ تابع سے محذوف ہوتی ہے جیسے کُرا سو کرا۔ جو سو ہو تم کروگے سو اچھا ہی کروگے۔

ایسا عموماً بول چال کے فقروں اور نظم میں ہوتا ہے۔

بعض اوقات اس حالت میں جہاں تعلق صاف ظاہر ہے دونوں ضمیریں محذوف ہو جاتی ہیں۔ جیسے اچھا کیا نفس مارا۔

بعض اوقات ضمیر موصولہ یا اشارہ کی جگہ ضمیر استفہامیہ آتی ہے۔ جیسے، کون ہے جو اپنا پیٹ کاٹ کر اس غریب کا پیٹ بھرتا ہے۔

جب اظہار واقعہ صاف طور پر ہوتا ہے تو افعال مطلق آتے ہیں جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔ مگر دوسری حالتوں میں مضارع یا افعال احتمالیہ وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

(۱) مثلاً جب جملۂ وصفیہ کسی فعل کے مقصد، غرض یا نتیجہ کو ظاہر کرے جیسے یہ درخت اتنا

مضبوط نہیں ہے جو وہ آسانی سے اس پر چڑھ جائے۔ یہ شریف نہیں ہے جو میں اُسے مُنھ لگاؤں۔

(۲) جہاں تعداد، کیفیت وکمیت کی تعیین ہو اور خاص افراد مقصود نہوں۔ جیسے، وہ کتاب جس میں اس مضمون کی پوری تشریح ہو۔ ایسا پانی جس میں زام کو غلاظت ہو۔ ایسی تدبیر کرو جو سب کو مار رکھے ایسا واعظ بلاؤ جو سب کو تڑپا دے۔

بعض اوقات ایسے جملوں میں گویا کہ یا صرف گو یا ضمیر کی جگہ آتا ہے۔ جیسے، وہ ایسا مضمحل نظر آتا ہے گو یا رات بھر کا جاگا ہے۔

کبھی ایسے کی جگہ (کیسی) آتا ہے۔ جیسے کیسی ڈینگ ماری کہ سب کے سب حیران رہ گئے۔

کبھی جملہ تابع میں بھی اُسی قدر ضمیریں ہوتی ہیں جتنی جملہ خاص میں۔ جیسے، جو جسے پسند آئے وہ ویسا ہی کرے

کبھی جہاں بجائے اسم وضمیر کے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مبارک ہے وہ شہر جہاں سے تم آئے۔

کبھی کہ بجائے جو کے جملہ وصفیہ کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے ایسی چیز تو میرے پاس ایک بھی نہیں کہ آپ پسند فرمائیں۔ یہ ایسا آدمی نہیں ہے کہ میں اس پر اعتماد کرسکوں۔

جملۂ تمیزیہ

جملہ تمیزیہ در حقیقت تمیز یا متعلق فعل کی صورت ممدود ہے۔ یہ جملہ خاص کی خبر کی بلحاظ وقت ومقام یا علت کے تعریف کرتا ہے یا کسی دوسری تمیز کی۔

جملہ تمیزیہ زمانی

وقت کے لیے جو تمیزی جملے آتے ہیں اُن کی ابتدا میں جو یا جب آتے ہیں اور اُنکے جواب میں تو (یا کبھی تب) یا کبھی اُن کے ساتھ حروف جیسا کہ تک وغیرہ مل کر آتے ہیں۔

جیسے جب میں چپ رہا تو مجھ سے کہا جب تک میں ہوں تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔

کبھی بعض دوسرے اسم مثلاً وقت، دم، دن وغیرہ جو وقت کو ظاہر کرتے ہیں ان ضمائر موصولہ کے ساتھ جملہ تابع میں آتے ہیں اور ان کا جواب جملۂ خاص میں ہوتا ہے۔ جیسے، جس وقت وہ پہنچا اُس وقت میں سو رہا تھا۔

کبھی کبھی جملہ تمیزی زمانی کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے وہ بہت اُداس بیٹھا تھا کہ یہ خوش خبری پہنچی۔

کبھی جو بھی ان معنوں میں آتا ہے۔ جیسے سب کے سب سوچ میں بیٹھے تھے جو اس نے یہ کہا۔ (یہاں جو کے معنے کہ اتنے میں کے ہیں)

کہ جب کے ساتھ مل کر بھی آتا ہے۔ جیسے، جبکہ تم نیک کام کا ارادہ رکھتے ہو تو اس میں سوچنے کا کیا کام۔

بعض اوقات تمیز زمانی محذوف ہوتی ہے جیسے سب نے چیخنا چلانا شروع کیا تو وہ بھاگ گیا۔

جملہ تمیزیہ مکانی

جملہ تمیزیہ مکانی، جہاں اور جدھر کے ساتھ آتا ہے جیسے جہاں وہ جاتا ہے وہیں تم جاتے ہو، جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے۔

کبھی جواب یعنی وہاں یا اُدھر محذوف بھی ہوتے ہیں جیسے، جہاں سینگ سمائیں چل دو۔

جملہ تمیزیہ طوریہ

جملہ تمیزیۂ طوریہ وہ ہے جو طور و طریقہ کو ظاہر کرے۔ اسکے ساتھ جونہیں یا جیسے آتا ہے جیسے، جونہیں وہ دروازے سے نکلا تھا کہ میں پہنچا۔ پہلے جونہیں کے جواب میں وُہیں استعمال ہوتا تھا مگر آجکل نہیں آتا۔ اگر ایسی ہی ضرورت ہوتی ہے تو کہ یا جو لے آتے ہیں، اور جیسے کے جواب میں ویسے جیسے آپ مجھ پر مہربانی فرماتے ہیں ویسے ہی میرے بھی نظرِ کرم رکھیے گا۔

اکثر ویسے محذوف ہوتا ہے۔ جیسے آپ کہیں میں کرنے کو تیار ہوں۔ جیسے نے نہیں

ساتھ لیتے آؤ۔

بعض اوقات جوں جوں اور جیسے جیسے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اور ان کے جواب میں ووں ووں تو شاذ و نادر اور ویسے ویسے بہت کم آتے ہیں۔ جیسے

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جیسے جیسے وہ خط پڑھتا جاتا اس کا رنگ متغیر ہوتا جاتا تھا۔

ان جملوں میں افعال کا استعمال

جوں جوں اور جیسے جیسے والے تمیزی جملوں میں ہمیشہ افعال ماضی ناتمام کی کوئی نہ کوئی صورت استعمال ہوتی ہے۔ جوں جوں میں اسے سمجھاتا تھا وہ اور بگڑتا تھا۔ جیسے جیسے وہ قریب آتا گیا میں دور ہوتا گیا وغیرہ وغیرہ۔

جب جیسے اور ایسے محض تشبیہاً استعمال ہوتے ہیں اور تشبیہ خیالی اور فرضی ہو تو فعل مضارع استعمال ہوگا۔ جیسے یہ حرف تو ایسا لگتا ہے، جیسے انگوٹھی میں نگینہ جڑا ہو۔ وہ اس طرح دفعتاً اسیر آ گرا جیسے آسمان سے بجلی گرے۔

لیکن تشبیہ حقیقی ہو تو فعل خبریہ آتا ہے جیسے یکایک اس طرح پتھر برسنے لگے۔ جیسے ساون میں مینہ برستا ہے۔ (یہ استعمال زیادہ تر بولنے یا لکھنے والے کی مرضی یا طرز بیان پر منحصر ہوتا ہے)

جملہ تمیزی معللہ

جملہ تمیزی معللہ جملہ خاص کی علت یا وجہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کی ابتدا عموماً جو سے ہوتی ہے جس کے معنی چونکہ ہوتے ہیں اور اس کا جواب تو یا سو ہوتا ہے۔ جیسے ہم جو اس تکلیف اور مصیبت میں ہیں تو ہماری کوئی بات نہیں پوچھتا۔

بعض اوقات جملہ تحریری معاملہ شرط کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جملہ خاص شرطیہ اور جملہ تابع جزا کہلاتا ہے۔ جملہ شرطیہ میں جو یا اگر اور جزا میں تو آتا ہے جیسے جو حال یہ ہے تو خدا ہی حافظ ہے۔ شرطیہ جملوں کے ساتھ افعال کے استعمال میں احتیاط لازم ہے۔

شرط میں تین حالتیں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ امکانی

۲۔ حقیقی

۳۔ غیر امکانی

۱۔ صورت امکانی۔ بعض اوقات ممکن ہے کہ شرط ذہن میں امکانی صورت رکھتی ہو لیکن واقعہ کے مطابق نہ ہو۔ ایسی حالت میں فعل مضارع یا افعال احتمالی استعمال کیے جائینگے۔

لیکن جب علت یا نتیجہ یقینی ہو تو اس وقت جملہ خاص کا فعل خبریہ ہوگا۔ جیسے اگر وہ کل آ گیا تو میں کیا کروں گا۔ وہ تمھارے ہی پاس رہے تو اچھا ہے۔

مگر جب نتیجہ امکانی صورت رکھتا ہے تو فعل مضارع یا کوئی فعل احتمالی استعمال ہوگا۔ جیسے میں سوچ لوں تو جواب دوں (یہاں شرط اور جزا دونوں میں فعل مضارع استعمال کیا گیا ہے)

اگر آپ اس سے پیچھا چھڑانا ہی چاہتے ہیں تو ایک تدبیر عرض کروں۔

۲۔ جب صورت شرط واقعی ہے یعنی مستقبل یا گزشتہ یا زمانہ حال میں جیسے کہ وقوع فعل کی صورت ہو، تب جملہ شرطیہ میں فعل مستقبل ہوگا یا کوئی اور فعل خبریہ لیکن جزا میں حسب حالات مذکورہ فعل مضارع یا احتمالی یا خبریہ آئے گا۔ جیسے

جو تم اُسے چھیڑو گے تو خفا ہو جائے گا۔ میں اگر اُسے مارتا ہوں تو وہ بھاگ جائے گا۔

جو تم ہی نہ آئے تو پھر کون آئے گا۔ تم نے نہیں کہا تو اور کس نے کہا۔

۳- تیسری صورت جبکہ شرط اور جزا دونوں خلاف واقعہ اور ناممکن الوقوع ہوں۔

فقرۂ شرطیہ میں ایسی شرط کا اظہار ہوتا ہے جو وقوع میں نہیں آئی۔ مگر جزا میں نتیجہ واقع ہوتا اگر شرط قاصر نہ رہتی۔ ایسی صورت میں عموماً فعل ماضی شرطیہ استعمال ہوتا ہے جیسے اگر میں اُن سے پوچھتا تو وہ مجھ سے کہہ دیتے۔ اگر وہ مرجاتا تو سارا پاپ کٹ جاتا۔

بعض اوقات ایسے موقع پر خبر میں ماضی بعید بھی استعمال ہوتی ہے۔ جیسے وہ چاہتا تو آسکتا تھا۔ کبھی تھا یا ہوتا بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے وہ آجاتا تو اچھا تھا یا اچھا ہوتا۔

بعض اوقات فقرۂ شرطیہ میں بھی ماضی بعید آتی ہے جیسے اگر تم نے مجھ سے کہا ہوتا تو میں تمھیں ضرور مدد دیتا۔

حرف شرط عموماً محذوف بھی ہوتا ہے۔ جیسے وہ آئے تو میں چلوں۔ وہ کہتا تو میں ضرور جاتا۔

اس موقع پر "ہو تو ہو" محاورے کا بھی خیال رہے۔ جیسے

غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو

جو جملے نہیں تو یا ورنہ کے ساتھ آتے ہیں اُن میں پورا فقرہ شرطیہ محذوف ہوتا ہے۔ مجھے اسکے حکم کی تعمیل ضرور ہے ورنہ خدا جانے وہ کیا کر بیٹھے۔ (یعنی اگر میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی تو ...) اگر آپ نے قبول کیا تو بہتر ورنہ مجھے اسکے پاس جانا پڑے گا (یعنے اگر آپ نے قبول نہ کیا تو ...)

بعض اوقات جملہ تمیز مکانی اور شرطیہ دونوں ہوتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ جملہ شرطیہ جب سے شروع ہوتا ہے اور جزا میں تو آتا ہے۔ جیسے جب وہی نہیں آتا تو میں کیوں جاؤں۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شرطیہ جب جملہ مین محذوف ہوتا ہے اور صرف تو سے ظاہر ہوتا ہے کہ جملہ شرطیہ ہے۔ جیسے مین چلنے لگا تو وہ رورو مجھے لپٹنے لگے

کبھی جزا مین تو بھی محذوف ہوجاتا ہے جیسے کیا ہوا اگر ہم نہ گئے۔

جملہ شرطیہ استدراکیہ

جملہ استدراکیہ بھی ایک قسم کا شرطیہ جملہ ہوتا ہے اور افعال کے استعمال مین اسپر بھی وہی قواعد حاوی ہین جو شرطیہ جملہ پر۔ جملۂ تابع کے ساتھ الفاظ تو بھی، پر، تاہم، لیکن اور مگر آتے ہین۔ جیسے اگرچہ یون تو وہ بے وقوف ہے مگر اپنے مطلب مین بہت ہشیار ہے۔ اگرچہ وہ بہت متحمل ہے تاہم انسان ہے غصہ آہی جاتا ہے۔ اگرچہ میری اس سے اچھی ملاقات ہے تو بھی ایسی فرمایش کرتے ہوے تامل ہوتا ہے۔ گو اس وقت وہ نہ مانے مگر آخر ایک روز ماننا پڑے گا۔

بعض اوقات خواہ یا چاہے فقرۂ شرطیہ مین بجاے حرف عطف شرط کے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے خواہ اس نے نیک نیتی ہی سے کیا ہو مگر کیا بہت برا۔ چاہے وہ کچھ ہی کہے پر مجھے یقین نہین آتا۔



جملے میں الفاظ کی ترکیب

۱- عموماً جملے کے تین حصے ہوتے ہیں۔

۱- مبتدا

۲- خبر

۳- فعل ربط

جیسے احمد ہوشیار ہے۔

لیکن متعدی افعال کی صورت میں اول مبتدا (یا فاعل) اس کے بعد مفعول اور اس کے بعد فعل خبر ہوتا ہے۔

۲- اُردو میں یہ ترتیب اکثر قائم نہیں رہتی اور کبھی تاکید اور زور دینے کی خاطر، کبھی تعجب و افسوس یا خوشی کے لیے اور کبھی محض قافیہ کے خیال سے اس ترتیب میں تغیر و تبدل واقع ہو جاتا ہے۔ جیسے، ایسے ہوتے ہیں قوم کے سردار اور محسن۔ حیف ہے تجھ پر۔ کون ہے جو تمھیں نہیں جانتا؟ لعنت ہے ایسی حرکات پر۔ وغیرہ وغیرہ۔

۳- فعل متعدی کا مفعول اسکے بالکل متصل قبل آتا ہے جیسے میں نے اُسے بلایا۔ لیکن جب زور دینا مقصود ہوتا ہے تو مفعول جملے کے شروع میں آتا ہے۔ جیسے، اُس عیار سے میں کیونکر نبھا سکوں گا۔

خود فعل جب شروع میں آتا ہے تو اس سے زور ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے، مارون کیا میں تجھے؟

جب مفعول دو ہوں تو مفعول قریب جو عموماً شیا کے متعلق ہوتا ہے) فعل کے متصل آتا ہے جیسے میں تمھیں انعام دوں گا۔ لیکن جو الفاظ فعل کی غرض و غایت کو ظاہر کرتے ہیں وہ ہمیشہ

فعل کے متصل آتے ہین۔ جیسے مین تمھین سمجھانے آیا ہون لیکن جب زور مقصود ہوتا ہے تو یہ الفاظ فعل کے بعد آتے ہین۔ جیسے یہ شخص اتنی دور سے آیا ہے تمھاری ہدایت کے لیے۔

۴۔ بعض اوقات بلا لحاظ زور و تاکید کے مفعول اول آجاتا ہے۔ جیسے آدمی کو آدمی کھاے جاتا ہے۔ خصوصاً جب ہونا سے مشتق افعال آتے ہین تو اکثر ایسا ہوتا ہے۔ جیسے ناصح کو سودا ہوا ہے۔ یا جب حالت انتقالی ہوتی ہے جیسے گھر مین کوئی شخص نہین۔ حامد کے پاس طوطا ہے۔

لیکن مفصلۂ ذیل امثلہ مین مفعول زور دینے کی غرض سے اول آیا ہے۔

ان چیزون کو تم کہان لیے جاتے ہو؟

یہ کاغذ میرے کام کے نہین۔

جو تم کہو گے وہی کرون گا۔

۵۔ جہان دو چیزون کا مقابلہ ہوتا ہے وہان زور دینے کے لیئے ایک لفظ جملے کے پہلے حصے کے شروع مین آتا ہے اور دوسرا لفظ دوسرے حصے کے شروع مین۔ جیسے کمائین میان خان کھائین اور لٹائین میان فہیم۔ دُکھ میرے لیے ہے اور سُکھ تمھارے لیے۔ محنت مین کرون اور چین وہ کرے۔

۶۔ فجائیہ جملون مین بھی اظہار نفرت تعجب افسوس وغیرہ کے لیے ترتیب بدل جاتی ہے اور الفاظ تعجب وافسوس وغیرہ جملے کے شروع مین آتے ہین۔ جیسے لعنت ہے ایسے کام پر۔ افسوس تمھاری حالت پر۔

ایسے جملون مین فعل ربط عموماً محذوف ہوتا ہے۔

۷۔ لفظ ندا عموماً اول آتا ہے لیکن زور دینے کے لیے آخر مین بھی آجاتا ہے۔ جیسے تو نے ایسا کیا کیون ظالم! تیری یہی سزا ہے کمبخت!

۸۔ جب ضمائر شخصی ہر سہ قسم ایک جگہ جمع ہوجائین تو ترتیب حسب ذیل ہوگی۔

اول ضمیر متکلم دوم ضمیر مخاطب اور سوم غائب۔ جیسے ہم تم مل کے چلین گے۔ ہمین تمھین وہ ایک ہی سمجھتے ہین۔

ضمیر موصولہ ہمیشہ اول آتی ہے۔ جیسے جو تم کہو وہی کرون گا۔

۹۔ ہر قسم کی صفات اُن اسماء سے قبل آئین گے جن کی وصفت بیان کرتے ہین لیکن جس وقت وہ بعد مین آتے ہین وہ عموماً خبر کے طور پر استعمال ہوتے ہین۔ یا زور دینے یا خصوصیت ظاہر کرنے کی غرض سے۔ جیسے یہ بڑا غدار شہر ہے۔ اس اُجڑے گاؤن مین کیون چلے گئے۔ وعدہ پکّا کرو۔ وہ ہمیشہ کا دکھیا ہے۔ وہ کچھ ہو بھی گئے ہین مغرور۔

بعض اوقات زیادہ زور دینے کے لیے صفت کو اسم سے علیحدہ کر کے جملے کے آخر مین لاتے ہین جیسے یہ جنگ ہے بڑی خوفناک اور خونریز۔ چلتے چلتے ایک پہاڑ ملا۔ ہرا بھرا اور بہت اونچا

۱۰۔ اردو بدل مبدل منہ بطور صفت موصوف کے ہوتے ہین یعنی بدل اول آتا ہی مبدل منہ سے جبکی وہ ایک قسم کی صفت ہے۔ جیسے کلّو چمار آیا تھا۔ حاجی کا بیٹا شمسو گیا۔ کبھی اسکے خلاف بھی ہوتا ہے۔ جیسے تمھارا بھائی احمد کہان ہے؟

۱۱۔ ترکیب اضافی مین بعض اوقات ترتیب بدل جاتی ہے اور یہ فارسی کا اثر ہے۔ جیسے یہ قلم آپ کا ہے۔ یہ کتاب میری ہے۔

بعض اوقات مضاف الیہ اور مضاف مین فصل پڑ جاتا ہے۔ جیسے یہان تیرا کیا کام ہے۔ تمھارا کیون نہ دم بھرون۔

لیکن یہ فصل وہین تک جائز ہے کہ مطلب مبہم نہ ہو۔

۱۲۔ تمیز فعل یا (متعلقات فعل) خواہ الفاظ ہون یا فقرے عموماً اُن الفاظ کے قبل آتے ہین جن سے ان کا تعلق ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ فعل اور اسکے مفعول کے درمیان

آجاتے ہین - عام طور پر یون سمجھنا چاہیے کہ جون جون وہ ایسے الفاظ سے دور ہو جاتے جاتے ہین ویسے ہی زور زیادہ بڑھ جاتا ہے - یا انھین الفاظ متعلقہ کے بعد یا افعال کے دو اجزا کے درمیان لانے سے زور پیدا کیا جاتا ہے -

جیسے، جلدی چلو - وہ شہر مین رہتا ہے - وہ مجھے ہر روز ستاتا ہے - اسکا مزاج چڑچڑا بہت ہے - یہ کہو تم آؤ گے کب - اب تمھین چھوڑ کر جاؤن کہان -

لیکن جب تمیز کا تعلق کل جملے سے ہوتا ہے وہ جملہ کے اول آتی ہے - جیسے دفعتہً وہ چھت پر سے گر پڑا -

۱۳ - ہی جو تمیز فعل کے طور پر استعمال ہوتا ہے اس کا استعمال اُردو مین بہت کثرت سے ہے اور اسم ضمیر صفت فعل کے ساتھ آتا ہے - جیسے گھر ہی مین رہو - آپ ہی چلین - خوب ہی برسا - کسی طرح جاتا ہی نہین - وہ سُنتے ہی چلدیا -

ہے کے بعد جب ہی آتا ہے تو اس کا تلفظ اس طرح ادا ہوتا ہے کہ گویا ہ نہین ہے اور ہے کے بعد ایک ي اضافہ کر دی گئی ہے - یعنی ہئی -

جہان فعل کے دو جز ہوتے ہین وہان یہ اُنکے درمیان آتا ہے - مین تو کرون ہی گا - مین تو تیار ہون تو وہ کسی طرح چلتا ہی نہین -

یون تو ہی اکثر اور ہمیشہ اصل فعل کے ساتھ مل کر آتا ہے لیکن کبھی بجائے اصل فعل کے امدادی فعل کے ساتھ آجاتا ہے - جیسے، آدمی کچھ کھو کر ہی سیکھتا ہے - لیکن فصیح اصل فعل کے ساتھ ہے

۱۴ - فعل جب مفرد ہوتا ہے تو حرف نفی ہمیشہ اول آتا ہے - مگر مرکب ہونے کی حالت مین فعل کے اول نیز ہر دو جز کے درمیان دونون طرح جائز ہے - جیسے مین نہین جا سکتا

ہین جانہین سکتا۔ اُسے نہ جانے دو۔ اُسے جانے ندو۔ اس کا حال کہا نہین جاتا۔ اس کا حال نہین کہا جاتا۔

مفرد فعل کے ساتھ بھی نہین کبھی بعد مین آجاتا ہے۔ جیسے مانتا نہین۔ اٹھو مت اسمین کسی قدر تاکید پائی جاتی ہے۔

افعال مجہول مین بھی جب حرف نفی امدادی فعل کے متصل آتا ہے تو اسمین بھی نفی کی تاکید مقصود ہوتی ہے۔ جیسے، مجھسے یہ الفاظ سنے نہین جاتے۔

مرکب افعال کے اجزا مین زور اور تاکید کی غرض سے صرف حرف نفی سے فصل نہین ہوتا بلکہ دوسرے الفاظ سے بھی اسی غرض کے لیے فصل آتا ہے۔ جیسے، ہون تو مین ایسا ہی۔ وہ ہو تو ایسا ہی گیا ہے۔

۱۵- ہی کی طرح بھی انھین الفاظ کے متصل آتا ہے جن پر زور دینا مقصود ہوتا ہے۔ جیسے میرا بھی ایک بھائی وہان نوکر تھا (یہان صرف بھائی کی ملازمت کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا مقصود ہے) اس طرح میرا ایک بھائی نوکر بھی تھا۔ (یہان صرف ملازمت پر بیکاری کے مقابلہ مین زور دینا مقصود ہے)

۱۶- تو بھی زور دینے کے لیے آتا ہے اور ہمیشہ اس لفظ کے بعد استعمال ہوتا ہے جس پر زور دینا مقصود ہے۔ وہ تو ضرور آئے گا۔

مگر جب یہ لفظ شرط کے جواب مین آتا ہے تو وہان صرف جزا کے لیے آتا ہے۔ اگر وہ آج آجائے تو بہت اچھا ہے۔ اگر آپ اجازت دین تو جاؤن۔

۱۷- حروف عطف اور، کہ، یا، پر، لیکن، مگر، جو، اگر، اگرچہ جملے کے شروع مین آتے ہین۔ لیکن زور کے مقام پر زور دینے کے الفاظ ان سے اول ہو جاتے ہین جیسے

وہ شخص اگر آیا بھی تو مین اُسے مُنھ نہ لگاؤن گا۔ وہ اگرچہ بڑا عالم فاضل ہے مگر تمیز چھو کے نہین گئی۔

۱۸۔ مرکب جملون مین بھی ایسا ہوتا ہے کہ زور دینے کی غرض سے مابعد کا جملہ ماقبل ہو جاتا ہے۔ جیسے اُس کا دل بڑا ہی سخت ہوگا جس نے ایسی سزا اس غریب کو دی ہے

شرط کا جملہ ہمیشہ جزا سے قبل آتا ہے۔ اس طرح وہ تمیزی جملے جو زمان و مکان یا حالت ظاہر کرتے ہین جملۂ خاص سے قبل آتے ہین۔ لیکن اگر زور جملۂ خاص پر ہے تو وہ اول آتا ہے۔ جیسے یہ تو ہم اُسی وقت سمجھ گئے تھے جب اس نے ایسی حرکت کی تھی۔ ہمین یہ کام اُسی حد تک کرنا چاہیے، جہان تک ہمارے اختیار مین ہے۔

نظم مین جملے کی معمولی ترتیب قائم نہین رہتی ضرورت شعری کسی ترتیب کے تابع نہین۔



اُردو کی قابلِ دید کتابیں

عجائب المخلوقات - علامہ ذکریا ملتانی ۷ر

اخوان الصفا - ابن الجلدی عہ ر

آثار الصنادید - سرسید احمد خان عاَر

خمخانۂ جاوید - لالہ سری رام ایم اے ۵ر

زندگانی بے نظیر - پروفیسر شہباز عہ ر

اُردوئے معلّٰی - میرزا غالب دہلوی عہ ر

عودِ ہندی - ״ ۶ر

جادۂ تسخیر - نواب حیدر علیخان رئیس رامپور عہ ر

ایشیائی شاعری - سید امجد علی اشہری عا ر

بنات النعش - مولانا نذیر احمد دہلوی ۲ر

توبۃ النصوح ״ ۶ر

مرأۃ العروس ״ ۶ر

اخیار الاخیار - خواجہ اشرف علی - ۸ر

تاریخ جدولیہ - منشی خادم حسین اکبرآبادی عہ ر

عقل و شعور - مولوی سید نظام الدین حسین عاَر

معدنِ تہذیب - مرزا حبیب حسین بی اے عاَر

اورنگ زیب - مسٹر عبداللطیف بی اے ۱۲ر

افسانۂ نادر جہان - طاہرہ بیگم عہ ر

طلسمی فانوس - منشی سجاد حسین اڈیٹر اودھ پنچ ۸ر

نئی نویلی - سید علی سجاد عظیم آبادی ۱۲ر

فسانہ عجائب - مرزا رجب علی بیگ سرور ۹ر

اکسیر ہدایت - امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ عہ ر

شرح مثنوی مولانا روم (۶ دفتر) [illegible]

مجمع البحرین - حکیم حیدر علیخان ۳ر

کلید صنعت (روپیہ پیدا کرنے کے طریقے) ۸ر

حاجی بابا اصفہانی - مرزا حیرت دہلوی عہ ر

زاہدہ - علامہ احسان اللہ عباسی عہ ر

مطلع العلوم و مجمع الفنون عہ ر

ناشاد - حضرت ریاض ۶ر

بُستانِ حکمت - فقیر محمد خان گویا عہ ر

پیاری سہیلی - مرزا محمد عباس ہوش ۸ر

مارِ آستین - منشی جوالا پرشاد برق ۱۲ر

بروگ ״

مرنالنی ״ عہ ر

روہنی ״ ۹ر

بنگالی دولھن ״ ۱۲ر

سیر کہسار - پنڈت رتن ناتھ سرشار عہ ر

خدائی فوجدار ״ عاَر

کامنی ״ عاَر

جامِ سرشار

حرمان نصیب - منشی [illegible] علی بی اے عہ ر

شبابِ لکھنو ״ عہ ر

رسالہ علم برقی ... ۴ر

رسالہ علم طبعیات ... ۴ر

رسالہ علم انتظام مدن ... ۴ر

ترجمۂ تاریخ فرشتہ ... للعہ

سیر المتقدمین ... ۱۱ر

سیر المتاخرین ... ۴ر

تاریخ مصر ... ۴ر

شاہجہان نامہ ... ہے

تذکرہ گلزار سخن ... عہ

الف لیلہ دنیازاد ... ۴ر

سوانح عمری شیطان ... عہ

علاج الغربا ... ۸ر

شفاء الامراض ... عہ

علاج بر محل ... عہ

شمع شبستان ... عہ

دیوان نعت کلاں ... ۱۰ر

گلدستۂ تہذیب ... ۵ر

گلدستۂ اخلاق ... ۵ر

گلدستۂ ادب ... [illegible]

مراۃ الصدق ... ۶ر

عجائبات تخت شداد ... ۶ر

مثنوی حور جہان ... ۱۲ر

مثنوی دفتر سحر ... ۸ر

مثنوی ترانۂ شوق ... ۸ر

مثنوی قاسم و زہرہ ... ۸ر

مثنوی عالم خیال ... ۶ر

فسانۂ لارنس ورتھ ... ۴ر

فسانۂ دوجہان ... عہ

فسانۂ سوزن عشق ... عہ

فسانۂ الہ دین ویلی ... عہ

روز الیمبرٹ کامل ... ہے

جام زہر ... عہ

اسرار کامل ... ۴ر

طلسمی بدلہ ... ۴ر

لعبت فرنگ ... عہ

وگیزونسیڈا ... عہ

شہید جفا ... عہ

سیتا ... ہے

فریب حسن ... ۴ر

انجام بخیر ... عہ

تسخیر (ڈراما) ... ۸ر

رشک گلفام (ڈراما) ... ۸ر

کلیات میر ... عہ

کلیات سودا ... عہ

کلیات ظفر ... ۴ر

کلیات انشا ... عہ

کلیات آتش ... ۸ر

کلیات نظیر ... ۴ر

کلیات تسلیم ... ۱۲ر

کلیات مومن ... ۹ر

دیوان ناسخ ... ۹ر

دیوان صبا ... ۸ر

دیوان شیفتہ ... ۸ر

دیوان وزیر ... ۱۲ر

دیوان بحر ... عہ

دیوان اسیر ... ۱۱ر

دیوان نسیم ... ۱۲ر

دیوان امانت ... ۸ر

دیوان مصحفی ... ۸ر

دیوان غالب ... ۴ر

گلزار داغ ... عہ

دیوان رند ... ۸ر

دیوان جلال ... عہ

فلسفۂ جذبات

(۱) اگر یہ سوال کیا جائے کہ انسان کے لیے سب سے ضروری اور مفید کون علم ہے تو بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ معیشت کامل کے جتنے شعبہ جات عناصر ہیں اُن سب کے لیے "علم النفس" کی تحصیل لازمی ہے۔

(۲) دنیا میں اب تک جتنے کامیاب اشخاص گزرے ہیں خواہ وہ کسی فن، کسی پیشے، کسی صیغے سے تعلق رکھتے ہوں۔ اُنکی کامیابی کا اصلی سبب محض "علم النفس" کی علمی واقفیت پر منحصر ہے۔

(۳) اگر آپکو یہ دریافت کرنا منظور ہو کہ رازِ ہستی کے انکشاف میں سب سے زیادہ کس علم سے مدد ملتی ہے تو آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ "علم النفس" کو شمعِ راہ بنائے بغیر چارہ نہیں۔"

لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اُردو کیا معنی، عربی اور فارسی میں بھی اس ضروری، مفید اور دلچسپ موضوع کے متعلق کوئی کتاب نہیں لکھی گئی جسکی وجہ سے ملک کے وہ کثیر التعداد حضرات جو السنۂ مغربی سے واقف نہیں، اب تک کتنی بڑی نعمت سے محروم تھے؟

(مقامِ تشکر ہے)

کہ ملک کے سرمایۂ ناز اور قابلِ فخر انشاپرداز مسٹر عبدالماجد، بی اے، نے "فلسفۂ جذبات" کے نام سے اسی مبحث پر ایک بیش بہا کتاب تالیف فرمائی ہے جس کو انجمن ترقی اُردو نے نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع کیا ہے۔ حجم ۲۵۰ صفحات۔ قیمت صرف عہ

نوٹ:۔ خاص پسند طبقے کے لیے تھوڑی سی جلدیں نہایت اعلے درجے کے ایوری فنشن کاغذ پر چھپوائی گئی ہیں جس کی قیمت عمہ رکھی گئی ہے (محصول ڈاک بذمۂ خریداران)

خریداری کی درخواستیں اس پتہ پر ارسال فرمائیں:

مہتمم دارالاشاعت انجمن ترقی اُردو۔ فلاور ملز۔ لکھنؤ

محاربات صلیبی

یورپ کی مسیحی قوموں نے بیت المقدس کو مسلمان حکمرانوں کے تحت سے نکالنے کے لیے جس قدر کوششیں کیں اُنکے تفصیلی حالات صد درجہ دلچسپ۔ سبق آموز۔ اور عبرت انگیز ہیں۔ لیکن عیسائی مورخ جب کبھی ان لڑائیوں کے حالات لکھتے ہیں تو مسلمان فرمانرواؤں اور فوجوں کی ایسی بھیانک اور نفرت انگیز تصویر کھینچکر دکھاتے ہیں کہ متعصب سے متعصب مسلمان بھی اپنے نامور بھائیوں کی طرف سے بدگمان اور بیزار ہوجائے لیکن صداقت کی فتح اور حقیقت کے انکشاف کا جب وقت آتا ہے تو خداوند تعالی جل شانہ ایسے ایسے سامان پیدا کردیتا ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ ۱۸۹۸ء میں لندن کی رلیجس بک سوسائٹی نے جنگ ہائے صلیبی کی ایک مجمل تاریخ شائع کی۔ حیرت ہوتی ہے کہ عیسائیوں اور خصوصاً مشنریوں اور پادریوں میں بھی ایسے انصاف پسند مصنف ہوسکتے ہیں جو مسلمان بادشاہوں کے اخلاق حسنہ۔ شجاعت وسخاوت۔ عدل انصاف۔ رواداری وحسن سلوک کا اعتراف کریں۔ اور غازیانِ اسلام کی بہادری۔ استقلال۔ خلوص اور انسانیت کو تسلیم کرنے پر مائل ہوں۔ لیکن اس کتاب کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند ذوالجلال کی قدرت کیا کرشمہ سازیاں کرتی ہے۔ اسی بنا پر ملک کے مشہور انشا پرداز مولوی معشوق حسین خانصاحب بی اے (علیگ) اسسٹنٹ اڈیٹر جنرل محکمۂ مال گذاری مملکتِ آصفیہ نے نہایت صحت وسلاست کے ساتھ اُسکا ترجمہ کیا ہے۔ قیمت کتاب مع نقشہ وشجرہ عمر

تسخیر فرانس

ملک الشعراے انگلستان شیکسپیر کے جو ڈرامے اب تک اُردو میں ترجمہ ہوے ہیں ان میں بہت کم ایسے ہیں جو اُردو انشا پردازی کے معیار سے پسندیدہ قرار پائیں مگر منشی تفضل حسین صاحب ناشر نے "ہنری دی ففتھ" کا ترجمہ اس خوبی سے کیا ہے کہ اکثر صحاب ذوق نے اُنکو مبارکباد دی۔ قیمت ۸ ر

الاحسان

میں لفظ صوفی کی تحقیق تصوف کی ابتدا اور اُسکی رفتہ رفتہ ترقی کا ذکر کیا گیا ہے اور آخر میں تصوف کے تمام شعبوں اور اسلام سے تطبیق اور اُسکی حقانیت اور اصول پر بحث کی گئی ہے۔ مولفہ مولوی احسان الدین علوی۔ قیمت ۸

منیجر الناظر بک ایجنسی۔ فلادر ملز۔ لکھنو